تذکارِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

عاشقِ صادق، سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے رُوح پرور اور ایمان افروز تذکار

ترتیب و تدوین

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

Marfat.com

تذکارِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

عاشقِ صادق، سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے روح پرور اور ایمان افروز تذکار

ترتیب و تدوین

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

شیرِ ربانی پبلیکیشنز لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Marfat.com

مکتوبات ۲۰ 156
معمودی 166
عقیدہ
مجدد حمایت
الف ثانی
193 تکمیل العلوم
102 علمی کام
110

15
16
21
1
12
16
1

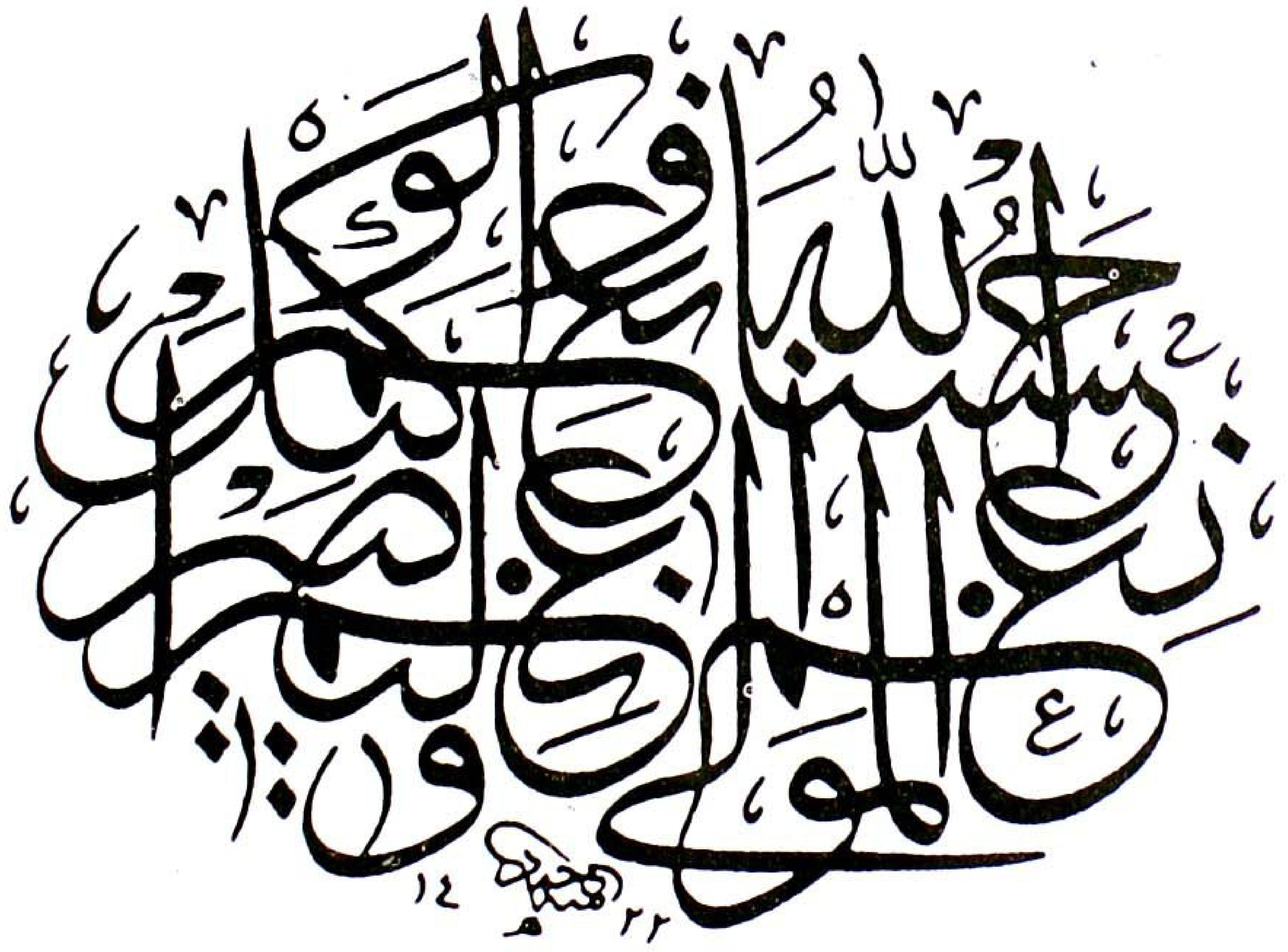

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تذکارِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

عاشقِ صادق، سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے رُوح پرور اور ایمان افروز تذکار

ترتیب و تدوین

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

21۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ، سمن آباد لاہور

Marfat.com

سلسلہ اشاعت نمبر ۴۲

جملہ حقوق محفوظ ہیں

84176

نام کتاب	تذکارِ سرور
مرتبہ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی
پروف ریڈنگ	شاہد حسین
صفحات	۲۰۸
اشاعت	ذیعقدہ ۱۴۳۱ھ بمطابق نومبر ۲۰۰۹ء
تعداد	۱۱۰۰
ناشر	شیر ربّانی پبلکیشنز، لاہور
کمپوزنگ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

ملنے کا پتہ:

مرکزی دفتر شیر ربّانی اسلامک سنٹر

شیر ربّانی روڈ، چوک شیر ربّانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور

فون آفس: 042-7571809 موبائل: 0300-4299321

Marfat.com

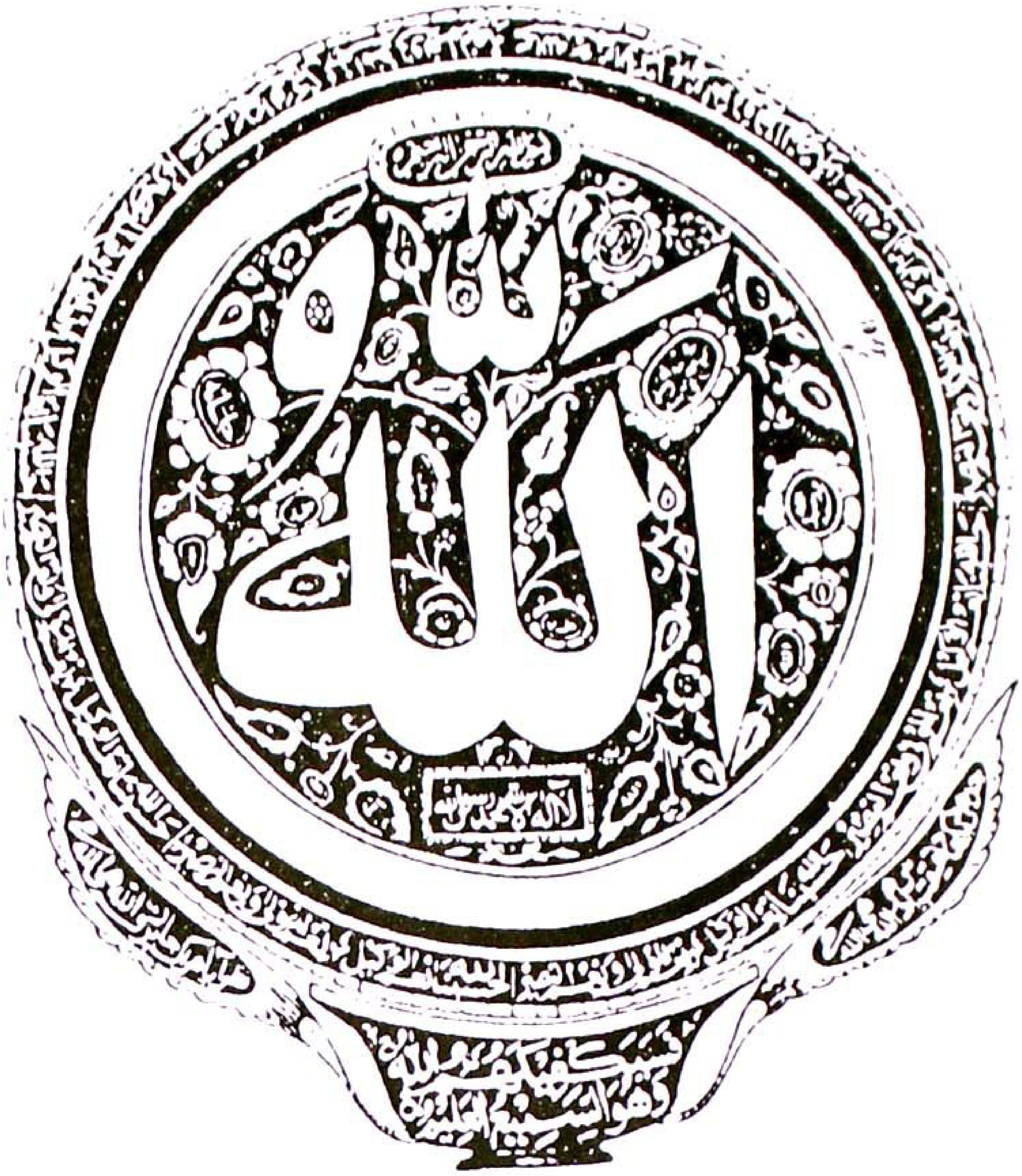

قطعہ اسمِ ذات جو اعلیٰ حضرت شیرِ ربّانی حضرت
میاں شیر محمدؒ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک
سے رقم فرمایا جس سے آپ کے عشقِ الٰہی کا بخوبی
اندازہ ہوتا ہے، پتّے پتّے میں اسمِ ذات نہایت
خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے۔

Marfat.com

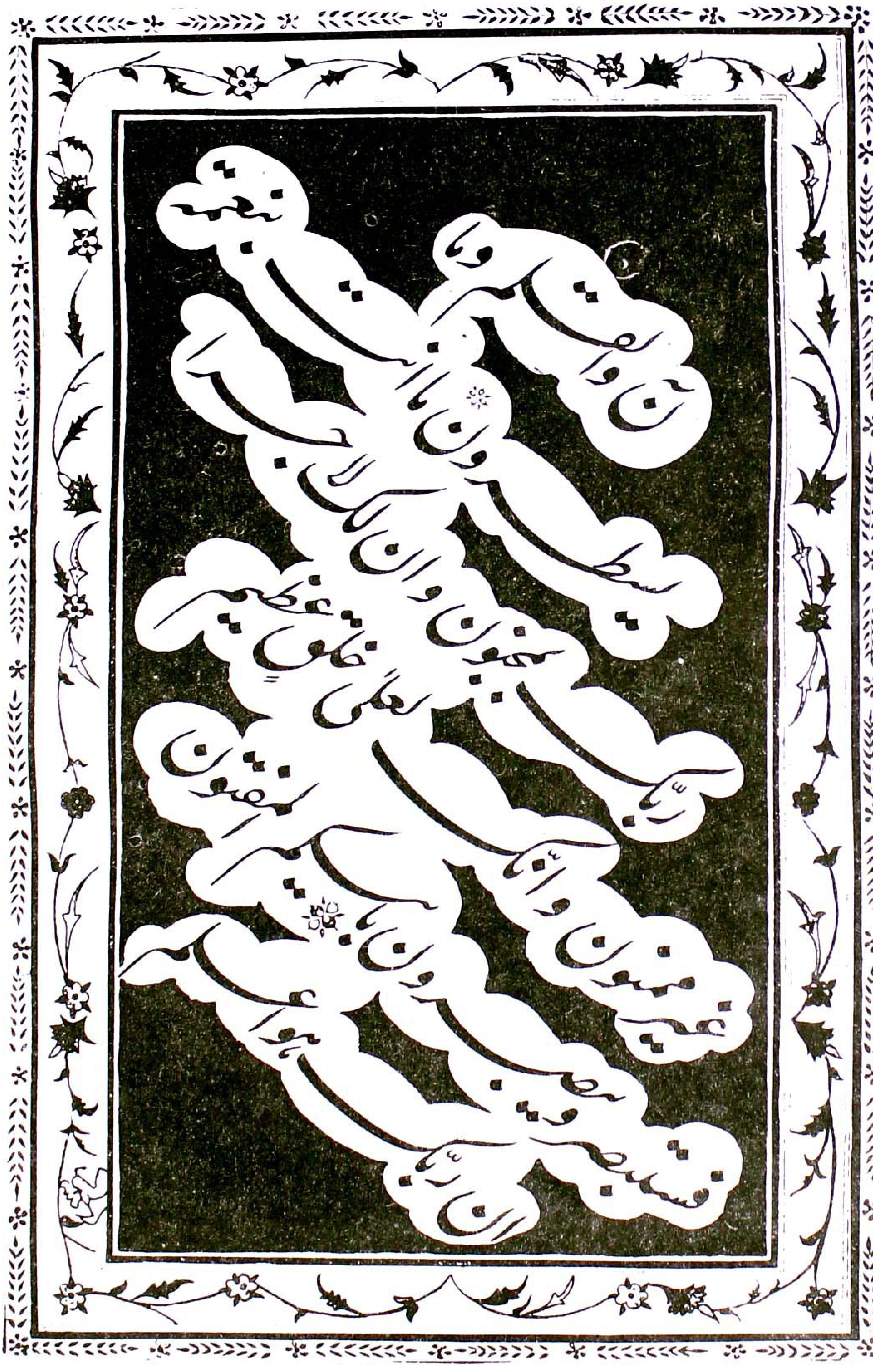

Marfat.com

انتساب

مجھے اس کتاب ''تذکارِ سرور'' کی ترتیب و تدوین کا جو شرف حاصل ہوا ہے اس کاوش میں تمام امورِ خیر اور بھلائیوں کو اپنے شیخ، مرشد کریم ولی العصر، پیکر اخلاص سرورِ ملت، سیدی و مولائی حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ سے منسوب کرنے میں فخر اور روحانی کیف و سرور محسوس ہو رہا ہے کہ جنہوں نے مجھ ایسے نکمے اور جاہل کو اپنے روحانی و علمی ورثہ سے بطور خاص عطا فرمایا اور اپنی حسنِ تربیت سے اس قابل بنایا اور اس کے ساتھ ساتھ ان احباب علم و دانش جن میں میرے استاذ مکرم مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب (ڈائریکٹر شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور)، جناب جمیل اطہر سرہندی (صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور و چیف ایڈیٹر روزنامہ جرأت و تجارت)، جناب میاں محمد صادق قصوری (ممتاز مؤرخ و ادیب) اور خاص طور پر ملک پاکستان کے عظیم محقق ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب (صدر شعبۂ عربی و علومِ اسلامی، جی سی یونیورسٹی لاہور) شامل ہیں کہ جن کی لمحہ لمحہ راہنمائی سے راقم الحروف کی اصلاح ہوتی رہی۔ مجھے اس بات کو کہنے میں کوئی حیاء نہیں کہ اس کتاب میں تمام کوتاہیاں میرے ناقص علم و عمل کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ امید ہے کہ جملہ احباب مستقبل میں بھی راہنمائی فرماتے رہیں گے۔ اللہ جل شانہٗ ہمیں صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو آگے بڑھانے کی سعادت عطا فرمائے رکھے اور ان ہی کارِ عظیم کی انجام دہی میں قیدِ حیات سے رہائی عطا فرمائے۔ (امین)

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

Marfat.com

حضرت سرورِ ملت مجھ بے علم و بے عمل پر خاص شفقت فرماتے۔ صالحین کا ہمیشہ سے یہی شیوہ رہا کہ وہ چھوٹوں کی ہمت بندھاتے، حوصلہ دیتے اور راہِ عملِ صالح دکھاتے۔ یہ چند سطور اسی محبت کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے لکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں افکارِ مجدد علیہ الرحمۃ کی ترویج و اشاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

طالب دعاء

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

چیئرمین شعبہ عربی و علوم اسلامیہ

جی سی یونیورسٹی لاہور

۹ رنومبر ۲۰۰۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکار

مسلمانوں نے تذکرہ نویسی کی روایت کو مقصدیت و معنویت عطا کی۔ مقصدیت و معنویت کا یہ سبق قرآن و حدیث سے اخذ کیا گیا۔ مسلم تذکرہ نویسی کی روایت مفسرین، محدثین، صوفیہ، فقہا، غرض کہ سب کے ہاں تمام علوم وفنون میں موجود رہی۔ صوفیہ میں اس روایت کو حلیۃ الاولیاء اور تذکرۃ الاولیاء جیسی تصانیف میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کشف المحجوب جو برصغیر میں فارسی زبان کی پہلی کتابِ تصوف ہے، میں بھی شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عہد تک کے اولیائے کبار کے تذکار جمع کر دیئے۔

زیرنظر مجموعہ بھی تذکار اولیاء کے اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی نے ترتیب دیا ہے۔ یہ تذکرہ دورِ حاضر میں خلوص ومحبت سے کام کرنے والے ایک بزرگ کا ذکر خیر ہے جس نے مجددی افکار کی ترویج واشاعت میں اپنی ہر ممکنہ قوت صرف کردی۔ تذکرے چونکہ تہذیبی تسلسل کو برقرار رکھنے اور آگے بڑھانے کا کام کرتے ہیں اس لیے ہر دور میں ان کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی۔ ان صالحین کے ذکر سے ایمان کو تقویت، عمل کو سرگرمی، روح کو اطمینان اور فکر کو بالیدگی ملتی ہے اسی وجہ سے صوفیہ نے کہا کہ ذِکر صالحین رحمت الٰہی کے نزول کا سبب بنتا ہے۔

سرور ملت صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ اخلاص وللّٰہیت کی تصویر تھے حضرت مجدد پر کام کرنے والے لوگوں کو تلاش کرتے، ان کو وسائل مہیا کرتے اور اس

Marfat.com

موضوع پر کام کرنے کا حوصلہ دیتے۔ ان کے اوصاف جلیلہ کو وصال کے بعد مختلف تعزیتی اجلاسوں میں پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، پروفیسر قاری مشتاق احمد، علامہ محمد صادق قصوری، مفتی محمد صدیق ہزاروی، پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی، ڈاکٹر سلطان الطاف علی، ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد، ڈاکٹر اقبال اختر القادری اور پروفیسر قاری محمد رفیق جیسے صاحبان علم نے بیان کیا آپ کے لختِ جگر صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی نے کچھ اپنی یادیں تحریر کیں، ان گلہائے عقیدت و حقیقت کو سرور ملت رحمۃ اللہ کے مرید باصفا نے ''تذکارِ سرور'' کے نام سے آنے والی نسلوں کی راہنمائی کے لیے محفوظ کر دیا۔ جناب ناظم بشیر نے کوشش کی کہ اس تذکرہ کو ترتیب دیتے وقت حقائق، عقیدت کے جھرمٹ میں گم نہ ہو جائیں۔ سب سے بڑھ کر حقیقت کا اظہار حضرت سرور ملت رحمۃ اللہ کے شیخِ طریقت حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے کیا، اسے بھی محفوظ کر لیا گیا، کیوں کہ یہ سب سے بڑا اخراجِ عقیدت اور اعترافِ حقیقت ہے۔

دنیائے اسلام کے عظیم مفکر، ماہر مجددیات و رضویات، مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ ایکٹر سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں منعقدہ ۲۰۷ ویں ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر فرمائے گئے وہ کلمات مقدسہ بھی محفوظ کر لیے گئے ہیں جن کی روشنی میں یہ یہ بات اخذ کی جا سکتی ہے کہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نقشبندیت کی تاریخ میں انتہائی فعال اور صاحبِ مثال بزرگ شخصیت تھے، اسی طرح آپ کے رفیق خاص جمیل اطہر سرہندی کی یادیں بھی ان صفحات کی زینت ہیں۔

Marfat.com

فہرست

باب اوّل: حیات وافکار سرور

نمبر شمار	عنوان خطاب / مقالہ	نام مقرر / مقالہ نگار	صفحہ نمبر
1۔	تقدیم	جمیل اطہر سرہندی	۳
2۔	نعت رسول مقبول ﷺ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ	۵
3۔	قطعہ تاریخ وفات	میاں محمد صادق قصوری	۷
4۔	منقبت بحضور حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی	۹
5۔	پیکرِ اخلاص	حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری	۱۱
6۔	ایک مثالی شخصیت	پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
7۔	انٹرویو حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ	علامہ ڈاکٹر منظور حسین	۱۳
8۔	علالت تا رحلت	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی	۷۳

باب دوم: جلسہ تعزیت برموقع ختم سوئم

9۔	تعلیمات مجدد کا نقیب وداعی	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	۸۷
10۔	صاحبِ تقویٰ	پروفیسر قاری مشتاق احمد	۹۲
11۔	دین اسلام کا سرگرم رکن	علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی	۹۸

Marfat.com

12۔	عاشقِ صادق	جمیل اطہر سرہندی	۱۰۰
13۔	علم دوست شخصیت روئیداد	پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۰۶
14۔	جلسہ تعزیت بر موقع ختم سوئم بیاد حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی	۱۰۷

باب سوم جلسہ تعزیت بر موقع ختم چہلم

15۔	رسول اکرم ﷺ کی محبت میں عاشقِ صادق	پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی	۱۱۳
16۔	نقشبندی سلسلہ کیلئے حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا جائزہ	پروفیسر محمد اقبال مجددی	۱۲۲
17۔	مطیع و فرمانبردار مرید	علامہ مفتی ظہور احمد جلالی	۱۲۷
18۔	ایک خود شناس شخصیت	جمیل اطہر سرہندی	۱۲۸
19۔	اقبال کا ''مردمومن''	میاں محمد صادق قصوری	۱۳۴
20۔	امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا عاشق صادق	پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس	۱۴۶
21۔	سفیر افکار امام ربانی	پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی	۱۵۰

Marfat.com

22۔	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اور استقامت	پروفیسر قاری محمد رفیق	۱۵۸
23۔	دین اسلام کا ان تھک سپاہی	صاحبزادہ غلام مصطفےٰ نقشبندی مجددی	۱۶۲
24۔	راہِ طریقت کا عظیم شاہ سوار	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی	۱۶۵
25۔	روئیداد جلسہ تعزیت بر موقع ختم چہلم بیاد حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ	محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی	۱۷۲

باب چہارم: خراج تحسین

26۔	مکتوب	ڈاکٹر سلطان الطاف علی	۱۸۷
27۔	مکتوب	سید صابر حسین شاہ بخاری	۱۸۹
28۔	یادیں	پروفیسر سید شبیر حسین شاہ زاہد	۱۹۱
29۔	صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ	ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری	۲۰۳
30۔	تعلیمات مجددیہ کا ایک خاموش مبلغ	ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی	۲۰۶

Marfat.com

Marfat.com

باب اوّل

حیات وافکارِ سرور رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

(1944ء .... 2009ء)

Marfat.com

Marfat.com

تقدیم

جمیل اطہر سرہندی

صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

زیرِ نظر کتاب ''تذکارِ سرور'' سرورِ ملّت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اور تعلیمات کے موضوع پر ان کے ہم عصر اہل بصیرت و دانش کی آراء و افکار کا مجموعہ ہے۔ اس طرح کی کتابوں کی ترتیب و اشاعت کا اصل مقصد عوام و خواص کو ایسے نادر روزگار ہستیوں کے کارہائے نمایاں سے آگاہ کرنا ہوتا ہے تاکہ پڑھنے والے ان کی حیات مقدسہ اور اُن کے نظریات پر غور وفکر کریں اور ان کی روشنی میں اپنی منزل اور نصب العین کا تعین کریں

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بنیادی وابستگی شیر ربّانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ اور ان کے جانشین حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی کے علمی و تدریسی کاموں سے رہی اور اسی خانقاہ کے'' فیضان نظر'' حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کی نگاہ التفات نے انہیں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریاتی سرمایہ کی حفاظت کے لئے کام کرنے کی ترغیب دی۔ آج پاکستان کے طول و عرض میں افکار مجدد الف ثانی کے جو دریا بہہ رہے ہیں ان میں حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شب و روز کی محنت اور جدو جہد کو بھی فراموش نہیں کیا جا سکے گا۔

Marfat.com

مجھے خوشی ہے کہ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے رُوحانی وفکری وارث ان مقاصد کے لئے مسلسل کوشاں ہیں جن کے لئے حضرت صوفی صاحب نے اپنی زندگی وقف کیے رکھی۔

میرا یقین اور ایمان ہے کہ یہ شمع تا ابد آباد رہے گی اور حضرت سرور ملت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی روح خوش اور مطمئن ہوگی کہ اللہ پاک نے اُن کے آستانے کو اپنے دین متین کی سربلندی کے کام کے لئے چن رکھا ہے

جمیل اطہر سرہندی

ہفتہ ۱۰۔اکتوبر ۲۰۰۹ء

Marfat.com

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

عرش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی ﷺ
دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسول اللہ کی ﷺ

قبر میں لہرائیں گے تاحشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی ﷺ

لَاوَ رَبِ الُعَـــرُش جس کو جو ملا اُن سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ

وہ جہنم میں گیا ان سے جو مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ﷺ

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

Marfat.com

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی ﷺ

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید و بند
حشر میں کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی ﷺ

یارب اک ساعت میں دُھل جائیں سیہ کاروں کے جرم
جوش پر آجائے اب رحمت رسول اللہ کی ﷺ

ہے گلِ باغ قدس رُخسار زیبائے حضور
سروِ گلزار قدم قامت رسُول اللہ کی ﷺ

اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی ﷺ

Marfat.com

قطعہ تاریخ وفات

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

پیرِ طریقت غلام سرور صوفی باکمال
صاحب خلق عظیم و ہم خوش خصال

حق نے بخشی تھی اسے خوب درویشی
ذکر و فکر تھا سدا جس کا حال و قال

وہ پیر کامل ، مرد دانا، مرد حق
ہیں فیض یافتہ جس کے دشت و جبال

وہ غلامِ نقشبند ہم مجدد کا فقیر
وقف شب بیداری رہے جس کا ماہ و سال

کیا بیاں کروں اوصاف اُس زعیم کے
تھا فدائے دینِ حق ، پُر تاثیر قیل وقال

آتا تھا دیکھ کر جسے یاد اللہ! واللہ!
وہ کشتۂ عشق رسول لاریب ثانی بلال

وہ گدائے شیر ربانی زاہد بے ریا
رہیں گے حشر تک قائم جس کے آثار و احوال

فکر جو کی صادق نے تاریخ ارتحال کی
کہا ہاتف نے ''جذبۂ تعمیر'' ہے سال وصال

۱۴۳۰ھ

نتیجہ فکر

محمد صادق قصوری

Marfat.com

قطعہ تاریخ وفات

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صوفی سرور آہ | ہوئے ہیں اس دنیا سے رخصت
صورتاً سیرتاً تھے ولی کامل | مرد خوش اعتقاد و صاحب ہمت
فرش سے تابہ عرش تھی شہرت | روز افزوں رہی دولت و ثروت
ہوئی حاصل کسی کو شاذ و نادر | یہ عزت اور یہ فہم و فراست
مہ پُر نور چرخ علم و حکمت | گلِ شادابِ گلزار شرافت
علم میں خلق میں فضل میں | خداداد تھی انکی فہم و فراست
تھی جستجو صادق کو سال وصال کی | آئی ندا ''فروغِ انجمن'' ہے تاریخ رحلت

۱۴۳۰ھ

نتیجہ فکر
محمد صادق قصوری

Marfat.com

منقبت بحضور حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

راہ طریقت کا عظیم شاہ سوار

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

تو راہِ طریقت کا عظیم شاہ سوار تھا
تیرے ہونے سے موسم باغ و بہار تھا

حق کہنے میں تجھے نہ کبھی گھبراہٹ ہوئی
کیونکہ تو صدیق بیا مجدد سرکار تھا

آزمائشوں سے بھری تھی زندگانی تیری
تو ہر دم ان سے لڑنے کو تیار تھا

تو آگے بڑھتا رہا کام کرتا رہا
دین مصطفےٰ ﷺ سے تجھے اس قدر پیار تھا

عدو تیرے ہر پل جلتے رہے، ہاتھ ملتے رہے
ہر مشن تیرا مگر کامیابیوں سے ہمکنار تھا

Marfat.com

تیری دیانت کو ہر اک نے تسلیم کیا
ایسا تو مومن صاحبِ کردار تھا

خوشامد و ریا سخت ناپسند تھی تجھے
منافق کے لئے تو مثل ننگی تلوار تھا

خالی باتوں تقریروں کا قائل نہ تھا
بے عمل عالم سے سخت بیزار تھا

قائم رکھا بھرم تو نے توڑا نہ بھرم
خانقاہوں میں اک ایسا روشن مینار تھا

تو صوفی تھا حقیقت میں کردار کا
ہر ذی شعور کو تجھ پہ افتخار تھا

ناظم تو حضرت کی توصیف کے قابل نہ تھا
لیکن دل کہنے کو یہ سب کچھ بے قرار تھا

Marfat.com

پیکر اخلاص

اس دنیا میں جو بھی آرہا اس کو جانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اصول وقانون ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مخلص آدمی تھے۔ دین کا درد رکھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے۔

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف

نوٹ: یہ کلمات حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے اپنے خلیفہ مجاز حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کے ختم سوئم کے موقع پر جامع مسجد قادریہ شیر ربانی میں منعقدہ تعزیتی اجتماع میں ارشاد فرمائے۔

Marfat.com

ایک مثالی شخصیت

''صوفی سرور صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں ماشاءاللہ ہیں تو ضعیف لیکن جوانوں کا سا جذبہ رکھتے ہیں۔ یہاں جو جوان ہے وہ ضعیفوں کا سا جذبہ رکھتے ہیں لیکن یہ وہ ضعیف ہیں جو جوانوں کا سا جذبہ رکھتے ہیں یہ ہمارے لئے مثال ہیں۔ ان کا جذبہ ہمارے لئے مثال ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے قبول فرمائے''[۱]

مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۱۔ یہ کلمات شیخ الاسلام، ماہر مجددیات ورضویات، مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں ۲۰۷ ویں ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر سرورِ ملت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی خدمات کے حوالے سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمائے۔

Marfat.com

انٹرویو حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی

علامہ ڈاکٹر منظور حسین

یادگارِ اسلاف صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ایسی نابغۂ روزگار ہستی ہیں کہ جنہیں اہل علم و دانش پچھلے زمانے کا آدمی کہتے ہیں۔ خالص اسلامی روایات کے امین، ریاکاری جیسی لعنت سے کوسوں دور، خدمتِ دین کے جذبہ سے سرشار، سادگی، نفاست، متانت اور وقار کا حُسن رکھنے والی شخصیت، جن کی تمنا ہے کہ ہر انسان مسلمان ہو جائے اور ہر مسلمان سُنتِ رسول ﷺ کے سانچے میں ڈھل جائے۔ صوفی غلام سرور وہ شخصیت ہیں کہ ان کو پڑھانے والے استاد ان کی شرافت اور ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان کے بیعت ہو گئے، صوفی غلام سرور وہ خادم دین جنہوں نے دین کی خدمت کے لئے شب و روز وقف کیا۔ سکول سے لے کر کالج تک اور کالج سے لے کر دفتر تک، زندگی کے ہر موڑ پر دینِ رسول ﷺ کی خدمت ان کا طرۂ امتیاز ہے۔

ان کی صحبت میں رہنے والا شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا عشق، دین متین کی خدمت کا جذبہ، مال و منال سے عدم محبت، ریاکاری سے نفرت، حق بات کہنے کا حوصلہ، باطل کے آگے ڈٹ جانا، سادگی اور سچائی کا انمول خزانہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ صوفی صاحب میں یہ سب خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ آپ اپنے پاس بیٹھنے والوں کو دنیائے فانی کی محبت دل سے نکال کر حضورِ اکرم ﷺ کی محبت دل میں سجانے کا درس دیتے ہیں۔ آپ کی باتوں میں نام و نمود، شہرت کی

Marfat.com

خواہش اور حُب جاہ سے نفرت جھلکتی ہے۔ اسی لئے ''نمبر بنانے والے'' لوگ ان کا قرب اختیار نہیں کر سکتے۔ مخلوق سے نا امید ہو کر خالق پر بھروسہ صوفی صاحب کی شانِ امتیاز ہے یہی وجہ ہے کہ کئی مساجد کی تعمیر اور نظم و نسق چلانے کے لئے چندہ کبھی نہیں مانگا، بلکہ (آپ آگے چل کر پڑھیں گے کہ) جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر کے وقت انتظامیہ سے یہ شرط عائد کی کہ مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ اکٹھا نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی لوگوں سے مانگا جائے گا۔ چنانچہ صرف اللہ کے بھروسے پر مسجد کی تعمیر شروع کی گئی جو پایۂ تکمیل کو بھی پہنچی اور آج تک بغیر چندہ مانگے مسجد کا نظم و نسق نہایت اچھے طریقے سے چل رہا ہے۔

بزرگوں کا قول ہے کہ "الاستقامة فوق الکرامة" آپ کی استقامت کا عالم یہ ہے کہ 209 مہینوں سے مسلسل ہر ماہ میلاد کی محفل کروا رہے ہیں، جس میں دعوت نامہ دینے کے لئے بھی خود تشریف لے جاتے ہیں، کبھی کسی مرید کے ذریعے بھی دعوت نامے ارسال نہیں کئے، دین رسول کی خدمت کا جو پراجیکٹ بھی ایک مرتبہ شروع ہو گیا، نتیجے کی پرواہ کئے بغیر مسلسل جاری ہے اور اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی۔ مسجد کی تزئین و آرائش، ماہانہ محفلِ میلاد، ہفتہ وار محفل ذکر، ہفتہ وار درسِ قرآن، کتابوں کی پبلشنگ، مریدوں کی اصلاحِ احوال، یہ سب کام برسوں سے ہو رہے ہیں اور کبھی تعطل کا شکار نہیں ہوئے۔

صوفی صاحب کا یہ پہلا مفصل انٹرویو ہے جس میں انہوں نے اپنی زندگی کے عمیق گوشوں سے پردہ ہٹایا ہے۔ میڈیا کے اس دور میں عوام الناس کے سامنے ایسے لوگ بطورِ نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں جو روحانی دنیا میں کچھ مقام نہیں رکھتے، دہشت گردی،

Marfat.com

خودکش حملے، قتل و غارت گری کو اسلام جیسے پُر امن مذہب سے منسوب کیا جارہا ہے، نئے نئے فتنے جنم لے رہے ہیں، شہرت اور نام ونمود کے بھوکے لوگ، علماء کے روپ میں سامنے آ کر لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں، روحانیت سے عاری لوگ روحانیت کا درس دے رہے ہیں، فاسق و فاجر لوگ بامِ سیاست پر رونما ہو رہے ہیں اور اس وجہ سے اسلام کا تشخص مجروح ہو رہا ہے۔ ایسے میں سچے اور کھرے لوگوں کی طرف عوام الناس کو دعوت دینا کس قدر ضروری ہے یہ اہل دل جانتے ہیں۔ اسی نیت کے پیشِ نظر ہم اپنے قارئین کے لئے صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا انٹرویو پیش کر رہے ہیں تا کہ لوگ کھرے اور کھوٹے میں تمیز کر سکیں اور صوفیاء کے مسلکِ محبت سے رُوشناس ہو سکیں۔

تو آیئے دیکھیں صوفی صاحب کی زندگی سے ہم کیا سبق اخذ کرتے ہیں:

سوال:۔ تاریخ پیدائش اور مقام پیدائش؟

جواب: 1944-6-1، بمقام چھور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

سوال: آپ کے والدین کا نام اور ان کا کاروبار کیا تھا؟ کیا خاندان میں کوئی اور بھی عالم دین تھا؟

جواب: چوہدری محمد اسماعیل قوم جٹ کاہلوں۔ پیشہ کاشت کاری/زمیندار۔ خاندان میں کوئی اور عالم دین نہیں۔

سوال: ابتدائی تعلیم اور تعلیم کے مختلف مراحل؟

جواب: گورنمنٹ پرائمری سکول چھور سے پرائمری کا امتحان پاس کیا، گورنمنٹ ہائی سکول ظفروال ضلع نارووال سے مڈل کا امتحان پاس کیا۔ ورنیکلر فائنل وظیفہ کا امتحان۔

Marfat.com

صرف Shinning Student کو اس امتحان میں شامل کیا جاتا تھا۔ میونسپل ہائی سکول بورے والہ سے میٹرک اور اس کے بعد میونسپل ڈگری کالج بورے والہ سے 1964 میں BA کا امتحان پاس کیا۔ اس وقت ہمارے خاندان میں کوئی B.A نہیں تھا۔ B.A بہت اعلیٰ تعلیم سمجھی جاتی تھی۔ مثلاً محمد بخش مسلم بی۔ اے لکھنا باعثِ فخر سمجھا جاتا تھا۔

سوال: کون کون سے اساتذہ کے آگے زانوئے تلمذ طے کیا؟

جواب: پرائمری میں سید محمد حسین شاہ صاحب اور سید مبارک علی شاہ صاحب سے پڑھا۔ آپ بہت خلیق، ہمدرد اور محنتی اساتذہ تھے انھوں نے پانچویں کلاس میں ہمیں اتنی تعلیم دی کہ ہم آٹھویں کلاس کے پرچے حل کرنے کے قابل تھے۔ انھوں نے ہمیں وضو کا طریقہ سکھایا، نماز پڑھنے کا طریقہ، بڑوں کا ادب اور دلچسپی سے پڑھنا سکھایا۔ مڈل میں ماسٹر مختار احمد صاحب، محمد یوسف صاحب، ماسٹر نذیر احمد شاہ صاحب، ماسٹر عبدالرشید، ماسٹر غلام محی الدین صاحب کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ میٹرک میں سید واجد علی شاہ سے انگریزی، ماسٹر محمد افضل صاحب سے عربی، ماسٹر عطا محمد صاحب سے ریاضی، ماسٹر محمد حنیف صاحب سے سائنس کی تعلیم حاصل کی۔ اور اچھے نمبروں میں میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اسی طرح کالج میں پروفیسر ڈاکٹر فضل محمود صاحب سے عربی، پروفیسر اصغر علی صاحب ایم۔ اے علیگ سے تاریخ، پروفیسر بشیر ریاض صاحب اور پروفیسر محمد سعید صاحب سے اکنامکس، اور پروفیسر ایم۔ ڈی اسلم صاحب سے اردو پڑھنے کا شرف حاصل رہا۔ ڈاکٹر فضل محمود صاحب نے آگرہ یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔

Marfat.com

پی۔ایچ۔ڈی کا امتحان پاس کیا شاہ ولی اللہ پر ''پی ایچ ڈی'' کی اور اسی یونیورسٹی میں پاکستان بننے سے پہلے پڑھاتے رہے۔ پھر دیال سنگھ کالج میں پرنسپل رہے۔اس کے بعد بورے والہ کالج میں پروفیسر اور بعد میں کالج کے پرنسپل کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب کا علمی مقام اتنا بلند تھا کہ آپ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے Sindicate کمیٹی کے ممبر تھے اور علامہ علاؤالدین صدیقی صدر شعبہ علوم اسلامیہ و وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور اور دوسرے نامور اساتذہ جب وہ میٹنگ میں آتے تھے ان کے علمی مقام کی وجہ سے پرتپاک استقبال کرتے تھے۔ڈاکٹر صاحب کے ساتھ تقریباً 4 سال کا عرصہ نہایت شفقت اور مہربانی کے ساتھ گذرا بہت سے غریب طلباء کے داخلے، فیس معافی اور دیگر خدمات ان سے حاصل کیں اور ان کے عقائد و نظریات کو مسلک اہلسنت و جماعت سے ہم آہنگ کیا۔ پروفیسر اصغر علی صاحب تاریخ کے نامور استاد تھے انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ایم۔اے تاریخ کیا اور وہیں پر پاکستان بننے سے پہلے تقریباً 12 سال تک تاریخ پڑھائی۔ خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبل از اسلام 38 سالہ زندگی پر ریسرچ کی اور اردو اور انگریزی میں کتاب لکھی جو کہ ان کی اچانک وفات کی وجہ سے زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ آپ ایک قابل منتظم بارعب شخصیت کے حامل تھے اور انگریزی زبان پر اتنا عبور رکھتے تھے جیسا کہ ان کی مادری زبان تھی۔آپ کالج میں وائس پرنسپل کے عہدے پر بھی فائز رہے اور اپنی قابلیت صداقت وامانت کا لوہا منوایا۔ کالج میں اگر کسی غریب طالب علم کو داخلہ نہ ملتا تو میں ڈاکٹر فضل محمود صاحب سے سفارش کے لئے جاتا تو آپ ایک شفیق استاد کی حیثیت سے مہربانی فرماتے اور غریب طالب علم کا کالج میں داخلہ فیس معافی اور کتب کی رعایت

Marfat.com

وغیرہ سے طالب علم کی مدد فرماتے۔تقریباً 15 سال تک ڈاکٹر صاحب سے جب بھی ملاقات ہوئی ان سے یہ کہتا رہا کہ ڈاکٹر صاحب! آپ بڑے نیک، پرہیز گار، دیانتدار استاد ہیں ،بحیثیت استاد جو خوبیاں ہونی چاہیے وہ آپ میں موجود ہیں کاش کہ آپ کا عقیدہ بھی درست ہوتا۔ایک دن گفتگو کے دوران ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ جیت گئے اور ہم ہار گئے۔اب میں مسلک اہلسنت و جماعت کو صحیح سمجھتا ہوں اور انشاءاللہ میری باقی زندگی اسی مسلک کے مطابق گزرے گی۔ 1987 میں بندۂ ناچیز کو اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے خلافت ملی تو ڈاکٹر صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ نے بیعت کی ۔ڈاکٹر صاحب نے انگریزی زبان میں Shah waliullahs view on wahdatul wujud and wahdatush shuhud ''پر مقالہ بھی تحریر فرمایا جو کہ ''The Naqshbandi's'' کتاب میں چھپا(Shah waliullahs letter to Afandi Ismail)پروفیسر اصغر علی صاحب نے جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ریسرچ کا مسودہ تحریر کیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ میں کسی نقشبندی بزرگ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں جو میری اس کتاب پر مزید رہنمائی اور نظر ثانی کرے۔تو میں نے ان کو حضرت مولانا منظور احمد مکان شریفی جو کہ اس وقت ساہیوال میں مقیم تھے ان کے پاس بھیجا پروفیسر اصغر علی صاحب نے حضرت مولانا منظور احمد مکان شریفی (رحمۃ اللہ علیہ) سے ملاقات کے بعد اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب ایک بہت بڑے عالم دین ہیں اور انھوں نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے فضائل و مناقب مکتوباتِ امام ربانی کی روشنی اور دیگر علمی کتب

Marfat.com

کے حوالے سے بیان فرمائے تو مجھے محسوس ہوا کہ میں ان کے سامنے ایک طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتا ہوں اور انھوں نے حضرت مولانا منظور احمد مکان شریفیؒ کے علمی، ادبی اور تحقیقی مقام کو سراہا اور ان سے بے حد متاثر ہوئے اور اس بات پر میرا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے مجھے اتنی بڑی شخصیت جس کا تعلق سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے ہے، ملاقات کے لئے بھیجا۔

سوال: آج کے طلباء کے لئے کوئی سبق؟

جواب: اُس وقت طالب علم اساتذہ کا بے حد احترام کرتے تھے اور ادب کی وجہ سے کالج کی حدود میں سگریٹ پینا، شور شرابا کرنا، استاد کے خلاف آوازیں کسنا، کالج کے نظام کو درہم برہم کرنے کی جرأت نہیں کرتے تھے۔ اپنے مطالبات یونین کے صدر کے ذریعے یا بااثر طلباء کے ذریعے پرنسپل صاحب کو پہنچائے جاتے تھے اور پرنسپل صاحب کالج کے پورے اساتذہ اور طالب علموں کی میٹنگ بلاتے تھے اور میٹنگ میں پرنسپل صاحب جو مطالبات مان سکتے تھے وہ مان لیتے تھے اور جن کو وہ ماننے کے مجاز نہیں تھے وہ لکھ کر گورنمنٹ کو بھیج دیتے تھے۔ اس طرح سے استاد اور شاگرد کا مہذب رابطہ قائم رہتا تھا اور کالج میں طلبہ تعلیم کو ترجیح دیتے تھے، اساتذہ کا ادب واحترام اور ان کی خدمت کو اولویت دیتے تھے اور تخریب کاری میں حصہ لینے سے اجتناب کرتے تھے اور تعلیمی اداروں کی فضا بہت بہترین تھی۔

سوال: آپ بیعت کب ہوئے؟ مرشد منتخب کرنے کی کوئی خاص وجہ؟ آپ کو خلافت کب عطا ہوئی؟

Marfat.com

جواب: میں نہم کلاس کا طالب علم تھا اور اس وقت بھی نمازِ تہجد کا پابند تھا اور نمازِ تہجد کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت کرنا میرا معمول تھا۔ ایک رات سورہ کہف کی آیت ''ومن یضلل فلن تجدله ولیا مرشدا'' کی تلاوت کر رہا تھا، ترجمے اور تفسیر پر نظر پڑی تو قرآن حکیم کی اس آیت مبارکہ کا دل پر گہرا اثر ہوا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو زبان پر یہ الفاظ تھے کہ یا اللہ کیا دنیا سے گمراہ ہی چلا جاؤں گا، مجھے کوئی مرشد، ھادی یا راہنما نہیں ملے گا؟ صبح ہوئی میں گھر کا سودا خریدنے کے لئے بازار میں گیا اور دوکاندار سے الائچی خریدی، دوکاندار نے الائچی کو ایک کتاب کے ورق میں پڑیا بنا کر دی اور کتاب کے اس ورق پر عربی کے الفاظ لکھے ہوئے دیکھ کر میں نے دوکاندار سے کہا جس کتاب سے یہ ورق آپ نے پھاڑا ہے وہ کتاب مجھے قیمتاً دے دیں۔ وہ 32 صفحات پر مشتمل اوراق حضرت سلطان العارفین حضرت سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''محبت الاسرار'' کے اوراق تھے جس میں حضرت سلطان العارفین سلطان باھو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کی ضرورت، اہمیت اور اوصاف پر سیر حاصل تبصرہ کیا تھا جس کا مفہوم یہ تھا کہ خلاف سنت وشریعت عمل کرنے والا مرشد اور ولی نہیں ہوسکتا ان کی تعلیمات کے تناظر میں، میں نے پاکستان بھر کے مختلف آستانوں اور مزارات پر حاضری دی، مختلف پیرانِ طریقت سے ملاقات کی، لیکن کہیں دل مطمئن نہ ہوا آخر کار حضرت دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس (بورے والہ) پر حاضری دی اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی کہ یا اللہ مجھے کوئی متبع سنت وشریعت راہنما عطا فرما۔ میں اس وقت تک حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات اور عقائد

Marfat.com

ونظریات سے بہت زیادہ متأثر تھا اور اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف علماء کرام اور بزرگانِ دین سے ان کی اتباعِ سنت کی مثالی زندگی کے بارے میں سن کر بہت زیادہ متأثر تھا اور ان کی سوانح حیات ''خزینہ معرفت'' کو ڈھائی سال میں پڑھ چکا تھا۔ اسی اثناء میں بورے والہ کالج میں ایک طالب علم عبدالحمید نامی داخل ہوا، اس کی خداداد صلاحیتوں اور ذکر واذکار سے میں بہت متأثر ہوا اور ان سے رابطہ کیا اور ان کے گاؤں چک نمبر 217 ای بی نزد گگو منڈی میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس مبارک کی تقریب میں حاضر ہوا، وہاں پر میں نے فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت کی، اور 3 ربیع الاول 1987ء میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کی افتتاحی تقریب کے موقع پر سیدی مرشدی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے ہزاروں متوسلین ومعتقدین کی موجودگی میں خلافت سے نوازا اور دستار خلافت عطا فرمائی۔

سوال: مرید پر شیخ کے حقوق کیا ہوتے ہیں اور شیخ پر مرید کے کیا حقوق ہوتے ہیں؟

جواب: بندہ اس سوال کا جواب مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کے دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر 292 کی روشنی میں دینا پسند کرے گا۔ کیونکہ یہ ایک تحقیقی اور مستند حوالہ ہے آپ فرماتے ہیں:

Marfat.com

(ترجمہ) جاننا چاہئے کہ سالکان راہِ حق دو حال سے خالی نہیں ہیں یا مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو قابل مبارکباد ہیں، محبت اور انجذاب کی راہ منزل کی طرف ان کو کشاں کشاں لے آئے گی اور مقصود اعلیٰ تک پہنچا دے گی جیسا ادب وعقیدت ان کے لئے درکار ہوگا وسیلہ یا بے وسیلہ ان کو سکھا دے گی۔ اگر ان سے کوئی لغزش بھی ہو جائے گی تو ان کو جلد ہی اس سے آگاہی ہو جائے گی جس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اگر شیخ طریقت کی حاجت ہوگی تو سعی وکوشش کے بغیر اس دولت کی طرف راہ نمائی بھی ہو جائے گی۔ غرض حق تعالیٰ کی عنایت ازلی ان بزرگانِ دین کے شامل حال ہوتی ہے با سبب یا بے سبب۔ ان کی کفایت کرتے ہیں۔ واللّٰہُ یَجْتَبِیْ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَاءُ جس کو چاہتا ہے۔ برگزیدہ کر لیتا ہے اور اگر مرید ہیں تو رہنمائے کامل کے بغیر ان کا کام دشوار رہے، رہنما ایسا ہونا چاہئے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف ہو۔ اور فنا وبقاء کے رموز وسعادت سے بہرہ ور ہو اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی اشیاء باللہ کے انجام تک پہنچا ہو۔ لیکن اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور مرادوں کا تربیت یافتہ ہے تو اس کا وجود کبریت احمر کی مانند ہے۔ اس کا کلام دوا اور نظر شفاء ہے۔ مردہ دل اس کی توجہ سے زندہ ہوتے ہیں اور مرجھائی ہوئی روحیں اس کے الطاف وکرم سے تازہ ہوتی ہیں۔ اگر اس قسم کا صاحب نظر پیر نہ ملے تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے۔ وہ بھی ناقصوں کی تربیت کر سکتا ہے اور فنا اور بقاء کے اسرار تک پہنچا سکتا ہے۔

فرش سے نیچے ہے گرچہ آسماں لیکن اونچا ہے زمیں سے اے جواں

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی طالب کو اس قسم کا کامل پیر مل جائے تو چاہئے کہ اس کے وجود کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن اس کے حوالے کر دے اور اپنی

84176

Marfat.com

سعادت اس کی رضامندی میں تلاش کرے۔ غرض اپنی ہر خواہش اس کی رضا کے تابع بنا دے۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

لا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تبعا لِمَا جِئتُ بِہٖ

تم میں سے کوئی ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس امر کی تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔

جاننا چاہیے کہ مجلس صحبت کے آداب و شرائط کو مدِنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا نہ ہی مجلس سے کوئی فائدہ حاصل ہوگا۔ محض ضروری آداب و شرائط لکھے جاتے ہیں جو گوشِ ہوش سے سننے چاہئیں۔ طالب کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے شیخ کی طرف متوجہ کرے۔ اس کے اذن کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو اور حضوری میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے، حتیٰ کہ جب تک حکم نہ ملے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ البتہ نماز اور دیگر فرائض ضروریہ ادا کرسکتا ہے۔ کسی بادشاہ کا واقعہ ہے کہ اس کا وزیر حضور میں کھڑا تھا۔ اتفاقاً وزیر کی نظر اپنے جامہ پر پڑی تو اس کے بند درست کرنے لگا۔ جب بادشاہ نے دیکھا کہ وزیر میرے سوا غیر کی طرف متوجہ ہے تو جھڑک کر کہا کہ میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ تو وزیر ہو کر میرے حضور میں کپڑے کے بند درست کرے۔ سوچنا چاہیے کہ دنیا کے لئے بھی وسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے آداب ضروری ہیں تو وصول الی اللہ کے وسائل کے لئے ان آداب کی رعایت بہت ہی ضروری ہوگی۔ مرید کو چاہیے کہ ہو سکے تو ایسی جگہ دانستہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ پیر کے پیراہن یا

Marfat.com

سایہ پر پڑے، نیز اس کے مصلّے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ میں طہارت نہ کرے، یہاں تک کہ اس کے برتن بھی استعمال نہ کرے۔ اس کے حضور میں پانی نہ پیئے ،کھانا نہ کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہ ہو اور شیخ کی عدم موجودگی میں جس طرف اس کا قیام ہو پاؤں دراز نہ کرے، تھوکے بھی نہیں اور جو کچھ بھی پیر سے صادر ہو اس کو بہتر جانے، اگرچہ بظاہر بہتر معلوم نہ ہو۔ کیونکہ شیخ کامل کا ہر فعل اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ہوتا ہے۔ شیخ سے بہ تقاضائے بشریت اگر غلطی سرزد ہو جائے تو اس پر گرفت نہ کرے، بلکہ اسے اجتہادی غلطی سمجھے۔ جب مرید کو پیر سے محبت ہو تو محبوب سے جو کچھ بھی صادر ہو محبّ کی نظر میں محبوب ہی دکھائی دیتا ہے، پھر اعتراض کی کہاں گنجائش ہے۔ کھانے، پینے، پہننے اتباع کے چھوٹے بڑے کاموں میں شیخ ہی کی اقتدا کرنی چاہیئے اور فقہ بھی اسی طریقہ سے سیکھنی چاہیئے

آں را کہ در سرائے نگاریست فارغ است
از باغ و بوستان و تماشائے لالہ زار

شیخ کی حرکات وسکنات پر کسی قسم کا اعتراض نہ کرے خواہ وہ رائی کے برابر ہو، کیونکہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، تمام مخلوقات میں سے بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ اپنے شیخ سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے، اگرچہ وہ طلب خطرات اور وساوس کی وجہ سے ہو، کبھی کسی مومن نے پیغمبر سے معجزہ طلب نہیں کیا، معجزہ طلب کرنا کافروں اور منکروں کا کام ہے۔

Marfat.com

معجزات از بہر قہر دشمن است بوئے جنسیت پے دل بردن است
موجب ایمان نہ باشد معجزات بوئے جنسیت کند جذب صفات

توقف عرض کرے اگر حل نہ ہو تو شیخ پر کسی قسم کی کوتاہی یا عیب منسوب نہ کرے اور جو واقعہ ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے۔ واقعات کی تعبیر بھی اسی سے دریافت کرے اور اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے، کیونکہ اس جہان آب وگل میں حق و باطل اور خطا وثواب ملے جلے ہیں بے ضرورت اور بے اذن علیحدگی نہ اختیار کرے کیونکہ یہ عقیدت اور ارادت کے خلاف ہے۔ اپنی آواز کو شیخ کی آواز سے بلند نہ کرے نہ ہی بلند آواز سے گفتگو کرے یہ سوء ادب ہے اور جو فیض وفتوح پہنچے اپنے شیخ کا ہی ذریعہ سمجھے اور اگر محسوس کرے کہ فیض دیگر مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے ہی شیخ سے منسوب کرے۔ جان لے کہ جب شیخ تمام کمالات اور فیوض کا جامع ہے۔ پیر کا فیض مرید کی خاص استطاعت کے مناسب ہوتا ہے۔ یہ بھی پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے سیدا لبشر ﷺ کے طفیل پیر کے اعتقاد اور محبت پر ثابت قدم رکھے غرض الطَّرِیۡقُ کُلُّہٗ اَدب۔ مثل مشہور ہے کہ بے ادب خدا تک نہیں پہنچتا۔ اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے آپ کو خطا کار سمجھے اور آداب کماحقہٗ ادا نہ کر سکے کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو قابل مواخذہ نہیں۔ البتہ اپنے قصور کا اعتراف ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ جانے تو وہ ان بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے۔

ہر کہ راروئے بہ بہبود نداشت دیدن روئے نبی سود نداشت

Marfat.com

ہاں وہ مرید جو شیخ کی توجہ اور برکت سے فناء و بقاء کے مرتبہ تک پہنچ جائے اور الہام و فراست کا راستہ اس پر کھل جائے۔ جہاں تک کہ شیخ بھی اس کے کمال پر شہادت دے۔ ایسے مرید کو لائق ہے کہ بعض الہامی امور میں شیخ کے خلاف اپنے الہام کے موافق عمل کرے کیونکہ مرید اپنے مقام تقلید سے آگے نکل چکا ہے۔ اب تقلید اس کے حق میں خطا ہے۔ جیسا کہ اصحاب کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بعض امور اجتہادیہ اور احکام غیر منزلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برعکس رائے کا اظہار کیا بسا اوقات حق بجانب صحابہؓ ظاہر ہوا۔ کَمَا لَا یَخْفٰی عَلٰی اَرْبَابِ الْعِلْم جیسا کہ صاحبان علم پر پوشیدہ نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ مرتبہ کمال تک پہنچنے کے بعد مرید کو پیر کے برعکس نظر آئے تو اظہار جائز ہے یہ بے ادبی نہیں ہے بلکہ ادب ہے۔ ورنہ اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو بدرجہ کمال مؤدب تھے تقلید کے سوا کوئی امر نہ کرتے جیسا کہ ابو یوسف کے لئے مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے بعد ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید نہ کرنا کوئی خطا نہ تھی۔ ایسے مقام پر بہتری ان کی اپنی رائے پر متابعت میں تھی نہ کہ حضرت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے میں۔ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول مشہور ہے۔ نَا زَعْتُ ابی حنیفة فی مسئلة خلق القرآن سِتَةَ أَشْهُرٍ میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ پر چھ ماہ تک جھگڑا کیا۔ تو نے سنا ہوگا کہ ہر ایک صفت بہت سے فکروں کے ملنے کے بعد (بنتی ہے) کامل ہوتی ہے۔ اگر ایک ہی فکر پر رہتی تو کچھ زیادتی حاصل نہ کرتی وہ نحو جو سیبویہ کے زمانے میں تھا آج وہ مختلف آراء اور بہت سی نظروں اور فکروں کے ملنے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا ہے۔ چونکہ بنیاد اسی نے رکھی ہے اس

Marfat.com

لئے فضیلت اسی کے لئے ہے کیونکہ فضیلت متقد مین کے لئے ہے ۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے۔مَثَلُ اُمَّتِی کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا یُدریٰ اولُھم خیرٌ اَم اٰخِرُھم میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔نہیں معلوم اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔

تذنیب (بعض مریدوں کے شبہ رفع کرنے کے بیان میں):

جاننا چاہئے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے:الشیخ یحیی و یمیت شیخ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔احیاء واماتت مقام شیخی کے لوازم سے ہے اس احیاء واماتت سے مراد روحانی احیاء و اماتت ہے نہ جسمانی ۔اور اسی حیات وموت سے مراد فنا وبقاء ہے ۔جو مقام ولایت وکمال تک پہنچائے اور شیخ مقتداء اللہ تعالیٰ کے اِذن سے ان دوامر کا متکفل ہے پس شیخ کے لئے یہ احیاء واماتت ضروری ہے اور یحیی و یمیت کے معنی یُبْقِیْ و یُفْنِیْ ہیں ۔یعنی باقی رکھنا اور فنا کرنا جسمانی احیاء واماتت کو مرتبہ شیخی سے کچھ واسطہ نہیں ۔شیخ مقتداء کہربا کا حکم رکھتا ہے اور جس کسی کو اس سے مناسبت ہو جاتی ہے خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے اور اپنا حصہ اس سے لے لیتا ہے ۔خوارق وکرامات مریدوں کے جذب کرنے کے لئے نہیں ہیں ۔مرید روحانی اور باطنی مناسبت سے کھچے چلے آتے ہیں اور جو شخص ان بزرگواروں کے ساتھ نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے محروم رہتا ہے۔چاہے ہزار ہا معجزے اور خوارق وکرامات دیکھے ۔ابوجہل اور ابولہب کا حال اس بات کا شاہد ہے۔اللہ تعالیٰ کفار کے حق میں فرماتا ہے:وان یرو اکلّ اٰیة لا یومنو بھا حتّٰی اذا جاؤوکَ یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین ۔خواہ یہ لوگ کتنے ہی نشانات ومعجزات دیکھیں ان پر ایمان نہیں لائیں گے حتیٰ کہ جب وہ تیرے پاس آتے ہیں اور

Marfat.com

جھگڑتے ہیں اور کافر لوگ کہتے ہیں یہ تو پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں۔ والسلام۔

سوال: لاہور میں کب، کیوں اور کیسے آئے؟

جواب: میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا تھا یا الٰہی مجھے پیر خانہ کے قریب رہنے کا موقع عطا فرما اور دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ ۱۹۶۴ء میں چوہدری محمد رفیع باجوہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ محکمہ اصلاحِ اسیران کے زرعی فارم واقع بورے والہ میں سپرنٹنڈنٹ تھے نہایت نیک صوم وصلوٰۃ کے پابند اور قیدیوں کے بچوں کو قرآن اور نماز پڑھاتے تھے آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ سے منسلک تھے ان کا آنا جانا میرے تایا جی چوہدری محمد ابراہیم کاہلوں کے ہاں دوکان نمبر۲، غلہ منڈی بورے والہ میں تھا ان کے ساتھ میری محبت دل کی گہرائیوں سے تھی وہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور مخلوق خدا کی بے حد خدمت کرنے والے بزرگ تھے ایک دن ماہ دسمبر میں تقریباً ساڑھے تین بجے صبح میرے کمرے کے باہر آکر دروازہ پر کھڑے رہے اور میں تلاوت قرآن حکیم میں مصروف تھا جب فارغ ہوا تو دیکھا کہ چوہدری محمد رفیع صاحبؒ دروازے پر کھڑے ہیں بندہ نے عرض کیا کہ چوہدری صاحب چارپائی اور بستر خالی تھا آپ چارپائی پر بیٹھ جاتے اتنی سردی میں کیوں کھڑے رہے؟ چوہدری صاحب نے فرمایا کہ بیٹا آپ قرآن حکیم پڑھ رہے تھے اور میں سن رہا تھا اگر میں اندر آجاتا تو آپ قرآن پڑھنا چھوڑ دیتے اور میرے ساتھ محو گفتگو ہو جاتے اس چیز کو میں مناسب نہیں سمجھتا تھا چوہدری صاحب مرحوم نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک پیغام دینے کے لئے آیا ہوں کہ آپ نے چوہدری نہیں بننا اللہ تعالیٰ نے آپ سے دین کی خدمت لینی ہے آپ بی۔اے کا امتحان پاس کر لیں اور

Marfat.com

آپ کی سروس کی ذمہ داری میرے سپرد ہے انشاءاللہ میں اس کو پورا کروں گا۔ چوہدری صاحب موصوف یہ فرمانے کے بعد کہنے لگے کہ میں واپس جاتا ہوں کیونکہ میں نے نمازِ فجر جا کر مسجد میں ادا کرنی ہے اور بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم دینا میری ذمہ داری ہے آپ فوراً واپس چلے گئے اور جب میں نے بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔ چوہدری صاحب نے مجھے مبارکباد دی اور فرمایا کہ میں نے آپ کی سروس کے لئے درخواست دے دی ہے اس طرح سے چوہدری صاحب کی درخواست پر بندہ کو مغربی پاکستان زرعی ترقیاتی کارپوریشن میں اپر ڈویژنل کلرک کی اسامی پر تعینات کیا گیا جس پر میں نے ۹ جولائی ۱۹۶۵ء میں حاضری رپورٹ دی یہ سروس میرے لاہور آنے کا بہانہ بنی اور اس وقت سے اب تک میں لاہور میں مقیم ہوں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی حتی المقدور خدمت کر رہا ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی توفیق اور کرم سے ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں کرم پر میں بے حد شکر گزار ہوں۔

سوال: دینی کام کرنے میں کبھی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا؟ اور ان سے کیسے نپٹے؟

جواب: سکول اور کالج کی تعلیم کے دوران بندہ کو دینی کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا اور غیر مقلدین کے ساتھ اکثر و بیشتر بحث ہو جاتی تھی ایک دن ایک غیر مقلد نے میرے تایا جی کو آ کر کہا کہ یہ لڑکا اپنے عقیدہ و مسلک میں بہت پختہ ہے اور دوسرے عقاید کے لوگوں کو برداشت نہیں کرتا اس لئے آپ اس کے لوگوں کے ساتھ میل ملاقات پر پابندی لگائیں تاکہ آپ کے لئے کسی پریشانی کا سبب نہ بنے۔ ان کے کہنے پر گھر والوں نے

Marfat.com

نگرانی شروع کردی لیکن بندہ ناچیز نے اپنی کوششوں کو حضرت علامہ سید محمد محفوظ الحق شاہ صاحب کے تعاون سے جاری رکھا اس طریقہ سے ابتدائی دور میں جو رکاوٹیں پیش آئیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے آسان ہوگئیں اور اس کے بعد لاہور میں دفتری اوقات میں رشوت، سودخوری کے خلاف افسروں اور ساتھیوں سے اکثر وبیشتر بات ہوتی رہتی تھی اور ان کو بندہ منع کرتا رہتا تھا کہ رشوت، سودخوری اور اپنے دفتری کام میں کوتاہی رزق حرام کا سبب بنتی ہے اس لئے آپ ان چیزوں سے اجتناب کریں اور رزق حلال کمانے کی کوشش کریں کیونکہ رزق حلال کے بغیر کوئی عبادت اور دعا بارگاہِ رب العزت میں قبول نہیں ہوتی۔ اس پر محکمہ کے افسر اور ساتھی ناراضگی کا اظہار کرتے کہ آپ ہمیں ایسی باتوں سے کیوں منع کرتے ہیں اور ہمارے ذاتی معاملات میں کیوں مداخلت کرتے ہیں یہاں تک کہ مجھے مخالفین نے ڈاؤن گریڈ کرانے کی دھمکیاں دیں اور کہا کہ یا تو ہمارے ساتھ رشوت خوری میں شامل ہو جاؤ ورنہ ہم سب مل کر ڈاؤن گریڈ کروادیں گے لیکن بندہ نے ان کی کوئی بات نہ سنی اور اپنے طریقے کو نہ چھوڑا۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں نے افسران بالا سے مل کر مجھے 11 ویں گریڈ سے 10 ویں گریڈ میں ڈاؤن گریڈ کے آرڈر کروادیئے اور اوور پے منٹ کی ریکوری کے بھی آرڈر دے دیئے بندے نے اس چیز کی بھی پرواہ نہ کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی نگاہِ کرم سے میرے آرڈر بحیثیت سپرنٹنڈنٹ سولھویں گریڈ میں ہو گئے اور مخالفین حیران وششدر ہوئے اور ان کی مخالفت کوئی نقصان بھی نہ کرسکی۔ اس کے علاوہ سروس میں افسران بالا نے ناجائز کام کرنے کے لئے دباؤ ڈالا لیکن ان کے دباؤ کے باوجود ناجائز کام نہ کیا اور حقداروں کی حق رسی کی جس کی وجہ سے محکمہ کے

Marfat.com

افسروں نے تین آدمی میری نگرانی پر لگائے تا کہ وہ میری آمدن اور خرچ کا حساب افسران بالا کو دیں اور میرے کسی کمزور پہلو کی نشاندہی کریں تا کہ میرے خلاف افسرانِ بالا کوئی تادیبی کاروائی کر سکیں۔ الحمد اللہ پوری سروس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل وکرم سے کسی قسم کی کاروائی میں وہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے۔ دفتری زندگی میں 1965ء سے لے کر 1996ء تک بندہ نے اپنے پیرومرشد حضرت فخر المشائخ حضرت صاجزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے ساتھ دفتری اوقات کے بعد شب وروز محنت شاقہ سے دینی کام کیا اور دینی کام میں ہر رکاوٹ کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا یہاں تک کہ محکمانہ ترقی کی بھی پرواہ نہ کی اور پیر خانہ سے محبت کی وجہ سے خانیوال اور ڈیرہ غازی خان میں کئی گنا زیادہ تنخواہ پر دوسرے محکموں میں جانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ لاہور چھوڑنا میرے لئے بہت مشکل ہے اس سے میری دینی سرگرمیاں متأثر ہوں گی اور میری حاضری حضرت مخدوم علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش ؒ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں محمد شرقپوری ؒ کے آستانہ عالیہ پر نہیں ہو سکے گی۔ نیز تحریک یومِ مجدد الف ثانی میں میری سرگرمیاں کمزور پڑ جائیں گی اور جو وعدہ ان کاموں کے سرانجام دینے کے لئے میں نے اپنے پیرومرشد سے کیا تھا وہ وفا نہیں ہو سکے گا اس لئے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا کہ وہی روزی رساں ہے کہ جو کچھ اس نے مقدر میں لکھا ہے وہ مل کر رہے گا اس جذبے کے تحت دینی کام کو دنیاوی کام پر ترجیح دیتے ہوئے اپنی مالی، جانی اور موروثی مفاد کو قربان کیا اور کسی دنیاوی لالچ کو خاطر میں نہ لایا۔

سوال: دینی کارکن کو پیش آمدہ رکاوٹوں کے موقع پر کیا کرنا چاہیے؟

Marfat.com

جواب: دینی کارکن کو رکاوٹوں کے موقع پر اللہ تبارک وتعالیٰ سے مدد اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو مدنظر رکھتے ہوئے صبر اور تحمل سے کام لینا چاہئے اور مخالفین کی مخالفت کی پرواہ کئے بغیر دینی امور کو جاری وساری رکھنا چاہئے اور کسی رکاوٹ کی پرواہ کئے بغیر دینِ اسلام کی خدمت کرتے رہنا ہی کامیابی اور کامرانی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ پر جب انسان توکل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دینی کاموں میں رکاوٹوں کو بھی دور فرما دیتا ہے اور ہمت حوصلہ اور وسائل بھی اپنے فضل وکرم سے مہیا فرما دیتا ہے دین کی خدمت انسان کو سربلند کر دیتی ہے، عاجزی اور انکساری پیر خانہ سے محبت اور شیخ کامل کی خدمت انسان کو گمراہی سے بچاتی ہے۔

سوال: دینی مخلص کارکن کے لئے کوئی سبق؟

جواب: دینی مخلص کارکن جو کام بھی سرانجام دے وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لئے سرانجام دے اور اس کی جزاء بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی طلب کرے لوگوں سے اس کی جزا کی تمنا نہ رکھے کیونکہ دنیا دار العمل ہے، دار الجزا نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نیک کاموں کی جزا کے لئے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے اور اگر کسی بندے سے نیک کاموں کی جزا کا انسان طالب ہوگا تو بندہ اپنی اوقات کے مطابق بدلہ دے گا جو کہ نہ ہونے کے برابر ہوگا، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شان کے مطابق جزا عطا فرمائے گا جس سے دنیا وآخرت بہتر ہو جائے گی اور اس کا صلہ اللہ تبارک وتعالیٰ انسان کی بخشش سے کم نہیں دے گا۔

سوال: اہل سنت وجماعت کون لوگ ہیں ان کی خصوصیات کیا ہیں؟ آج کل

Marfat.com

بہت سے فرقے اپنے آپ کو اہلسنت کہتے ہیں پہچان کیسے ہو؟

جواب: اہل سنت و جماعت وہ جماعت ہے جس کا طریقہ اسوہ رسول ﷺ کی پیروی آپ کی محبت، تعظیم و توقیر اور اطاعت پر مبنی ہے۔ اہل سنت و جماعت حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ دین کا کوئی نہ کوئی حصہ صحابہ کرامؓ کے ذریعہ سے ہم تک پہنچا ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں طعن قرآن وسنت پر طعن ہے اور ان کی شان میں گستاخی ایسی ہے کہ جیسا کوئی شخص رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں لایا اور اہل سنت و جماعت، اہل بیت اطہار اور آئمہ اہل بیت کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور صحابہ کرامؓ اور اہل بیت اطہار کو آپس میں شیر وشکر سمجھتے ہیں اور ان کے باہمی روابط کو لازم قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ فرمانِ رسول ﷺ کے مطابق صحابہ کرام آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں اور اہل بیت کرام کشتیِ نوح کی مانند ہیں اور کشتی ستاروں کی روشنی کے بغیر سفر نہیں کرسکتی اس لئے صحابہ کرامؓ اور اہل بیت رضوان آپس میں لازم وملزوم ہیں اور ان کی محبت اہل سنت و جماعت کے لئے جز ولا ینفک ہے۔ اہل سنت و جماعت اولیاء کرام اور بزرگانِ دین کے خادم ان سے وابستگی اور عقیدت و محبت کو اپنے لئے مشعل راہ گردانتے ہیں ان کی صحبت کو صد سالہ طاعت بے ریا سے بھی بہتر جانتے ہیں یہاں تک کہ اہل سنت و جماعت ماں باپ کے ادب واحترام اور ان کی خدمت کو بھی ذریعہ نجات سمجھتے ہیں۔ اس لحاظ سے مسلک اہل سنت و جماعت توحید باری تعالیٰ عشقِ رسول، تحفظ ناموسِ رسالت، عقیدہ ختم نبوت، اور رسول اللہ ﷺ سے محبت کو عمل پر ترجیح دیتے ہیں اور

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے ادب واحترام کو اپنے اعمال پر ترجیح دیتے ہیں اور صحابہ کرام، اہل بیت علیہم رضوان اور اولیاء کرام سے عقیدت ومحبت اور احترام کو دین کا جزو سمجھتے ہیں اور دوسرے گروہوں میں کوئی گروہ رسول اللہ ﷺ کو عام بشر، بڑے بھائی جیسا اور ان کا ادب واحترام عام انسان یا بڑے بھائی جیسا کرنا بہتر سمجھتے ہیں کوئی گروہ اہل بیتِ کرام بالخصوص حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا، حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے کرب وبلا میں جہاد کو اقتدار کی جنگ قرار دیتے ہیں کوئی گروہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا امیر المومنین خلیفۃ الرسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور حضور ﷺ کے قرابت داروں سے دشمنی اور گستاخانہ رویہ رکھتے ہیں اور بعض گروہ اولیاء اللہ اور بزرگان دین سے وابستگی ان کے مزارات کی حاضری، ان کے توسل سے دعا مانگنا، شرک اور بدعت قرار دیتے ہیں بعض لوگ ایصالِ ثواب کے قائل نہیں ہیں ان خرابیوں کی وجہ سے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کو یہ درس دیا ہے کہ اپنے عقائد کو مسلک اہل سنت وجماعت کے علماء اور صلحاء کے عقائد اور تعلیمات کے مطابق درست کرو۔ تہتر فرقوں میں سے ایک گروہ اہل سنت وجماعت ہے جو کہ نجات پانے والا ہے اور برادرم! جماعت فرقہ نہیں ہوتی جو جماعت سے نکلتے ہیں وہ فرقے ہوتے ہیں اور فرقوں کی یہی نشانی ہوتی ہے۔

Marfat.com

سوال: اتحاد بین المسلمین کا حقیقی تصور کیا ہے؟

جواب: اتحاد بین المسلمین کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ عالم اسلام میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کیا جائے ،خلوص اور محبت سے آپس میں باہمی روابط کو رواج دیا جائے ،محبت رسول ﷺ اور نبی کریم ﷺ سے وابستگی کو اپنے عقائد میں بنیادی جگہ دی جائے اور عشق رسول ﷺ ہی اتحاد بین المسلمین کی بنیاد ہے چونکہ رسول اللہ ﷺ مرکز کائنات ہیں اور آپ کی محبت کے بغیر اہل اسلام کا ایک مرکز پر اکٹھا ہونا ناممکن ہے ۔اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اللہ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان کو یقینی بنا کر دین اسلام کو شرک وبدعت کی آلائشوں سے پاک کر کے اسلام کا صحیح تصور اور راسخ عقیدہ کو ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عام کرنا ضروری ہے مسلمانوں میں اتحاد واتفاق اخوت و بھائی چارہ ،جسکا درس حضور ﷺ نے اپنے اسوہ حسنہ کے ذریعے دیا ہے اس کے عمل کی روشنی میں اخوت و بھائی چارہ کو عام کیا جائے ۔اس طرح سے مسلمان کا آپس میں اتحاد اتفاق ،محبت کو فروغ ملے گا اور مسلمان اتحاد بین المسلمین کے داعی بن کر پوری دنیا میں ایک ایسی قوت بن کر ابھر سکتے ہیں جس سے غیر مسلم قومیں مسلمانوں کے اخلاق وکردار سے متأثر ہو کر حلقہ بگوشِ اسلام بھی ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں کے اخلاق وکردار سے متأثر ہو کر مرعوب بھی ہو سکتے ہیں مسلمانوں کی بے عملی ،دینی تعلیمات سے دوری ،محبتِ رسول ﷺ کی کمی ،اسوہ رسول ﷺ کی اتباع کا مفقود ہونا ،مسلمانوں کے آپس میں اتفاق واتحاد کو پارہ پارہ کرنے کا سبب بنا ہوا ہے اور مسلمان اس بنا پر تفریق در تفریق ہو کر اپنے لالچ اور ہوس کی بنا پر اتفاق واتحاد کی دولت سے محروم اور کمزور ہوتے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

سوال: فرقہ واریت پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے؟

جواب: برصغیر پاک و ہند میں 1857ء سے قبل مسلمانوں کے دو گروہ سُنی اور شیعہ نظر آتے ہیں۔ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریزوں نے اپنی ناکامی کے اسباب تلاش کرنے کے لئے برصغیر پاک و ہند میں اپنے ریسرچ سکالروں کے ذریعے معلوم کیا کہ وہ مسلمانوں پر کس طرح غالب آسکتے ہیں تو انھوں نے Divide & Rule کے فارمولے کے تحت مسلمانوں کو تقسیم کرنے کی کوششیں شروع کر دیں اور انگریز ریسرچ سکالروں کی رپورٹ کے مطابق کہ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد اور عشقِ رسول باقی ہے کوئی قوم مسلمانوں پر غالب نہیں آسکتی۔ اس بنا پر انھوں نے مسلمانوں کے اندر انتشار ڈالنے کے لئے کچھ ایسی کتب کو ہوس پرست علماء سے لکھوایا اور ان کو طباعت کے بعد عام لوگوں میں تقسیم کروایا، کسی کو لالچ دے کر نبوت کا دعویٰ کرنے پر مجبور کیا، کچھ مسلمانوں کو لالچ دے کر ایسے مدرسے تعمیر کر کے ان کی تحویل میں دے دیئے گئے جہاں محبت رسول ﷺ کو لوگوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے درس و تدریس کا سلسلہ جاری کیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد اور عشق رسول ﷺ کی دولت کو نکالنے کی مذموم کوششیں کی گئیں اور حرام و حلال کی تمیز کو مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کی کوششیں شروع کر دی گئیں۔ جب تک مسلمان رزقِ حلال کماتے اور کھاتے نہیں اس وقت تک وہ نیکی کی طرف مائل نہیں ہو سکتے قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنا ان کے لئے اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اس لیے رزقِ حلال مسلمانوں کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور وہ کتب جن میں رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخیاں اور

Marfat.com

آپ کی تعظیم وتوقیر ناموس رسالت کو پامال کرنے کی کوشش اور جذبہ جہاد کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کی گئی ہے عالم اسلام کو متحد ہو کر غیر مسلموں کی ان سازشوں پر غور وفکر کر کے ایسی کتابوں پر عالمی سطح پر پابندی عائد کرنے پر اربابِ بست وکشاد کو مجبور کرنا ضروری ہے اور مسلک اہل سنت وجماعت کا فروغ لازمی اور اشد ضروری ہے جس کی بنیاد پر عالمِ اسلام کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، رزق حلال اور جذبہ جہاد پیدا ہو سکتا ہے۔ اس بنا پر مسلمان پوری دنیا میں اپنے کھوئے ہوئے عزت و وقار کو پھر سے حاصل کر سکتے ہیں اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل ہی اتحاد بین المسلمین کا بہترین طریقہ ہے۔

سوال: مختلف جہادی تنظیموں کے فلسفہ جہاد سے اختلاف ہے یا اتفاق؟

جواب: عصر حاضر میں مختلف جہادی تنظیمیں جہاد کے مفہوم اور طریقے کے مطابق عمل نہیں کر رہی جب تک یہ تنظیمیں حکومتی سطح پر متحد ہو کر کام نہیں کرتیں کامیابی کی بجائے ناکامی ان کا مقدر ہوگی اور جب تک عالمی سطح پر ان کا آپس میں اتحاد نہیں ہوتا اور ایک مرکز پر جمع ہو کر بین الاقوامی سطح پر اعلانِ جہاد نہیں کرتیں اور مسلمانوں کے اندر جذبہ جہاد کی حقیقی روح کو بیدار نہیں کیا جاتا تو ایسی نام نہاد تنظیمیں مسلمانوں کے اندر سے جذبہ جہاد کو نکال تو سکتی ہیں اور ان کی کوششیں اور کاوشیں بے سود ہو سکتی ہیں اور اتحاد ملی میں انتشار پیدا کر کے غیر مسلموں کو غالب ہونے کا موقع فراہم کر سکتی ہیں لیکن عالمِ اسلام اور اہل اسلام کو کوئی فائدہ فراہم نہیں کر سکتیں اس لئے ایسی جہادی تنظیموں کا آپس میں اتفاق واتحاد کا عالمی سطح پر ہونا حکمرانوں کو اسلامی تعلیمات کی حقیقی روح سے روشناس

Marfat.com

کرانا اور اس کی ضرورت واہمیت کو ان پر واضح کرنا یہ علماء، حق کا دینی، ملی اور قومی فریضہ ہے۔ مسلمانوں کے اندر جہاد کا جذبہ محبتِ رسول اور اسلام کی حقیقی روح کو بیدار کر کے مسلمان پھر سے اپنا کھویا ہوا مقام، وقار اور عزت حاصل کر سکتے ہیں۔

سوال: سیاسی طور پر اہل سنت کی ابتر حالت کیسے سدھر سکتی ہے؟

جواب: جب تک اہل سنت و جماعت برصغیر پاک و ہند میں علماء و مشائخ کی تعلیمات کو غور سے نہیں پڑھتے اور ان پر غور و فکر نہیں کرتے اس وقت تک اہل سنت و جماعت کی سیاسی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔ برصغیر پاک و ہند میں مجدد ہزارہ دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرھندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کی روشنی میں حکمرانوں کو مسلک اہل سنت و جماعت سے آگاہ کرنا فقہ حنفی کی اہمیت وضرورت کو واضح کرنا ضروری ہے جب تک اہل سنت و جماعت کے علماء و مشائخ خلوص وللّٰہیت کے جذبے کے ساتھ اسلامی سیاست پر ریسرچ اور غور و فکر نہیں کرتے اور جذبہ ایمانی کے ساتھ حکومت پر قبضہ کرنے کی بجائے اربابِ بست و کشاد کی اصلاح اور رہنمائی نہیں کی جائے گی اس وقت تک سیاسی طور پر اہل سنت و جماعت کی سیاسی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔ اہل سنت و جماعت کو اولیاء اللہ، بزرگانِ دین، آئمہ مجتہدین، خلفاء راشدین، آئمہ اہل بیت کی سیاسی بصیرت اور ان کی حکمت عملی کی روشنی میں مسلم معاشرہ کی اصلاح کرنا اور اسلامی سیاست کو عام کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔

سوال: کیا سیاست کے میدان میں علماء اور مذہبی طبقہ کو آنا چاہئے، اگر ہاں تو کیسے؟

Marfat.com

جواب: علماء اور مشائخ کو سیاست میں اقتدار حاصل کرنے کے لئے نہیں بلکہ اربابِ بست وکشاد کی اصلاح کے لئے سیاست میں آنا کوئی بری بات نہیں ہے اور برصغیر پاک وہند کے علماء و مشائخ کو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات ،عقائد ونظریات اور عملی زندگی کو ملحوظِ خاطر رکھنا اور ان سے رہنمائی حاصل کر کے اپنی سیاسی بصیرت کو بروئے کار لا کر وہ غیر اسلامی سیاست کا رخ اسلام کی تعلیمات کے مطابق موڑ کر مسلمانوں کو راہِ راست پر گامزن کر سکتے ہیں لالچ اور ہوس کی بنا پر علماء اور مشائخ کا حکومت پر قبضہ اور حکمرانوں کا قرب حاصل کرنا، یہ دین اسلام کو فائدہ پہنچانے کی بجائے نقصان پہنچا سکتا ہے جیسا کہ اکبری دور میں ہوا۔

سوال: جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر کیسے ہوئی اور اس راہ میں کیا کیا مشکلات اٹھانا پڑیں؟

جواب: جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر میں بہت سی مشکلات پیش آئیں ۔کیونکہ لاہور امپرووومنٹ ٹرسٹ (ایل ڈی اے) کی 121 ایکڑ سکیم سمن آباد لاہور، جس جگہ پر جامع مسجد قادریہ شیر ربانی اب موجود ہے یہ جگہ تکیہ بودھی سائیں کے نام سے موسوم تھی ۔اس مقام پر بھنگی، چرسی اور اوباش قسم کے لوگوں کا ڈیرہ تھا ان کی پشت پناہی شہرِ لاہور کے بااثر لوگ کرتے تھے اور مزار بودھی سائیں پر بھنگ، چرس کا دھندہ اور شراب کشید ہوتی تھی بلکہ اس جگہ سے ملحقہ سکولوں کی نوجوان لڑکیاں بھنگ اور چرس پیتی تھیں اور علاقہ کے نوجوان شراب خوری جیسی لعنت میں ملوث تھے مسجد کی جگہ کو ایسے لوگوں سے چھڑانا آسان کام نہیں تھا۔ یہ 1968 کی بات ہے کہ بندۂ ناچیز نے انجمن

Marfat.com

غلامانِ مصطفیٰ رجسٹرڈ کے سرپرست اعلیٰ جناب ڈاکٹر محمد بشیر، صدر شبیر احمد شیخ اور سیکرٹری جنرل محمد رفیق انصاری جن کا روحانی تعلق آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے تھا، کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ مسجد قادریہ کو ان غیر شرعی رسومات سے پاک کر کے یہاں پر از سر نو مسجد تعمیر کی جائے۔ ان کی درخواست پر انجمن کے عہدیداروں نے اس مسجد کے امور کی طرف توجہ دی تو مسجد قادریہ کی تعمیر نو میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کچھ لوگ جو یہاں مارکیٹ بنانا چاہتے تھے اور ان کے ساتھ کچھ بدعقیدہ شامل تھے، مخالف پارٹی بن گئے، مسجد کی جگہ پر قابض ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے آخر کار ایک دن پچاس ساٹھ افراد نے بندوقوں، اور پستولوں سے مسلح ہو کر ناپسندیدہ کردار عورتوں کی معیت میں مسجد میں آ کر لڑائی جھگڑا شروع کر دیا۔ اراکین انجمن غلامان مصطفیٰ رجسٹرڈ نے بڑی حکمت عملی سے کام لیتے ہوئے اپنی لائبریری جس میں ہزاروں دینی کتابیں تھیں اور دفتر کو ان کے قبضہ سے بچایا اور ان سے دفتر اور لائبریری کو کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے 15 دن کی مہلت لے کر مسجد اور لوگوں کو اس تدبیر سے خون خرابے سے بچایا، بندہٗ ناچیز نے ڈاکٹر محمد بشیر اور دوسرے اراکین کو مشورہ دیا کہ قانونی چارہ جوئی کے لیے عدالت سے رجوع کیا جائے۔ انہوں نے سول کورٹ میں سوٹ نمبر 825 آف 1978ء مورخہ 11 اکتوبر 1976ء کو دائر کر دیا جس کا فیصلہ 30 جنوری 1986ء کو مسجد قادریہ کے حق میں ہوا۔ جس میں فاضل جج نے فیصلہ دیتے ہوئے لکھا:

The defendents have also raised the objection that the suit is bad for non.joinder of LDA. But at present LDA can not attributed any

Marfat.com

role . Though the LIT exempted the disputed land in the Past, Yet at present , LDA does not seems to be necessary party. Because ,the Anjumen is in possession of the disputed property and Anjumen is maintaining it so the suit is not bad for Non. joinder of parties. The issue is decided against the defendents.

ڈاکٹر محمد بشیر ہومیو فزیشن سول کورٹ کے 30 جنوری 1986ء کے فیصلے کی کاپی لے کر میرے پاس تشریف لائے اور مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں حصہ لینے کو کہا تو میں نے عرض کیا کہ ڈاکٹر صاحب اگر میں نے مسجد کی تعمیر میں حصہ لینا ہے تو میری مندرجہ ذیل شرائط ہیں اگر قبول فرمائیں تو بندہ حاضر ہے۔

1۔ مسجد کا نام جامع مسجد قادریہ شیر ربانی رکھا جائے۔

2۔ لوگوں سے چندہ مانگنا بند کر دیا جائے۔

3۔ جس امام کے پیچھے نماز پڑھی جائے اسے لوگوں سے چندہ مانگ کر تنخواہ نہ دی جائے۔

4۔ مسجد میں اگر جمعہ شروع ہو جائے تو لوگوں سے چندہ وصول کرنے کے لیے جھولیاں اور ڈبے وغیرہ نہ پھیرے جائیں۔

5۔ سپیکر پر چندے کا اعلان نہ کیا جائے اور نہ ہی لوگوں کے گھروں میں جا کر چندہ مانگا جائے۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب میری یہ شرائط سننے کے بعد تشریف لے گئے اور تقریباً ڈیڑھ سال کے بعد اراکین انجمن غلامان مصطفیٰ کے ہمراہ میرے گھر میں محفل ذکر کے موقع پر تشریف لائے اور محفل ذکر کے بعد کہنے لگے کہ ''صوفی صاحب جس طرح آپ مسجد کی مقدمہ بازی اور دوسرے امور میں عرصہ دراز سے ساتھ دیتے آئے ہیں اسی طرح اس کی تعمیر نو میں ہمارا ساتھ دیں۔ اور کم از کم 12×16 کا مسجد کا ایک کمرہ ہی تعمیر ہو جائے تو میں کہوں گا کہ مسجد تعمیر ہو گئی۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کے فرمان کے بعد اپنی مندرجہ بالا شرائط کو دہرایا اور عرض کیا کہ اگر شرائط منظور ہیں تو میں مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ آپ کی مرضی'' ڈاکٹر صاحب لوگوں کے تعاون نہ کرنے کی وجہ سے بہت مایوس نظر آتے تھے ان کو یقین تھا کہ اس جگہ پر مسجد تعمیر نہیں ہو سکتی شرائط سننے کے بعد شبیر احمد شیخ جو کہ انجمن غلامان مصطفیٰ کے صدر تھے، کہنے لگے کہ لوگوں سے چندہ بھی نہیں مانگنا سپیکر پر چندہ کا اعلان بھی نہیں کرنا اور نہ ہی لوگوں کے گھروں میں جا کر چندہ مانگنا ہے تو بغیر چندے کے مسجد کیسے تعمیر ہو گی؟ میں نے شبیر احمد صاحب سے کہا کہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ پر یقین اور ایمان نہیں ہے وہ تمام دنیا کا خالق و مالک ہے اور پوری دنیا کا نظام چلاتا ہے تو کیا وہ اپنے گھر کی تعمیر کے لئے اسباب مہیا نہیں کر سکتا'' میں تو ایسے رب کو نہیں مانتا جو مخلوق کا محتاج ہو'' اور شبیر احمد صاحب کو سمجھانے کے لئے میں نے کہا جب آپ کی شادی ہوئی تھی تو کیا آپ کے والد محترم نے گھر میں سپیکر لگا کر یہ اعلان کیا تھا کہ لوگو! میں نے بیٹے کی شادی کرنا ہے اس لیے میری مدد کرو'' شبیر صاحب نے جواباً کہا'' کہ یہ کام تو غریب سے غریب آدمی بھی نہیں کر سکتا اور اس کی غیرت بھی برداشت نہیں کر سکتی'' میں نے کہا'' شبیر صاحب! اللہ رب العزت کی غیرت کو اپنی

Marfat.com

غیرت سے کم سمجھتے ہو! اگر وہ وسائل مہیا کر دے گا تو مسجد ان شاءاللہ تعمیر ہو جائے گی، ورنہ ٹھڑے پر نماز ادا کرتے رہیں گے۔ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان اور توکل نہیں ہے تو مسجد بنانے کا کیا فائدہ۔ اللہ پر توکل کرو اور اس کے بھروسے پر مسجد کی تعمیر کا کام شروع کرو اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب کا اس کارِ خیر میں حامی و ناصر ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب سمیت تمام اراکین انجمن نے اس بات پر اتفاق رائے کا اظہار کیا اس فیصلہ کے بعد مورخہ 30 اکتوبر 1987ء کو مسجد قادریہ کے انتظامی اور تعمیر نو کے امور پر غور وفکر کرنے کے لئے اراکین انجمن غلامان مصطفیٰ رجسٹرڈ کے زیر اہتمام ایک اجلاس منعقد ہوا۔ جس کی صدارت شبیر احمد شیخ نے کی۔ ڈاکٹر محمد بشیر ہومیو فزیشن سرپرست اعلیٰ انجمن غلامانِ مصطفیٰ، حاجی خالد اقبال، چوہدری محمد لطیف جنرل سیکرٹری، جعفر حسین صدیقی، حاجی محمد صدیق انصاری اور اراکین انجمن کی بھاری اکثریت نے شمولیت کی۔ اس اجلاس میں مَیں نے قرارداد پیش کی کہ مسجد قادریہ کے انتظامی اور تعمیری امور میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری اور فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کے خدام کی اکثریت شامل ہے اس لئے مسجد قادریہ کا نام مسجد قادریہ کی بجائے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی رکھا جائے تاکہ متوسلین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی حوصلہ افزائی ہو اور وہ مسجد کی تعمیر وتکمیل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور مسجد کی تعمیر جلد از جلد مکمل ہو جائے اور مسجد کے انتظامی امور احسن طریقے سے سرانجام پاسکیں۔ میری پیش کردہ قرارداد کو سرپرست اعلیٰ سمیت تمام اراکین انجمن وانتظامیہ کمیٹی مسجد قادریہ نے اتفاق رائے سے منظور کیا اور متفقہ طور پر مسجد قادریہ 121 ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد کا نام جامع مسجد قادریہ شیر ربانی

Marfat.com

121 ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد رکھا گیا۔ یہ قرارداد روز نامہ آفتاب 2 نومبر 1987ء روزنامہ مشرق 3 نومبر 1987ء، روزنامہ نوائے وقت لاہور 3 نومبر 1987ء اور روزنامہ تجارت 3 نومبر 1987ء کے شماروں میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر کا کام شروع ہو گیا اور مارچ 1988ء میں مسجد کی پہلی چھت ڈال دی گئی اور مسجد قادریہ کا نام مسجد قادریہ کی بجائے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی 121 ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور تبدیل کرنے کے لئے اسسٹنٹ رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز کو درخواست دی گئی۔ قاضی انور ظہور اسسٹنٹ رجسٹرار جائنٹ سٹاک کمپنیز پنجاب لاہور نے مورخہ 7 دسمبر 1991ء کو بذریعہ چھٹی نمبر RP\6390\S\81 مسجد کے نام میں مطلوبہ ترمیم کر دی۔ مسجد کی تعمیر نو کے لئے کسی ماہر انجینئر کی ضرورت تھی جو کہ دو تین سال کی کوشش کے باوجود نہ مل سکا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت دعائیں کیں آخر کار اللہ تعالیٰ کے فضل عمیم سے عبدالرحمٰن نیازی جیسا ماہر اور بے لوث انجینئر مل گیا۔ نیازی صاحب نے مسجد کی بالائی منزل اور مینار کا نقشہ بنایا۔ 15 اکتوبر 1994ء بروز جمعۃ المبارک کو مسجد کے مینار کا سنگ بنیاد پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ العالی نے اپنے دستِ مبارک سے رکھا۔ جس کی تعمیر 20 جون 1997ء کو شروع ہوئی اور تکمیل 16 اکتوبر 1998ء کو ہوئی جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی بالائی منزل پر بلال ہال 16 مئی 1996ء کو تعمیر ہوا۔ مسجد کی چار دیواری اور مینار کے بقیہ حصہ پر ٹائل لگوانے کا کام 16 فروری 2001ء بروز جمعۃ المبارک پایۂ تکمیل کو پہنچا، یاد رہے کہ مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ کی اپیل کی گئی نہ سپیکر پر اعلان کیا گیا اور نہ ہی نماز جمعہ اور محفل میلاد کے اجتماعات میں جھولیاں پھیریں گئیں، اور

Marfat.com

نہ ہی لوگوں کے گھروں میں چندہ مانگنے کے لیے کسی کو بھیجا گیا۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خاص کرم اور اس پر توکل اور حضور نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کی برکت ہے۔ کہ اس مادہ پرستی کے دور میں نیو مزنگ سمن آباد لاہور میں جامع مسجد قادریہ شیر ربانی جیسی عظیم الشان مسجد تعمیر ہوگئی اور اس میں دورِ جدید کے تقاضوں کے مطابق دینی تبلیغی کام شب وروز جاری ہے۔

سوال: سنا ہے کہ آپ کے ہاتھ پر کئی عیسائی لوگ مسلمان ہوئے، تعداد بتا سکتے ہیں؟ کوئی خاص واقعہ؟

جواب: الحمدللہ تقریباً 220 عیسائیوں نے اسلام قبول کیا ہے ان میں سے ایک عیسائی پادری جس کا اسلامی نام محمد یوسف رکھا گیا وہ تقابلِ ادیان کے بہت بڑے سکالر ہیں اور عیسائی دنیا میں بقول ان کے ان کا بڑا نام تھا۔ آج سے تقریباً 9 سال قبل ایک روز نمازِ جمعہ کے بعد مسجد میں آئے اور انھوں نے کہا کہ میں عیسائی ہوں اور اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں بندہ نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو رشتہ داری چھوڑنی پڑے گی اگر آپ ملازم ہیں آپ کو تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑے گا وراثت کے معاملات میں پیچیدگیاں پیدا ہوں گی اس کے علاوہ اور معاملات میں بھی آپ کو اپنی برادری کا دباؤ قبول کرنا پڑے گا، کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام قبول کرنے کے بعد آپ پھر عیسائیت کی طرف رجوع کر لیں اور اس صورت میں آپ مرتد ہو جائیں گے اور مرتد واجب القتل ہے آپ میری ان باتوں پر غور کریں اور ان حالات واقعات کا سامنا کرنے کے لئے تیاری کریں جب

Marfat.com

آپ کا دل مطمئن ہو جائے گا کہ میں ان تمام حالات کا سامنا کر سکوں گا اس وقت اسلام قبول کرنا۔ اس نے تھوڑی دیر خاموش رہنے اور غور و فکر کرنے کے بعد کہا کہ اسلام سچا دین ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور میں نے آج فیصلہ کیا ہے کہ اس مسجد سے اسلام قبول کرنے کے بغیر نہیں جاؤں گا اگرچہ مجھے فٹ پاتھ پر سونا پڑے اور مزدوری کر کے رزق کمانا پڑے ناچیز نے دوبارہ اس سے سوال کیا کہ آپ اس چھوٹی سی مسجد میں آ کر اسلام قبول کیوں کرتے ہو کسی بڑی مسجد میں اسلام کیوں نہیں قبول کرتے کیونکہ ہمارا سرٹیفکیٹ کہ آپ نے اسلام قبول کیا ہے، اس کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی اور اگر آپ کسی بڑی مسجد میں گورنمنٹ کے منظور شدہ امام وخطیب کے ہاتھ پر اسلام قبول کریں گے اور وہ آپ کو اسلام قبول کرنے کا سرٹیفکیٹ دیں گے تو وہ سرٹیفکیٹ آپ کی روزمرہ زندگی میں کام آئے گا۔ محمد یوسف جو کہ اس وقت (یوسف مسیح) تھا، اس نے بڑی بے باکی سے جواب دیا میں نے بڑی بڑی اور چھوٹی چھوٹی مساجد کے باہر کھڑے ہو کر 42 جمع مختلف خطیبوں کا خطبہ سنا ہے اور کسی خطیب کا خطبہ چندے کی اپیل کے بغیر ختم نہیں ہوا اور اگر کسی نے سپیکر پر اعلان نہیں کیا تو مسجد کے اندر جا کر دیکھا تو جھولیاں اور ڈبے لئے لوگ چندے کے لئے پھر رہے تھے لیکن اس مسجد کے باہر میں نے 6 جمع خطبہ سنا ہے اور آپ کی ماہانہ میلاد کی محفلوں میں بھی حاضر ہوا ہوں لیکن یہاں چندہ نام کی کوئی اپیل یا چندہ اکٹھا کرنے کے لئے جھولیاں پھیلتی ہوئی نہیں دیکھیں اس لئے میں نے دیکھا اس مسجد میں اسلام کی روح کے مطابق کام ہو رہا ہے اور میرا جی چاہا کہ میں یہاں پر اسلام قبول کروں۔ بندہ ناچیز نے اس سے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے کوئی اور وسائل ہوں جس کی وجہ سے ہم چندے کی اپیل نہیں کرتے اور آپ ایک معمولی بات کو دیکھ کر آپ اپنا مذہب

Marfat.com

کیوں چھوڑنے پر تیار ہوئے اس عیسائی پادری نے کہا یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے عیسائی پادریوں نے گرجوں میں چندہ مانگنا شروع کیا اور عیسائیوں نے گرجوں میں جانا چھوڑ دیا جس کی پاداش میں انگلینڈ میں 52 گرجے اور سندھ میں 13 گرجے عیسائی پادریوں نے فروخت کر دیئے کیونکہ وہ ان کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے تھے اس نے مجھے انگلینڈ کی اخباروں کے تراشے دکھائے جہاں پر گرجوں کے اوپر ''برائے فروخت'' (Church for sale) کے بورڈ لگے ہوئے تھے یہ واقعہ اہل اسلام کو بھی لمحہ فکر یہ مہیا کرتا ہے کہ وہ اس پر غور وفکر کریں اور مساجد کے نظام کو چندے کی بجائے جس طرح اپنے گھروں کے کاموں کو بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش کرتے ہیں اور مہذب و منظّم طریقہ اختیار کرتے ہیں اسی طرح مساجد کے نظام کو بھی اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے اور اپنی آخرت کی خوشنودی اور فلاح حاصل کرنے کے لئے خوشامد، اور ریا کاری کے بغیر ایک مہذب و منظّم طریقے کے مطابق چلانے کی کوشش کریں تاکہ یہ نظام بہتر طریقے سے چل سکے اور معاشرہ مساجد کے نظام سے متنفر ہونے سے بچ جائے۔

سوال: خطیبوں میں سے کس سے متاثر ہوئے؟ ایک خطیب میں کیا کیا صفات ہونی چاہئیں؟

جواب: خطباء میں شیخ القرآن حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی، حضرت مولانا محمد بخش مسلم بی اے، حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، حضرت مولانا محمد عنایت اللہ سانگلہ ہل والے، حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلی لوہاراں، غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید

Marfat.com

کاظمی، مسعود ملت حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب، مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب، علامہ سید محمود احمد رضوی کی تقاریر سے بے حد متأثر ہوا ان کے خطبات میں قرآن وسنت کی روشنی میں پر مغز بیانات ہوتے تھے جس سے نوجوان نسل کے عقائد ونظریات بہت پختہ ہو جاتے اور وہ راسخ العقیدہ اہل سنت وجماعت بن جاتے ہیں۔خطیب مستند عالم دین، محقق اور روزمرہ زندگی کے مسائل پر قوی نظر رکھنے والا ہو اور کسی نہ کسی روحانی سلسلے میں منسلک ہونا چاہئے تاکہ گمراہ نہ ہو سکے اور اس میں للّٰہیت کا پایا جانا لازمی اور ضروری ہے۔ اس کی زندگی قرآن وسنت کے مطابق عملی تصویر پیش کرتی ہو ہوس اور لالچ طبیعت میں نہ ہو، دین کی خدمت لالچ اور ہوس کی بنا پر نہ کرے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور دین کی سربلندی کے لئے کرے اپنے رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ پر یقین اور توکل کرے۔حکمرانوں اور امراء کے گرد چکر کاٹنے والا نہ ہو۔ ذاتی نمود ونمائش کی بجائے دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام دینے والا ہو۔

سوال: زندگی میں کون کون سے سیاسی ادوار یا حکومتیں دیکھیں؟

جواب: پاکستان کی تاریخ میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان، یحییٰ خان، ذوالفقار علی بھٹو، جنرل ضیاء الحق، بے نظیر، میاں محمد نواز شریف اور پرویز مشرف کے سیاسی ادوار کو دیکھا۔

سوال: زندگی میں کون کون سی یادگار تحریکیں دیکھیں اور کن کن میں حصہ لیا؟

جواب: زندگی میں تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھا اور اس تحریک کی کامیابی کے لئے

Marfat.com

حتی المقدور کوشش کی۔

سوال: آپ کی شادی کب ہوئی، اولاد کتنی ہے؟

جواب: شادی یکم اپریل 1967 کو ہوئی اور میرے دو بیٹے اور 5 بیٹیاں ہیں جن میں سے ایک بیٹی چھوٹی عمر میں فوت ہوگئی تھی۔

سوال: آپ کے نزدیک ''زندگی'' کی تعریف؟

جواب: میرے نزدیک زندہ رہنے کی تعریف یہ ہے کہ انسان قرآن وسنت کے مطابق عمل کرے دین کا علم حاصل کرے مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق اپنے عقائد ونظریات کو درست کرے فقہ حنفی کی تقلید کرے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کو اعتدال کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرے اور اپنی زندگی کو مسلم معاشرہ اور حضور پاک ﷺ کی امت کی اصلاح، فلاح و بہبود کے لئے وقف کردے اور قرآن وسنت کے مطابق عمل کرنے کا نام زندگی ہے اور خلاف شرع امور سے بچنا اور لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے زندہ رہنا مقصدِ حیات ہونا چاہیے۔

زندگی حاصل برائے بندگی زندگی بے بندگی شرمندگی

سوال: اکثر علماء کے بچے علم دین کی طرف نہیں آتے اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: علماء کے بچوں کا دین کی طرف رغبت نہ کرنے کی ایک وجہ تو ان کی دینی علمی اور تدریسی مصروفیات ہیں اور دوسری وجہ رزق حلال کے حصول کی طرف توجہ اور بچوں کی تربیت کے لئے وقت کا نہ نکالنا محسوس ہوتا ہے۔

سوال: زندگی کا وہ حصہ جسے آواز دینے کو جی چاہے؟

Marfat.com

جواب: جوانی

سوال: زندگی میں کس چیز کی کمی محسوس کرتے ہیں؟

جواب: زندگی میں اس چیز کی کمی بڑی محسوس ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس لئے انسان کو پیدا کیا ہے اس کے مطابق علم کا حصول، اور عمل کا فقدان اور مسلم معاشرہ کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ کرنا چاہئے تھا اس کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

سوال: پسندیدہ موسم؟

جواب: یوں تو ہر موسم پسند ہے لیکن ربیع الاول، رمضان المبارک کا مہینہ اور موسم بہار زیادہ پسندیدہ ہیں۔

سوال: زندگی کا خوبصورت ترین دن؟

جواب: محفل ذکر، درس قرآن، محفل میلاد النبی ﷺ کا جس دن انعقاد ہو اور ان محافل میں جس دن حاضری کا شرف حاصل ہو اور جو وقت دین اسلام کی ترویج و اشاعت اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک ﷺ کی یاد اور ذکر میں گزرے وہ دن میرے لئے بہترین دن ہے۔

سوال: قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں کون سا دور حکومت اچھا تھا؟

جواب: قیام پاکستان کے بعد قائداعظم محمد علی جناح، لیاقت علی خان اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کا دور قدرے بہتر تھا۔

سوال: بار بار سمجھانے پر بھی اگر کوئی نہ مانے یا نہ سمجھے تو کیا کرتے ہیں؟

جواب: بار بار سمجھانے پر اگر کوئی نہیں سمجھتا تو اس سے مایوس نہیں ہوتا وقفے وقفے کے

Marfat.com

بعد سمجھانے کی کوشش کرتا رہتا ہوں، اکثر و بیشتر لوگ راہِ راست پر آ جاتے ہیں۔

سوال: بادل، بارش یا دھوپ کیا اچھا لگتا ہے؟

جواب: موسم کے لحاظ سے بادل، بارش اور دھوپ تینوں اچھے لگتے ہیں۔

سوال: کامیابی کے لئے کس بات پر یقین رکھتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ پر توکل اور یقین، اس کے کرم، توفیق اور اس کی رحمتوں اور برکتوں پر اپنی زندگی کی کامیابی پر یقین رکھتا ہوں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ اس عالم اسباب میں مسبب الاسباب ہے۔

سوال: زندگی میں کبھی کسی ناکامی کا بھی سامنا کرنا پڑا؟

جواب: الحمدللہ زندگی میں دشواریوں کا سامنا ضرور کرنا پڑا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے کسی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا صبر وتحمل اور لگاتار محنت اور کوشش سے اللہ تعالیٰ نے تمام ناکامیوں کو کامیابیوں میں تبدیل فرما کر اپنا احسان عظیم فرمایا اور جس کام کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ اور نبی پاک ﷺ کی رحمت کے طفیل اس میں کامیابی حاصل ہوئی۔

سوال: قبولیت دعا کا وقت ہو تو اللہ سے کیا مانگیں گے؟

جواب: قبولیت دعا کا وقت ہو تو اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی فلاح اور عذابِ دوزخ سے پناہ مانگوں گا۔ حضور ﷺ کی محبت، اطاعت، معیت اور اتباع کی اللہ تعالیٰ سے توفیق طلب کروں گا۔

سوال: آپ کا پسندیدہ لباس؟

جواب: میرا پسندیدہ لباس کرتا۔ شلوار یا تہہ بند، سر پر ٹوپی کے اوپر پگڑی (عمامہ) ہے

Marfat.com

سوال: پسندیدہ رنگ؟

جواب: لباس کا سفید رنگ پسندیدہ ہے۔

سوال: پسندیدہ خوشبو؟

جواب: گلاب، موتیا کی خوشبو پسندیدہ ہے۔

سوال: پسندیدہ کھانا؟

جواب: سادہ خوراک جس میں سبزیات اور شوربے والا سالن ہو، پسند ہے اور مرغن غذائیں پسند نہیں۔

سوال: پسندیدہ لیڈر؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے دین کی للّٰہیت کے ساتھ خدمت کرنے والے لوگ میری نظر میں پسندیدہ لیڈر رہیں۔ (اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین)

سوال: پسندیدہ کتاب؟

جواب: قرآن حکیم، کتب احادیث اور بزرگانِ دین کے حالات واقعات بالخصوص مکتوبات امامِ ربانی مجدد الف ثانی اور آپ کی دیگر تصانیف میرے لئے پسندیدہ کتب ہیں۔

سوال: زندگی میں سب سے زیادہ صدمہ کب ہوتا ہے؟

جواب: زندگی میں سب سے زیادہ اس وقت صدمہ ہوتا ہے جب کوئی خلاف سنت کام سرزد ہو جائے یا امت مسلمہ کو خلاف سنت کاموں میں مشغول و مصروف دیکھتا ہوں۔

سوال: تنہائی اچھی لگتی ہے یا محفل؟

Marfat.com

جواب: قرآن وسنت کے پیغام سے آراستہ محفل اچھی لگتی ہے اور فحش ،لغویات امور سے بچنے اور اللہ کے ذکر وفکر کے لئے تنہائی اچھی لگتی ہے۔

سوال: کسی شخصیت کے ساتھ ملاقات جسے آپ بھول نہ سکتے ہوں؟

جواب: 1۔ حضرت ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ ابو الخیر دہلی

2۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب و جامعہ اسلامیہ بہاولپور

3۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد سر پرست اعلیٰ امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی وادارہ مسعودیہ کراچی

4۔ حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر مفتی مکرم احمد صاحب شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی

5۔ محقق عصر حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری

سوال: کوئی پچاس سال بعد یہ انٹرویو پڑھے تو اسے آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

جواب: اگر مجھے پچاس سال بعد بھی کوئی سوال کرے گا تو اس کے جواب میں یہی کہوں گا کہ اللہ کی توحید اور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر ایمان رکھو، صحابہ کرام اور اہل بیت کی عزت وتکریم کو لازم جانو اور دین اسلام کی خدمت مسلکِ اہل سنت وجماعت کے عقائد ونظریات کے مطابق کرو اور کسی نہ کسی روحانی سلسلے میں منسلک رہو تا کہ گمراہی سے بچ جاؤ اور دین کی خدمت مسلمان کو بلند کرتی ہے اور دین عزت بخشتا

Marfat.com

ہے، اسی پر قائم رہو۔

سوال: انسانی زندگی کے بارے میں آپ کا تجزیہ کیا ہے؟ اس میں انسانی ارادہ اور اختیار کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: انسانی زندگی کے بارے میں تجزیہ یہ ہے کہ جس کام کو انسان نیک نیتی، خلوص اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور رضا کے لئے سرانجام دینا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی اور کامرانی سے نوازتا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "انما الاعمال بالنیات" عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ اس میں انسانی ارادہ کی پختگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

سوال: زندگی کے مختلف مراحل دیکھنے اور تجربہ حاصل کرنے کے بعد آپ "دوستی" کے متعلق کیا کہنا چاہیں گے؟ دوست کسے کہتے ہیں؟ کیا اس دور میں دوست موجود ہیں؟

جواب: اللہ کے لئے محبت اور اسی کے لئے کسی سے بغض کا نام دوستی ہے اور ایک دوسرے کے ساتھ جو تعلقات استوار کئے جائیں ان میں لالچ، ہوس کا شائبہ تک نہ ہو تو ایسی دوستی کامیاب رہتی ہے اور ایسے دوست جو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کی سربلندی چاہیں اور ذاتی مفاد و لالچ سے مبرا ہوں ان کا اس دور میں ملنا مشکل تو ہے لیکن ناممکن نہیں، تلاش کرنے سے ایسے لوگ ابھی مل جاتے ہیں اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے۔

سوال: آئمہ مساجد کو اس دور میں دین کی خدمت کس طرح کرنی چاہیئے؟

Marfat.com

جواب: معاشرے میں امراء طبقہ جن میں حکمران، وزراء تجارت پیشہ، صنعت پیشہ، زراعت پیشہ لوگوں کو چاہئے کہ وہ خود اور اپنے بچوں کو دینِ اسلام کی تعلیمات سے روشناس کرائیں باقاعدہ دینی تعلیم حاصل کریں اور مساجد میں خود اور اپنے بچوں کو امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے اسوۂ رسول پاک ﷺ خلفاء راشدین، صحابہ کرام، علماء ربانیین، اولیاء کرام کی سیرت وکردار کو مدنظر رکھتے ہوئے امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیں اور رسول اللہ ﷺ کی اس سنت کو بھی زندہ کریں جس سے دین کی تبلیغ واشاعت کے کام کو فروغ دیا جا سکتا ہے اور اس مردہ سنت کو زندہ کرنے والے کو ایک سو شہید کا ثواب ملے گا۔ مساجد کے نظام کو بہتر بنا کر مساجد کمیٹیوں کے ممبران دینِ اسلام کی تعلیمات اور روزمرہ مسائل سے واقفیت رکھنے والے افراد پر مشتمل ہوں جو کہ امام وخطیب کے مقام کو سمجھتے ہوں اور امام وخطیب بھی مستند عالم دین ہوں جو کہ قرآن وسنت کے مطابق لوگوں کو آگاہ کریں اور امام وخطیب اپنے فرائض بھی احسن طریقے سے سرانجام دیں اور کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں اور اللہ پر توکل اور یقین رکھتے ہوئے دین کی خدمت کریں اللہ تعالیٰ نے جو رزق ان کے مقدر میں لکھا ہے وہ انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق ملتا رہے گا دوسرے انسانی معاشرے پر بھی یہ لازم ہے کہ وہ آئمہ اور خطباء کو اپنا دینی راہنما سمجھتے ہوئے ان کی ضروریات کو بغیر ان کے ہاتھ پھیلانے کے پوری کرے ان کے ادب واحترام کا خیال رکھے اس لئے آئمہ مساجد اور خطباء اور معاشرے کا آپس میں رابطہ ضروری اور لازمی ہے اس کے بغیر دین کی خدمت بہت مشکل ہے چونکہ جو آدمی رزق کے معاملے میں خود کفیل نہیں اس کے لئے دین کی خدمت کرنا بہت مشکل ہے۔

Marfat.com

سوال: دنیا بھر میں اہل سنت کو فروغ دینے کے لئے کون سے اقدامات اٹھانے چاہئیں؟

جواب: دنیا بھر میں اہل سنت و جماعت کو فروغ دینے کے لئے نظامِ خلافت دوسرے الفاظ میں نظامِ مصطفیٰ کو ہی رائج کرنے سے اہل سنت و جماعت کو فروغ حاصل ہو سکتا ہے۔

سوال: ملازمت کا دور کیسا گذرا، سنا ہے کہ دورانِ ملازمت آپ کے افسر قادیانی تھے آپ کا رویہ ان سے کیسا تھا؟ دورانِ ملازمت دینی کام کیسے کیا جا سکتا ہے؟

جواب: الحمد للہ ملازمت کا دور بڑا مجاہدانہ گذرا۔ اپنے رزق کے حصول کے لئے بڑی محنت کوشش وقت کی پابندی اور اپنے فرائض منصبی کو بہت محنت اور کوشش سے نبھایا اور دفتر کا کام چھوڑ کر کبھی دفتر سے گھر واپس نہیں آیا۔ اگرچہ مجھے ایک ایک ہفتہ رات دن دفتر میں مصروف رہنا پڑا ہو کیونکہ میرا نظریہ یہ تھا کہ اگر میں نے اپنی ڈیوٹی میں کوتاہی کی تو کہیں رزق میں خرابی پیدا نہ ہو جائے کیونکہ رزق حرام انسان کو برائی کی طرف مائل کرتا ہے اور رزق حلال نیکی طرف مائل کرتا ہے رزقِ حلال کی برکت سے انسان کی عبادت، دعائیں قبول ہوتی ہیں اور انسان بیماریوں، پریشانیوں اور تکلیفوں سے محفوظ رہتا ہے اور دینی اور دنیاوی امور میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دوران ملازمت میرے افسرانِ بالا میں قادیانی بھی رہے ہیں ان سے میرا رویہ یہ رہا کہ ان کے سامنے میں اپنی مندرجہ ذیل شرائط پیش کرتا تھا۔ اگر وہ میری شرائط کو قبول کرتے تو اُن کی ماتحتی کرتا ورنہ ان سے عرض

Marfat.com

کر دیتا کہ میری جگہ اپنے مطلب کا آدمی دفتر کی انتظامیہ سے لے لو۔

1۔ آپ کو سلام نہیں کروں گا۔

2۔ آپ کے ساتھ مل کر کھانا نہیں کھاؤں گا۔

3۔ دفتر میں بلاوجہ آپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نہیں بیٹھوں گا۔

4۔ دفتر کا کام اگر مقررہ وقت پر نہ ہو تو آپ میرے خلاف تادیبی کاروائی کر سکتے ہیں جس کی میں اپیل نہیں کروں گا۔

5۔ دفتر کے اوقات میں میرے ساتھ دینی امور پر گفتگو نہیں کریں گے کیونکہ میرے نزدیک قادیانی مرتد ہیں۔

سوال: ریٹائرمنٹ کے بعد بھی آپ کو ملازمت کی آفر ہوئی؟ اگر ہوئی تو آپ نے ملازمت دوبارہ کیوں جوائن نہ کی؟

جواب: جب میں نے دیکھا کہ دفتر میں رشوت خوری، نائب قاصد سے لے کر محکمے کے سیکرٹری تک عام ہوگئی ہے اس سے بچنا اور کنٹرول کرنا مجھے مشکل نظر آیا تو میں نے اپنی ریٹائرمنٹ کی مقررہ مدت سے تقریباً 8 سال پہلے گورنمنٹ کی ملازمت سے ریٹائرمنٹ حاصل کر لی اور ریٹائرمنٹ کے 6 ماہ بعد دفتر کے افسران بالا میرے گھر میں تشریف لائے اور مجھے دوبارہ کنٹریکٹ (Contract) پر ملازمت کرنے کی پیشکش کی اور آج سے تقریباً بارہ سال پہلے 40 ہزار روپے ماہانہ تنخواہ کی بھی پیشکش کی گئی لیکن میں نے ان سے یہ الفاظ کہتے ہوئے معذرت کی ''کہ جو آدمی برائی کو دیکھ نہیں سکتا وہ برائی کو تحفظ (Shelter) کیسے دے سکتا ہے، چونکہ برائی کو دیکھنا بھی برائی ہے'' اور آپ کا

Marfat.com

میرے پاس آنا اس بنیاد پر ہے کہ دفتر میں رشوت خوری عام ہوگئی ہے اور اخبارات میں دفتر کے اہل کاروں کے خلاف موٹی سرخیوں میں خبریں شائع ہونا شروع ہوگئی ہیں جس کی پاداش میں کچھ اہل کار جیلوں میں چلے گئے اور دفتر کی بدنامی ہوئی ہے۔

سوال: آج کل آپ ایک جزوقتی دینی تعلیمی ادارہ بھی چلا رہے ہیں اس کے بنانے کی وجہ؟ اور اس راہ میں کیا مشکلات آرہی ہیں؟

جواب: شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی کے قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ملازمت پیشہ، صنعت پیشہ اور تاجر پیشہ اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نوجوان قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور فقہ حنفی کی روشنی میں روزمرہ زندگی کے مسائل اور ضروریات دین سے روشناس ہو کر اپنے گھریلو معاملات، اپنے احباب اور رشتہ داروں کی راہنمائی کر کے مسلم معاشرہ کو قرآن وسنت کی تعلیمات سے آگاہ کر سکیں اور ان کی زندگی کو اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے میں ممد ومعاون ثابت ہوں اور اہل محلّہ اور گردونواح کے بچے قرآن حکیم حفظ وناظرہ کی تعلیم حاصل کر سکیں۔ اور اس مدرسے کا مقصد ان نوجوانوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنا تھا جو کالجوں، یونیورسٹیوں اور سکولوں میں زیر تعلیم ہوں اور دینی مدارس میں باقاعدہ تعلیم کے لئے داخلہ نہ لے سکتے ہوں اور ایسے آئمہ مساجد اور خطباء جو اپنی مالی مجبوریوں، پریشانیوں یا کسی اور وجہ سے اپنی تعلیم کو دینی مدارس میں مکمل نہ کر سکے ہوں ان کی راہنمائی کی جا سکے۔ معاشرہ میں دین سے رغبت اور محبت کم ہونے کی وجہ سے قرآن حکیم، حدیث مبارکہ اور علم فقہ کے حصول کے لئے طلباء کی تعداد بہت کم ہے جس کی وجہ

Marfat.com

سے بڑی تشویش ہے کیونکہ دین کا علم جو کہ حقیقی علم ہے اس کو لوگ بغیر دنیاوی مفاد کے حاصل کرنا نہیں چاہتے اور حفظ و ناظرہ کی تعلیم کی طرف بچوں کے سرپرستوں\والدین کی خاطر خواہ توجہ نہیں ہوتی یہاں تک کہ قرآن حکیم حفظ کرنے والے بچوں کو ناشتہ تک نہیں دیا جاتا اور جب ان کے سرپرستوں اور لواحقین کو دو ماہ کے بعد ان کے بچوں کی کارکردگی کے لئے بلایا جاتا ہے تو اکثر لوگوں کے پاس دینی ادارہ میں آنے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ دلجمعی کے ساتھ پڑھانے والے اساتذہ نہیں ملتے، اگر مل جائیں تو اپنی ڈیوٹی محنت اور دیانتداری سے کرنے والے اساتذہ کی بہت کمی ہے۔ اگر میٹنگ پر اساتذہ کو دعوت دی جائے تو بہت کم اساتذہ اس دینی ادارہ کے فروغ کے لئے حقیقی مشورہ دیتے ہیں اکثر ٹال مٹول سے کام لیا جاتا ہے، یا ہاں میں ہاں ملا دی جاتی ہے اس ڈر کی وجہ سے کہ مشورے کے مطابق معاونت کرنا پڑے گی۔

سوال: کیا اپنے معمولات کے متعلق بتانا پسند کریں گے؟ تاکہ ہم جیسوں کے لئے راہنمائی ہو۔ آپ کے وظائف کیا ہیں؟

جواب: نمازِ تہجد اور اشراق کی پابندی، اورادِ فتحیہ، درود خضری، سید الاستغفار ”استغفر الله الذی لا اله الا هو الحی القیوم و اتوب الیه“ نمازِ فجر کے بعد ہفت روزہ محفل میں ختم خواجگان، ختم مجددیہ، ختم معصومیہ، سورہ اخلاص، ہر نماز کے بعد 11 مرتبہ، حسبنا الله ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر، ذکر اسم ذات وغیرہ

سوال: آپ کو کسی دور میں آنکھوں کی تکلیف بھی ہوئی اس دور کی یاد میں کوئی واقعہ؟

Marfat.com

جواب: سب سے پہلے 1968ء میں مجھے آنکھوں کی تکلیف ہوئی اور اس دور کے بہت بڑے Eye Specialist ڈاکٹر محمد شفیع نے آنکھوں کا معائنہ کیا۔ میڈیکل بورڈ میں بھی مجھے appear کیا گیا۔ ڈاکٹروں کی رائے کے بعد آپریشن ہوا جو کہ ناکام رہا۔ 1984ء میں دوبارہ آنکھوں میں پڑوال پڑتے تھے ان کی وجہ سے آنکھوں میں تکلیف ہوئی جو کہ پریشانی کا باعث ہوئی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس پریشانی سے زاروقطار روتا رہا اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ اگلے روز ہی اللہ تعالیٰ نے سبب پیدا فرمایا اور یہ تکلیف ایک مہلک بیماری کی وجہ سے تھی اور معالج ایسا تھا جو کہ گمنامی کے عالم میں مسجد سے ملحقہ کمرے میں رہائش پذیر تھا اور اس کے بارے میں لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کوئی ماہر حکیم ہے اس نے تقریباً 4 سال تک علاج کیا جس سے جسمانی لحاظ سے بھی تندرست ہوا اور آنکھوں کا مرض بھی کافی حد تک کنٹرول ہو گیا اس بیماری کا میں نے ماہر ڈاکٹروں سے بھی معائنہ کرایا انھوں نے کہا کہ یہ بیماری ایسی مہلک ہے جس سے آپ کی زندگی کم از کم 15 روز کے بعد ختم ہو جائے گی لیکن اب اس بات کو تقریباً 24 سال ہو گئے اور الحمد اللہ بندہ ناچیز صحت مند ہے اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کا کرم، اس کا ذکر، حضور ﷺ پر درود کی کثرت، اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا تصرف اور نگاہِ کرم ہے کبھی لوگوں نے ایسا نہیں دیکھا ہوگا کہ معالج مریض کو تلاش کرتا ہو اور اس کا علاج گمنام جگہ پر ہوتا ہو۔

سوال: آپ کی زندگی تجربات سے بھری پڑی ہے، زندگی کے کوئی خاص

Marfat.com

تجربات؟

جواب: زندگی کے ہر شعبہ میں کئی تجربات سے گزرا ہوں جو کہ مختصراً عرض کرتا ہوں:

(۱) اساتذہ، والدین، پیرومرشد کی خدمت، عزت اور ادب واحترام اللہ اس کے رسول ﷺ کی رضا کے لئے کیا جائے تو انسان کو دنیا اور آخرت کی عزت بھی ملتی ہے اور اس کے وقار میں اللہ تعالیٰ اضافہ بھی فرماتا ہے۔

(۲) دین کی خدمت اپنی ذاتیات، ذاتی مفاد، حرص اور لالچ یا ذریعہ معاش سمجھ کر نہیں کرنی چاہئے بلکہ اللہ کے دین کی خدمت نجات اخروی دین کی سربلندی اور سنت وشریعت کی ترویج واشاعت کے لئے کرنا چاہئے کیونکہ دین کی خدمت للّٰہیت کے ساتھ اس کی سربلندی کا باعث اور دنیا وآخرت میں سرخرو ہونے کا سبب بنتی ہے۔

(۳) مخلوق خدا کی خدمت بغیر کسی لالچ کے کرنا چاہئے اور اللہ کی راہ میں بہترین چیز خرچ کرنی چاہئے۔ مخلوق خدا سے پیار ومحبت اور عاجزی انکساری کے ساتھ پیش آنا، ان کی خدمت کرنا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ دائیں ہاتھ سے خرچ کرو اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ اس عمل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور یہی انسانیت کا معیار ہونا چاہئے۔

(۴) حقوق اللہ اور حقوق العباد پر عمل اعتدال سے ہونا چاہئے اور عمل میں اتباعِ رسول ﷺ کا خیال لازمی اور ضروری ہے۔ عمل سے دنیاوی زندگی بھی بہتر گذرتی ہے اور آخرت کا توشہ بھی مل جاتا ہے اور انسان گمراہی، بے راہ روی اور معاشرہ میں بدنامی سے بھی بچ جاتا ہے کیونکہ اتباعِ رسول ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتا ہے

Marfat.com

مردود نہیں ہوتا۔

سوال: شرقپور شریف عرس کے دوران آپ کی کیا خدمات ہوتی ہیں یا ہوتی تھیں؟

جواب: 1962ء میں کالج کی تعلیمی زندگی میں ہم نے چند ساتھیوں کے ساتھ جس کے سربراہ میاں عبدالحمید تھے ان کے گاؤں چک نمبر 217ای بی نزد گگو منڈی میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریبات کا آغاز کیا، عرس کی ان تقریبات میں مقررین کو عنوانات تقریباً 3 ماہ پہلے دیئے جاتے تھے ان کو مجوزہ عنوان پر کتب بھی فراہم کی جاتی تھیں اور عرس کی محفل زیر صدارت فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری منعقد ہوا کرتی تھی اور یہ سلسلہ 1984ء تک جاری رہا عرس کی محفل میں غیر شرعی رسومات، عورتوں کی بے پردہ شمولیت، بے جا نعرہ بازی پر پابندی ہوتی تھی اور عرس کی روئیداد کو آئندہ سال کی محافل میں پڑھ کر سنایا جاتا تھا اور مقررین کی تقاریر میں جو کچھ کمی بیشی رہ جاتی تھی اس سے آگاہ کیا جاتا تھا تا کہ مقررین حضرات اپنی تیاری میں مزید کوشش اور محنت سے کام لیں اور عرس کی یہ محفل ذریعہ تبلیغ اور حاضرین کی راہنمائی کا باعث بنے اور یہ عرس کی تقریب ایک مثالی ہو اور عرس عرس ہو میلہ نہ ہو۔ شرقپور شریف میں 1965ء سے اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کی تقریبات زیر اہتمام سیدی و مرشدی حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ جو منعقد ہوتی تھیں اس کے انتظام و انصرام میں بھرپور

Marfat.com

حصہ لیتا تھا علماء اور مشائخ کے طعام و قیام کی ذمہ داری پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور اس احقر کے ذمہ ہوتی تھی۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات، واقعات، عقائد و نظریات اور تعلیمات پر مبنی مقالہ جات قلمکار حضرات سے اور خود بھی تیار کر کے رسائل و اخبار میں شائع کروانا یہ بھی میری ڈیوٹی میں شامل تھا عرس کے موقع پر مزار شریف پر روشنی کا انتظام بھی ہمارے ذمہ تھا ایک دفعہ بسوں کی ہڑتال کی وجہ سے کسی اور سواری کا بندوبست نہ ہو سکا۔ بندہ اراکین انجمن غلامانِ مصطفیٰ فتح شیر روڈ نیا مزنگ لاہور کے ہمراہ پیدل مع سامان بجلی و تزئین و آرائش لے کر شرقپور شریف پہنچے اور مزار شریف پر ٹیوب لائٹس، قمقمے اور دوسرا آرائشی سامان اپنی نگرانی میں لگوایا۔ اس سے ہماری آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے وابستگی خدمت، اور خلوص کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے یہ کام تقریباً 40 برس تک خاموشی سے سرانجام دیا۔ جس کی خبر مخصوص لوگوں تک ہو سکتا ہے ہو ورنہ ہمارے اس کردار کا عام لوگوں کو علم نہیں ہے۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات عقائد و نظریات کارہائے نمایاں اور دینی ملی خدمات سے عوام الناس کو روشناس کرانے کے لئے تحریک یوم مجدد الف ثانی کا آغاز زیر اہتمام سیدی و مرشدی فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف جامع مسجد محلہ جہانگیر آباد شیخوپورہ سے 1960ء سے ہوا۔ اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے تحدیث نعمت کے طور پر عرض کرتا ہوں اس کے لئے اشتہارات کے مسودات کی تیاری، کتابت، طباعت اور اشاعت کے تمام مراحل بندہ ناچیز سرانجام دیتا تھا اور اس کے اخراجات حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری اور آستانہ عالیہ

Marfat.com

شرقپور شریف کے متوسلین برداشت کرتے تھے۔ایک ایک دن میں چھ چھ اجلاس مختلف مقامات پر منعقد ہوتے ان کے پریس ریلیز کی تیاری اور کارروائی کی خبریں،خبروں کی تیاری اور ان کی اخبارات میں اشاعت بھی میرے ذمہ تھی اور اخبارات میں چھپنے والی خبروں کا ریکارڈ رکھنا بھی میری ڈیوٹی میں شامل تھا حضرت مجدد الف ثانی کانفرنسوں کا سالانہ انعقاد ،ان کے انتظامات ،علماء مشائخ ،دانشوروں ،صحافیوں اور ریسرچ سکالرز سے ان کی رہائش گاہوں پر جا کر وقت لینا یہ بھی میری ذمہ داری میں شامل تھا۔ برکت علی اسلامیہ ہال، پنجاب بھر کے جناح ہالوں اور مختلف ہوٹلوں میں آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین کی راہنمائی کرنا اور ان کو اس کام کی اہمیت اور ضرورت کی ترغیب دینا اور جلسوں کو منظّم طریقے سے منعقد کرنے کے بارے میں صلاح مشورہ دینا بھی میرا کام تھا۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک 28 صفر المظفر کے موقع پر ملک بھر کے انگریزی ،اردو،اور پشتو کے اخبارات میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں پر مغز مقالہ جات کی تیاری و ترسیل اور انہیں شائع کروانا اور ملک بھر کے جرائد و رسائل کا ریکارڈ رکھنا یہ بھی اس عاجز کا کام تھا۔اس کام کو تحریری میدان میں آگے بڑھانے کے لئے اپنے پیر و مرشد حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری، نامور ماہر تعلیم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور عظیم محقق حکیم محمد موسیٰ امرتسری اور دوسرے مخلصین و محبین کے مشوروں سے ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف کے مجدد الف ثانی نمبر کا خاکہ تیار کیا گیا اور یہ خاکہ قلمکار حضرات کو بھجوایا گیا ان کو یاددہانی کے خطوط لکھنا اور مقالات کی وصولی کے بعد ان کی چھان بین ،کتابت ،اور طباعت کا سلسلہ تقریباً آٹھ برس جاری رہا اور ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف کا مجدد الف ثانی نمبر

Marfat.com

جوکہ تین جلدوں اور تقریباً 1162 صفحات پر مشتمل ہے، زیورطبع سے آراستہ ہوا خاکے کے مطابق 15 فی صد کام ہوا اور 85% کام باقی رہ گیا جس کے لئے دنیائے نقشبندیت ومجددیت کے ماہتاب وآفتاب حضرت مسعودملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ جن کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں ہے، ان کی خدمت میں تقریباً30 برس تک بندہ ناچیز عرض کرتا رہا۔ آخرکار اللہ تعالیٰ نے اپنا کرم فرمایا اور انہوں نے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' انسائیکلوپیڈیا پر کام شروع کر دیا اور ماہنامہ نورِ اسلام شرقپور شریف کا یہ مجدد الف ثانی نمبر، جہان امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا، جوکہ 12 جلدوں پر محیط ہے زیورطبع سے آراستہ ہو چکا ہے اور اس کی تین جلدیں انشاء اللہ چند ماہ کے بعد ''باقیاتِ جہانِ امامِ ربانی'' کے نام سے طبع ہو جائیں گی، کا محرک ثابت ہوا۔ اس عظیم الشان انسائیکلوپیڈیا کی سات جلدوں کی تقریب رونمائی کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا۔ 24 اپریل 2005ء کو ایوانِ اقبال ایجرٹن روڈ لاہور میں ایک عظیم الشان اور تاریخی جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ کی راہنمائی اور زیرِ صدارت مفتی اعظم ہند ڈاکٹر مکرم احمد خطیب وامام جامع مسجد فتح پوری دہلی منعقد ہوئی اور اس تاریخی کانفرنس میں ملک کے طول وعرض سے علماء کرام، مشائخ عظام، دینی مدارس کے مہتمم وناظم تعلیمات، پروفیسروں، ممتاز صحافیوں، دانشوروں اور ریسرچ سکالروں نے بھرپور حصہ لیا۔ 18 مارچ 2007ء کو جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا کی مزید 5 جلدوں کی تقریب رونمائی زیرِ صدارت جگر گوشہ مسعودِ ملت حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد ہمدرد سنٹر ہال میں منعقد ہوئی اور یہ شرف بھی

Marfat.com

شیر ربانی اسلامک سنٹر، اراکینِ مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے تعاون سے بھی اس عاجز کے حصہ میں آیا۔ جہاں امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس میں پڑھے جانے والے تحقیقی وعلمی مقالات جنوری 2006ء میں ''ارمغانِ امام ربانی'' کے نام سے اور اس کانفرنس کا ''پس منظر اور پیش منظر'' بھی زیورطبع سے آراستہ ہوکر اندرون ملک اور بیرون ملک لائبریریوں کی زینت بن چکا ہے اور 18 مارچ 2008ء کی جہاں امام ربانی کانفرنس میں پڑھے جانے والے علمی اور تحقیقی مقالات بھی انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ''فکرِامام ربّانی'' کے نام سے طبع ہو جائیں گے۔

سوال: شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے؟ کیا صوفی اور مولوی الگ الگ شخصیات کا نام ہے؟

جواب: شریعت کے تین جزو ہیں (۱) علم (۲) عمل (۳) اخلاص اور طریقت شریعت کے تیسرے جزو کی ممدومعاون ہے۔ طریقت، حقیقت اور معرفت شریعت کی خادم ہیں اور شریعت کی پابندی کے بغیر طریقت وحقیقت ومعرفت کا حصول ناممکن ہے۔ بعض لوگ جن کا خیال یہ ہے کہ طریقت اور چیز ہے حقیقت اور چیز ہے اور معرفت اور چیز ہے وہ مسلمانوں میں سوائے گمراہی پھیلانے کے اور کوئی خدمت سرانجام نہیں دے رہے کیونکہ سنت وشریعت کی پابندی ذریعہ نجات اور اللہ کے قرب کا بہترین وسیلہ ہے اس اعتبار سے شریعت اور طریقت علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ لازم وملزوم ہیں۔

سوال: آپ ادارہ شیر ربانی کے بانی وصدر ہیں، اس ادارے کے متعلق کچھ کہنا پسند فرمائیں گے؟

Marfat.com

جواب: شیر ربانی اسلامک سنٹر برصغیر پاک وہند کے عظیم روحانی پیشوا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے سرخیل حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے نقیب ووارث اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا رہائے نمایاں کو زندہ وتابندہ رکھنے کے لئے جامع مسجد قادریہ شیر ربانی 21۔ایکڑ سکیم نیو مزنگ سمن آباد لاہور میں جنوری 2000ء سے قائم کیا گیا۔ اعلیٰ حضرت شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاجِ تعارف نہیں۔ سنت اور شریعت کی پابندی کے لحاظ سے ہر مکتبہ فکر نے آپ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے اپنے تو اپنے غیروں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی شریعت اور سنت کو اگر انسانی شکل میں دیکھنا ہو تو حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا اخلاق وکردار اور آپ کا عمل اس کا نمونہ ہے۔

1۔ اس سنٹر کے قائم کرنے کا مقصد باعثِ تخلیق کائنات، فخرِ موجودات حضور پُر نور شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی سیرت وتعلیمات، اسوہ حسنہ، کردار واخلاق اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کو دور جدید کے تقاضوں کے مطابق اخبارات ورسائل، ریڈیو ٹی وی، آڈیو ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز اور محافل کے ذریعہ سے لوگوں تک پہنچانا ہے۔

2۔ قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ اور عربی کی تعلیم کو فروغ دینا۔

3۔ محفل ذکر کے ذریعہ سے روحانی بالیدگی اور درسِ قرآن کی صورت میں روزمرہ زندگی کے مسائل کے حل سے نوجوان نسل کو روشناس کرانا۔

4۔ قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنا۔

5۔ محفل میلاد النبی ﷺ، محفل گیارہویں شریف، اور اولیاء اللہ کے اعراس کو غیر

Marfat.com

شرعی رسوم ورواج سے پاک کرنا اور ان کو تبلیغ کا ذریعہ بنانا۔

6۔ محافل کو با مقصد بنانے کے لئے عنوانات کا تعین، مقررین اور مقالہ نگاروں کو پرمغز، تحقیقی تقاریر اور مقالہ جات مرتب کرنے کی ترغیب و درخواست پیش کرنا۔

7۔ مجددِ ہزارہ دوم حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات، عقائد و نظریات، کارہائے نمایاں اور دینی وملی اور قومی خدمات کو اجاگر کرنا۔

8۔ حفظ و ناظرہ کی تعلیم سے بچوں کو آراستہ کرنا۔

مندرجہ بالا مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جامع مسجد شیر ربانی کی تعمیر ارچ 1988ء میں شروع کی گئی اور اس میں ہفت روزہ محفل ذکر کو اب 21 سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور ہفت روزہ درسِ قرآن تقریباً 18 برس سے جاری وساری ہے اور ماہانہ محفلِ میلاد کو تقریباً 209 مہینے گذر چکے ہیں۔ جبکہ ان ہفت روزہ محافل میں تسلسل ہے اور کسی قسم کا کوئی ناغہ نہیں ہے۔ یہ محافل وقتِ مقررہ پر شروع اور ختم ہوتی ہیں اور محفلِ میلاد میں خواتین کی تعلیم وتربیت اور شمولیت کے لئے باپردہ اہتمام کیا جاتا ہے محفل میلاد میں جید علماء مقررین، دانشوروں اور ریسرچ سکالروں کو باقاعدہ دعوت دی جاتی ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں دین حقہ اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت کے لئے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق عنوانات دیئے جاتے ہیں اور مقررین باقاعدہ تیاری کے ساتھ تقاریر فرماتے ہیں اور ان محافل میں غیر شرعی رسومات سے بچنے کے لئے حاضرین کی تربیت ورہنمائی کی جاتی ہے اس طرح سے ان محافل میں شمولیت کرنے والے سنت اور شریعت کی پابندی کی راہنمائی اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر عمل اور شرک وبدعات کی

Marfat.com

لعنت سے محفوظ ہونے اور بچنے کا درس دیا جاتا ہے۔

شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام سہ ماہی، شش ماہی اور سالانہ تقریبات کا انعقاد بھی عمل میں لایا جاتا ہے۔ مختلف مساجد، ہوٹلوں اور ہمدرد سنٹر اور ایوانِ اقبال جیسے وسیع وعریض ہالوں میں ان تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اور یہ محافل تقریباً 32 سال سے حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام انعقاد پذیر ہورہی ہیں اور ان محافل کی آڈیو ویڈیو کیسٹس اور سی ڈیز تیار ہوتی ہیں جو کہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک اہل اسلام کی رہنمائی کا کام دیتی ہیں۔

قرآن حکیم کی تفسیر، علم حدیث، فقہ اور عربی تعلیم کے فروغ کے لئے جنوری 2000ء میں سنٹر کے تحت جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی کی بنیاد رکھی گئی اور ان علوم کو پڑھانے کے لئے علمِ قدیم اور جدید کے ماہرین کی خدمات حاصل کی گئیں اور اس جامعہ میں تفسیرِ قرآن، علم حدیث، اور فقہ وعربی ادب کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے شیر ربانی اسلامک سنٹر کے تحت شیر ربانی پبلیکشنز کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس میں تقریباً 35 کتب، مقالات شائع کئے گئے ہیں ان کتابوں میں جو اس سنٹر کے زیر اہتمام شائع کی گئی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) جہانِ امام ربانی، قومی کانفرنس منعقدہ 24 اپریل 2005ء کا پس منظر اور پیش منظر، (۲) مجددِ دوراں (حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)، (۳) مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے سلاطین کی ارادت وعقیدت، (۴) توحید اور شرک، (۵) حالات ومقامات حضرت مجدد الف ثانی، (۶) حضرت امام اعظمؒ مجدد الف ثانیؒ کی نظر میں، (۷) سی وسہ آیات، (۸) مولانا اسماعیل دہلوی اور تقویت

Marfat.com

الایمان، (۹) نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (چھوٹی)، (۱۰) نبی رحمت ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز (بڑی)، (۱۱) حسن الاعتقاد فی ذکر المیلاد مع تحقیق البدعۃ، (۱۲) محافل میلاد النبی ﷺ علامہ اقبال کی نظر میں، (۱۳) نماز کی اہمیت اور ضروری مسائل، (۱۴) عید میلاد النبی ﷺ قرآن وسنت کی روشنی میں، (۱۵) نظام مصطفےٰ ﷺ اور ہماری زندگی، (۱۶) دور حاضر میں عشقِ رسول ﷺ کے تقاضے، (۱۷) حضرت مجدد الف ثانی کی دینی وملی خدمات، (۱۸) محافل میلاد النبی ﷺ اور دینی تقریبات کے فروغ کیلئے چند ضروری گذارشات، (۱۹) حضرت شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام، (۲۰) رہنمائے حج و زیارات، (۲۱) شجرہ طیبہ مع معمولات نقشبندیہ مجددیہ، (۲۲) منبع انوار، (۲۳) جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ایک تنظیم، ایک ادارہ، (۲۴) تائید اہل سنت، (۲۵) مختصر سوانح حیات شیخ الاسلام حضرت ابوالحسن زید فاروقی مجددی دہلوی، (۲۶) عصر حاضر میں تبلیغِ دین کے تقاضے، (۲۷) طلبہ کی قلمی کاوشیں، (۲۸) کنز الہدایات فی کشف الدرایات والنہایات، (۲۹) تجہیز و تکفین، (۳۰) تقسیم وراثت، (۳۱) افکار حضرت مجدد الف ثانی اور عصر حاضر، (۳۲) اورادِ فتحیہ مع دعائے رقاب، (۳۳) اثبات النبوۃ، (۳۴) ارمغانِ امام ربانی۔

اس کے علاوہ شیر ربانی اسلامک سنٹر کے زیر اہتمام شیر ربانی لائبریری اور مکتبہ شیر ربانی بھی کام کر رہے ہیں۔ ممتاز عالم دین مفکر و محقق مسعودِ ملت حضرت علامہ ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد سرپرست امام ربانی فاؤنڈیشن و ادارہ مسعودیہ کراچی کی زیر سرپرستی 12 جلدوں پر مشتمل جہانِ امامِ ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلوپیڈیا مرتب ہوا جس کی سات جلدوں کی تقریب رونمائی ایوانِ اقبال ایجرٹن روڈ لاہور میں 24 اپریل 2005ء

Marfat.com

کو انعقاد پذیر ہوئی جس کی صدارت مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد مکرم احمد نبیرہ مفتی اعظم ہند شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی نے فرمائی جس میں پاکستان کے طول وعرض، انڈیا ،افغانستان سے علماء ومشائخ محققین، دانشوروں، نامور صحافیوں اور ریسرچ سکالروں نے سینکڑوں کی تعداد میں شمولیت فرمائی اور ان میں سے تقریباً 19 حضرات نے اپنے پر مغز علمی اور تحقیقی مقالہ جات پیش کئے اور ان مقالہ جات کو ''ارمغانِ امام ربانی'' کے نام سے زیر اہتمام شیر ربانی پبلیکیشنز شائع کیا گیا۔ یہ تاریخی کانفرنس تقریباً 6 گھنٹے جاری رہی اور اس میں تقریباً اخباری رپورٹ کے مطابق 6500 سامعین نے شمولیت کی اور ہر آنے والا شخص اس کے انتظام وانصرام سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی مزید 5 جلدوں کے زیور طبع سے آراستہ ہونے کی تکمیل پر ہمدرد سنٹر ہال لٹن روڈ لاہور میں 18 مارچ 2007ء کو جہانِ امام ربانی کانفرنس زیر صدارت جگر گوشہ مسعود ملت حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد منعقد ہوئی۔ اور اس کا اہتمام بھی اراکین حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی اور اراکین شیر ربانی اسلامک سنٹر نے کیا اس کانفرنس میں بھی ملک کے طول وعرض سے لوگوں نے شمولیت فرمائی ۔جن میں سے حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد، حضرت مولانا جاوید اقبال مظہری اور معراج الدین مسعودی کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔ جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی انسائیکلو پیڈیا کی اشاعت اور جہانِ امام ربانی مجدد الف ثانی قومی کانفرنس کے انعقاد کے بعد یہ تحریک حضرت مسعودِ ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد اراکینِ مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربانی اسلامک سنٹر لاہور اور امام ربانی فاؤنڈیشن کراچی اور ادارہ مسعودیہ کی کوششوں اور کاوشوں سے بین الاقوامی سطح پر پہنچ گئی اور حضرت مسعود ملت

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کے زیر اہتمام کراچی میں جہانِ امام ربانی کانفرنس کیمونٹی ہال میں منعقد ہونے لگی اور بندۂ ناچیز (صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی خلیفۂ مجاز فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف، صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی و ناظمِ اعلیٰ شیر ربانی اسلامک سنٹر) کے زیر اہتمام لاہور میں تقریباً 32 سال سے ان کانفرنسوں کا انعقاد عمل میں لایا جا رہا ہے۔علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ انڈیا میں بھی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر سیمینار ہوئے جن میں پڑھے جانے والے انگریزی مقالات کو Contribution of Sheikh Ahmad Sirhindi to Islamic Thought کے نام سے انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ نے 2005ء میں شائع کئے ہیں جامع مسجد فتح پوری دہلی میں ڈاکٹر مفتی مکرم احمد شاہی امام وخطیب کے زیر اہتمام دہلی (انڈیا) میں عظیم الشان کانفرنس 2006ء سے شروع ہوئی اور اب دوسرے اسلامی ممالک کے لوگ ایسی کانفرنسیں منعقد کرنے کی کوششیں کر رہے ہیں۔اس طرح عقائد اور مسلک اہل سنت و جماعت کو پوری دنیا میں تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روشنی میں عام کرنے کی سعی بلیغ کی جا رہی ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضلِ عمیم سے حضور نبی پاک ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے قرآن وسنت کی تعلیمات کو دنیا بھر میں عام کرے اور فیضانِ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، سے اہل اسلام کو بالعموم اور متوسلین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو بالخصوص فیضیاب ہونے اور ان کی ترویج واشاعت کو قومی اور بین الاقوامی سطح پر عام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

Marfat.com

علالت تا رحلت

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

سیدی و مرشدی پیر طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جن کے خمیر میں دین مصطفےٰ ﷺ کی محبت شامل تھی۔ چنانچہ مہد سے لحد تک کا مقدس سفر اسی محبت کے تقاضوں کی تکمیل میں صرف ہوا۔ آپ ۱۹۴۴ء میں سیالکوٹ کی تحصیل پسرور کے معروف قصبہ ''چھور'' میں پیدا ہوئے۔ آپ کی طبع میں اعمال صالحہ کی طرف رجحان اوائل عمری سے ہی تھا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی بھی آپ کا خاصہ تھا۔ امور خیر کی انجام دہی آپ کیلئے خاص قسم کی روحانی تسکین کا باعث ہوتی۔ قرآن حکیم کی تلاوت اور تہجد کی ادائیگی آپ کی پسندیدہ عبادات میں سے تھا۔ مساجد اور مزارات اولیاء آپ کے قیام گاہ میں سے ہوتے تھے۔ آپ نے میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول نارووال سے کیا اور مزید تعلیم کیلئے بوریوالہ میں مقیم اپنے تایا جان کے پاس تشریف لے گئے اور گریجوایشن تک تعلیم وہیں سے مکمل کی۔ اپنے محبوب تایا جان چوہدری محمد ابراہیم کاہلوں کے ہاں اس عرصہ قیام میں آپ اکثر حضرت دیوان چاولی مشائخ جو کہ ضلع بوریوالہ کے نواحی گاؤں میں موجود ہے جا کر مراقب رہتے اور روحانی پیاس کا مداوا فرماتے۔ بزرگانِ دین سے محبت ہی آپ کی پہچان بن گئی۔ آپ کا ظاہر باطن شروع سے ہی شریعت محمدی ﷺ سے مزین تھا جس کی وجہ سے آپ پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہم الرحمۃ سے خاص عقیدت اور

Marfat.com

محبت جاگزیں کرگئی اور یہ تعلق دیوانگی کی صورت اختیار کر گیا۔بس عاشق امام ربّانی و شیر ربّانی بالآخر آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے منسلک ہوئے اور حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے دست حق پرست پر بیعت کی ۔بوریوالہ قیام کے دوران ہی آپ پر یہ واضح ہو گیا تھا کہ آپ چوہدری نہیں بلکہ اللہ والے ہیں اور خداوند قدوس نے آپ سے دین کے بڑے بڑے محاذوں پر کام لینا ہے۔

چنانچہ دنیا کی ظاہری متاع کو ٹھکرا کر ایک بستر کے ساتھ شہر لاہور میں تشریف لائے اور ارادہ کیا کہ پیر خانے کے نزدیک رہ کر حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد علیہما الرحمۃ کی تعلیمات کو پھیلایا جائے اور مشن کو آگے بڑھایا جائے ۔یہ متوکلانہ انداز آمد ہی آپ کے اخلاص کی دلیل تھی ۔ایک طرف چوہدراہٹ تھی اور ایک طرف خدمت دین تھی ۔آپ نے خدمت دین کو مقدم رکھا اور آستانہ عالیہ کی خدمت میں اپنی ساری توانائیاں صرف کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے بے لوث خدمت کا ایسا سنہری باب شروع ہوا جو ہر خدمت گار کے لئے مشعلِ راہ بن گیا آپ نے اہل و عیال کی کفالت کے لئے پنجاب لوکل گورنمنٹ میں ملازمت اختیار کی ذریعہ معاش کی سنت کے ساتھ دین کی خدمت ہی آپ کا معمول تھا۔اس دوران جب کہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے اشاعتی کام کی بھاری ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر تھیں جن میں امام اعظم نمبر، مجدد الف ثانی نمبر وغیرہ جیسے بڑے بڑے نمبر بھی شامل تھے اس دوران آپ ایک جان لیوا بیماری خون کے سرطان (Blood Cancer) میں مبتلاء ہو گئے ۔چونکہ آپ انگریزی علاج کو چوتھے درجے کا علاج قرار دیتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ پہلے نمبر پر قرآن کا علاج ہے دوسرے نمبر پر حکمت کا علاج ہے تیسرے

Marfat.com

نمبر پر ہومیو پیتھک اور چوتھے نمبر پر ایلو پیتھک کا علاج آتا ہے۔ چنانچہ آپ نے قرآنی علاج کے ساتھ ساتھ حکمت کو اس مہلک بیماری کے علاج کے لئے بہتر سمجھا اور ایک انتہائی فاضل حکیم جناب حکیم غازی سلطان صاحب کے زیر علاج رہے اس کے علاوہ حکیم محمد اشرف اور حکیم محمد موسی امرتسری سے بھی مشاورت رہتی۔ جناب حکیم غازی سلطان صاحب کا علاج انتہائی سخت مرحلہ تھا کیونکہ انکی ادویات کے استعمال، سے اس قدر خون اور فاضل مادے خارج ہوتے تھے کہ جسم گھنٹوں تک بے جان رہتا۔ آپ ان ادویات کا استعمال اکثر اس وقت فرماتے تھے جب اہل وعیال سو جاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ان ادویات کے استعمال سے کافی مقدار میں خون کا اخراج ہوتا۔ یہ سلسلہ علاج تقریبا چار سال تک جاری رہا جو ایک انتہائی کٹھن اور مشکل ترین مرحلہ تھا۔ آپ کے معالج نے کھانے پینے میں کچھ مستقل پرہیز بتائے جن پر آپ تادم آخر کار بند رہے سب سے بڑی بات یہ تھی کہ اس جان لیوا بیماری کے علاج میں آپ نے نہ دفتر کے کام میں حرج ہونے دیا اور نہ ہی آستانہ عالیہ میں ہونے والے دینی امور کی انجام دہی میں کوئی کوتاہی کی۔

علالت تا رحلت

یہاں خاص طور پر تذکرہ اس علالت کا کرنا مقصود ہے جو آپ کی ظاہری حیات پاک تک شریک سفر رہی۔ ویسے تو ظاہری طور پر اس علالت کے بہت سے اسباب ہیں جن میں کچھ کا ذکر یہاں مناسب نہیں۔ ان اسباب میں مجدد عصر، مسعود ملت، ماہر رضویات و مجددیات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کا زخم تھا۔ آپ کا

Marfat.com

وصال ۲۸ اپریل ۲۰۰۸ء کو کراچی میں بوجہ علالت ہوا۔ ان کی رحلت کی خبر سنتے ہی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ذہنی اور بدنی کیفیت میں نمایاں تبدیلیاں آنے لگیں آپ فرماتے تھے کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب اہل اسلام بالخصوص اہل سنت و جماعت کے بہت بڑے محسن تھے اور ان کا سایہ ہمارے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے تھا۔ بس غم کی اس کیفیت پر وہ قابو نہ پا سکے اور ہر لمحہ انہیں یاد کر کے آب دیدہ رہتے۔ اکثر فرماتے کہ اتنا بڑا اسکالر اب کہیں نظر نہیں آتا۔ اتنی شفقت کرنے والا بزرگ اب کہیں نظر نہیں آتا۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ تنہائی کا شکار ہو گئے ہیں۔ لیکن یہاں یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دو بزرگ جہاں اور دینی محاذوں پر کام کرنے کے لئے مأمور تھے وہاں سب سے بڑا محاذ اور مشن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے برسوں سے تشنہ کام کی تکمیل تھا۔ جو پچھلے سالوں میں ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا کی شکل میں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکا ہے۔ الغرض صوفی صاحب جدائی کے غم کے متحمل نہ ہو سکے اور مختلف بیماریوں میں بتدریج مبتلاء ہوتے گئے۔ جن میں سب سے پہلے آپ شوگر کی بیماری میں مبتلاء ہوئے پہلی مرتبہ ٹیسٹ کرانے پر آپ کا شوگر لیول 400 سے بھی زیادہ ریکارڈ ہوا جس سے تشویش لاحق ہوئی۔ اس بیماری (شوگر) کیلئے پیر غازی روڈ نزد اچھرہ ایک بزرگ حکیم کے زیر علاج رہے۔ یہاں جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور کے بالمقابل آپ کے مرید جناب ملک نعیم الدین صاحب شوگر چیک کرنے کے خاص آلہ سے آپ کی شوگر چیک کرتے رہتے تھے۔ چند ہفتوں میں شوگر لیول کافی بہتر ہو گیا لیکن آپ اکثر کندھوں اور پاؤں مبارک میں شدید درد کی شکایت کا اظہار فرماتے تھے۔ آپ حتی الامکان کوشش کرتے تھے کہ پرہیز اور موزوں غذا سے

Marfat.com

علاج کیا جائے اور ادویات سے جس قدر ہو اجتناب کیا جائے۔ اس دوران پیر غازی روڈ والے حکیم صاحب برضائے الٰہی جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ حضرت صوفی صاحب نے نسبت روڈ پر واقع دہلوی دواخانہ کے معروف حکیم، حکیم محمد اشفاق صاحب کے پاس مذکورہ اعصابی تکلیف کے علاج کیلئے تشریف لے گئے۔ حکیم محمد اشفاق صاحب سے آپ پچھلے کئی برسوں میں علاج کے سلسلہ میں منسلک رہے۔ اس مرتبہ علاج کارگر نہ ہوا۔ حکیم صاحب کے مطابق حضرت صوفی صاحب کا جگر کافی حد تک متأثر ہو چکا تھا۔ چنانچہ علاج کا سلسلہ چلتا رہا۔

کیونکہ دینی معاملات اس قدر زیادہ تھے اور اتنے شعبۂ جات کا سنبھالنا بھی ایک محنت طلب کام ہوتا تھا۔ اس وجہ سے آرام کے معاملے میں اطباء کے مشوروں پر خاطر خواہ عمل نہ ہوسکا جس سے ادویات کے خاطر خواہ نتائج مفقود ہوتے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر اس بات کا بھی ذکر فرماتے تھے کہ الحمدللہ تمام دینی امور اپنی روٹین میں چل رہے ہیں۔ بس دعا کریں کہ صاحبزادہ جنید کی شادی کا سلسلہ ہو جائے تو اس ذمہ داری سے سبک دوش ہو جاؤں۔

چند روز بعد صاحبزادہ جنید سرور کے رشتہ طے ہونے کی خوشخبری ملی اور عید الفطر کے فوراً بعد ۱۲ اکتوبر ۲۰۰۸ء شادی کی تاریخ طے پائی۔ آپ کی تکلیف بدستور رہی لیکن اس میں قدرے بہتری ہوگئی۔ ماہ رمضان المبارک خیریت سے گزر گیا لیکن آخری ایام میں بخار کی شکایت رہنے لگی۔ بہر حال عید الفطر کی نماز بھی بخار کی حالت میں پڑھائی اسی طرح عید کے ایام گزر گئے۔ ایک ہفتے کے بعد صاحبزادہ جنید صاحب کی شادی کا سلسلہ شروع ہونا تھا۔ خدا کی طرف سے آپ کو صحت ہوئی۔ الحمدللہ شادی کا سلسلہ خیر و

Marfat.com

عافیت سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔ لیکن ولیمہ کی تقریب گزرتے ہی پھر ایک دم بہت تیز بخار ہوا جو ایک ہفتہ تک رہا۔ کھانے پینے کی طرف رغبت کم ہونے لگی اور دیکھتے دیکھتے جسم میں واضح طور پر کمزوری محسوس ہونے لگی اور وزن بھی کم ہوتا چلا گیا۔

آپ کے جگر گوشہ صاحبزادہ جنید صاحب کے اصرار اور خواہش پر آپ علیہ الرحمۃ ان کے سسرالیوں کی طرف سے دی گئی دعوت پر سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ چونکہ وہ آپ کا آبائی علاقہ تھا اور میٹرک آپ نے گورنمنٹ ہائی سکول نارووال سے کیا تھا۔ چنانچہ اپنے عزیز واقربا سے بھی ملاقات کی کسی کو کیا معلوم تھا کہ یہ آخری ملاقات بھی ہوسکتی ہے۔ اس سفر کیلئے ہمارے پیر بھائی جناب عرفان فضل صاحب نے صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کیلئے آرام دہ سواری مع ڈرائیور انتظام کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ایک آدھ دن قیام کے بعد آپ فیملی کے ساتھ فیصل آباد تشریف لے آئے جہاں آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی رہتی ہے۔ یہاں بھی ایک آدھ دن قیام کے بعد آپ نے صاحبزادہ جنید صاحب کو واپس لاہور بھیج دیا اور خود بوریوالہ تشریف لے گئے۔ کیونکہ آپ کو شروع سے ہی حضرت دیوان چاولی مشائخ علیہ الرحمۃ سے خاص لگاؤ تھا آپ کالج کے زمانہ میں اکثر و بیشتر انکی درگاہ پر حاضری دیا کرتے تھے اور روحانی تسکین حاصل کرتے تھے۔ چنانچہ آپ علیہ الرحمۃ اپنے پھوپھی زاد بھائی جناب محمد ندیم کاہلوں کے ہاں تشریف لے گئے جو حضرت دیوان صاحب کے قریب ہی گاؤں میں رہتے ہیں اور زمیندارہ کرتے ہیں۔ اگرچہ آپ کے تایا زاد بوریوالہ میں قیام پزیر تھے لیکن حقیقت میں کچھ وقت علیحدگی میں حضرت دیوان صاحب کے حضور گزارنا چاہتے تھے۔ وہاں سے آپ اکثر فقیر اور دیگر مریدین کے ساتھ رابطہ فرماتے اور حال احوال

Marfat.com

دریافت فرماتے ۔اور سب دوستوں کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار فرماتے ۔ایک روز حضرت دیوان صاحب حاضری کے بعد جناب چوہدری ندیم کاہلوں صاحب نے مشورہ دیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہاں ایک معالج سے مشورہ کرلیا جائے ۔اس پر حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نے اجازت عطا فرمائی۔ جب فاضل حکیم صاحب سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ وہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے بھتیجے ہیں جس سے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کو دلی راحت ہوئی ۔ چنانچہ ایک ہفتے کی ادویات لے کر آپ لاہور تشریف لے آئے ۔کچھ افاقہ ہوا جس کی بنا پر آپ نے بذریعہ ٹی سی ایس (TCS) مزید ادویات منگوائیں اور ایک مرتبہ دوبارہ چیک اپ کراوانے کیلئے بوریوالہ تشریف لے گئے ۔ادویات کا برابر استعمال کرنے کے باوجود صحت میں کوئی نمایاں تبدیلی نہ ہوئی جس سے تشویش بڑھتی گئی ۔دسمبر ۲۰۰۸ء میں ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر جب کہ ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب تقریر کیلئے جامع مسجد قادریہ میں تشریف لائے تھے ۔اس موقع پر آپ کے نہایت عقیدت مند مرید جناب ڈاکٹر ناصر اقبال صاحب جو عرصہ دراز سے ۲۱۔ ایکڑ سکیم میں رہائش پزیر ہیں اور آپ کے اجداد حضرت کرمانوالا سرکار کے بڑے عقیدت مندوں میں سے تھے، اس ماہانہ محفل میلاد میں حاضر ہوئے اور حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی حالت کو ملاحظہ کیا تو فکر مند ہو گئے اور محفل کے اختتام پر صوفی صاحب علیہ الرحمۃ سے مکمل میڈیکل چیک اپ کی درخواست کی ۔ چونکہ اس دوران آپ علیہ الرحمۃ کا رابطہ اپنے بہت پرانے معالج جن کا ذکر پیچھے ہوا ہے یعنی حکیم غازی سلطان صاحب سے ہو گیا تھا اس ۔ لئے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نے ڈاکٹر ناصر اقبال صاحب سے کچھ ٹائم لے لیا۔ حضرت صوفی صاحب طبعاً ایلوپیتھی علاج کو

Marfat.com

پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے زیادہ خواہش یہی تھی کہ وہی حکیم صاحب ان کا علاج کر دیں تو بہتری ہو سکتی ہے۔ چنانچہ جناب حکیم غازی سلطان صاحب سے رابطہ ہوا اور علاج کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ایک ماہ تک یہ سلسلہ جاری رہا لیکن کمزوری تھی کہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہی تھی چنانچہ ایک روز صبح کے وقت جب کہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ کے مرید جناب ڈاکٹر محمد احسن اظہر صاحب کے والد گرامی جناب اظہر صاحب آپ علیہ الرحمۃ کی خدمت میں عیادت کیلئے حاضر ہوئے اور آپ کی حالت دیکھ کر فکر مند ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ آپ اپنا میڈیکل چیک اپ ضرور کروائیں اور جب تک آپ آمادہ نہ ہونگے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ ہماری سب کی خواہش بھی تھی کہ قبلہ اس بات پر آمادہ ہوں۔ بالآخر حضرت صوفی صاحب اس بات پر آمادہ ہو گئے چنانچہ آپ کو شادمان لاہور کے معروف ہسپتال ''فاطمہ میموریل ہسپتال'' لے جایا گیا جہاں جناب ڈاکٹر ناصر اقبال صاحب نے اپنی زیرِ نگرانی بہت قلیل وقت میں تمام ٹیسٹ کروالئے رپورٹس ملنے پر معلوم ہوا کے آپ بہت سی پیچیدہ بیماریوں میں مبتلاء ہیں جن میں جگر کا فنکشن کافی حد تک متاثر ہو چکا تھا اس کے علاوہ خون میں سفید خلیے کی مقدار تشویش ناک حد تک کم ہو چکی تھی۔ کیلشم اور پوٹاشیم کی مقدار بھی کافی کم ہو چکی تھی۔ ان رپورٹس کی روشنی میں ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ آپ کو فوری داخل کر کے علاج شروع کیا جائے۔ چنانچہ اگلے روز آپ کو انتہائی نگہداشت وارڈ میں داخل کر لیا گیا جہاں لمحہ لمحہ آپ کے مبارک بدن میں ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر حضرات بڑی لگن سے آپ علیہ الرحمۃ کے علاج کو سعادت سمجھتے ہوئے خدمات سرانجام دیتے رہے۔ خون کے سفید خلیوں کی کمی کو پورا کرنے کیلئے آپ کے مریدین جان دل

Marfat.com

سے حاضر تھے۔ اس موقع بہت سے خوش نصیبوں کو خون کا نذرانہ پیش کرنے کا موقع ملا۔

حضرت صوفی کی خدمت ویسے تو بہت سے عقیدت مندوں کے حصے میں آئی ان میں قبلہ پروفیسر راغب الیاس شاہ صاحب کو بالخصوص حضرت کی علالت کے دوران اپنے گھر لے جا کر خدمت کا موقع ملتا رہا۔ اس کے علاوہ ہسپتال میں بھی برابر حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمہ کیلئے اپنے گھر کا کھانا لانے کا شرف حاصل ہوتا رہا جسے آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی رغبت سے تناول فرماتے۔ جناب خواجہ عمر فیاض نے بھی ہر طرح سے خدمت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے علاوہ جناب محمد عمران اقبال، جناب محمد کامران اقبال، محمد عامر اور بہت سے مریدین کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ علاج جاری تھا اور کمزوری کے باعث حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کم ہی گفتگو فرماتے تھے۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو مسجد، نماز جمعۃ المبارک اور سالانہ مجدد الف ثانی کانفرنس کے بارے میں ضرور پوچھتے۔ ان شدید ایام علالت میں جبکہ ایک طرف ''امام ربانی کانفرنس'' ۲۰۰۹ء کی تیاریاں بھی مختلف مراحل میں تھیں ڈاکٹروں نے ہمیں اس بات سے آگاہ کیا کہ کانفرنس میں آپ کی شرکت بہت مشکل ہے کیونکہ آپ کو یورین بیگ (Urin Bag) لگا ہوا تھا اس کے علاوہ بے حد کمزوری تھی مگر حضرت صوفی صاحب کانفرنس میں جانے کے لئے بے قرار تھے۔ تقریباً اٹھارہ دن تک ICU میں زیرِ علاج رہنے کے بعد آپ کو کمرے میں منتقل کر دیا گیا۔ اس دوران حکیم غازی سلطان صاحب سے بھی برابر رابطہ رہا۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کے مطابق آپ ہڈیوں کے سرطان میں مبتلاء ہو چکے تھے۔

اب جبکہ آپ قدرے بہتر ہوئے اور ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' جو کہ ۲۲

Marfat.com

فروری ۲۰۰۹ء کو منعقد ہونا تھی۔ آپ کو اس سے دو روز قبل ۲۰ فروری ۲۰۰۹ء بروز جمعۃ المبارک کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ یہ آپ کا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے عشق اور قوت ارادی تھی کہ ہر کوئی اس بات پر حیران تھا کہ دنوں میں آپ کو اس قدر صحت ہوئی کہ آپ کانفرنس میں جانے کے قابل ہو گئے۔ دو دنوں کے بعد اتوار کے روز ہمدرد مرکز میں کانفرنس منعقد ہوئی آپ اپنی قیام گاہ سے کانفرنس ہال میں تشریف لائے۔ یہ منظر دیدنی تھا اور شرکاء مجلس کیلئے عجب تھا کہ قبلہ اس قدر تکلیف کے باوجود بنفس نفیس پروگرام میں تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت صوفی صاحب نے پورے پروگرام کو سماعت فرمایا اور آخر تک تشریف فرما رہے۔ ہم یہ معاملہ کبھی نہیں بھول سکتے اور کہا جائے تو عاشقِ مجدد الف ثانی نے قیامت تک کے لئے تاریخ رقم کروادی کہ عشق بازی جیت جاتا ہے۔ کانفرنس کی شاندار کامیابی پر آپ انتہائی پر مسرت تھے۔ گھر میں بھی کانفرنس کی سی ڈی دیکھتے رہتے اور خوشی کا اظہار فرماتے ۔طبیعت میں بہتری آنے لگی کانفرنس کے چند روز بعد راقم الحروف سعودی عرب چلا گیا۔ اس دوران لمحہ لمحہ کی صورتحال جاننے کے لئے فون پر رابطہ رہتا۔ آپ کے پھوپھی زاد جناب محمد وسیم کاہلوں بوریوالہ سے آپ کی خدمت کے لئے تشریف لائے تھے۔ فون پر جب آپ سے بات ہوتی تو فرماتے اب میں پورے گھر کا چکر لگا رہا ہوں اور کافی بہتر ہوں۔ آپ اکثر یہ پوچھتے کہ ناظم تم کب واپس آؤ گے۔ اس قدر محبت فرماتے کہ دل تڑپ اٹھتا۔ حرمین شریفین سے حاضری کے بعد جب ۲۵ مارچ ۲۰۰۹ء کو واپس پاکستان آیا تو ائیر پورٹ سے سیدھا آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ بس ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ آپ بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں لیکن کہہ نہیں پا رہے نہ جانے کیا معاملہ تھا۔ ایک دو دن کے بعد جمعۃ

Marfat.com

المبارک کے روز آپ کی طبیعت پھر بہت خراب ہوگئی اور اسہال کی شکایت بڑھ گئی۔ اس قدر کمزوری ہوگئی کہ بولنا بھی مشکل ہوگیا۔ چونکہ لمحہ لمحہ کی صورتحال سے حکیم سلطان صاحب کو آگاہ کیا جارہا تھا اور آپ کے مشورہ سے ہی علاج کیا جارہا تھا۔ اس دوران ۶۔ اپریل ۲۰۰۹ کو جبکہ جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی میں ماہانہ محفل میلاد کے موقع پر سالانہ جلسہ تقسیم اسناد کے انعقاد کی تیاریاں ہورہی تھیں۔ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور فرمایا کہ کتنی مٹھائی ہونی چاہیے کتنے جوڑے کپڑوں کے ہونے چاہیں اس طرح باتیں ہوتی رہیں۔ آپ جلسہ میں شرکت کا ارادہ رکھتے تھے لیکن موقع پر اس قدر طبیعت ناساز ہوگئی اور اسہال کہ وجہ سے کمزوری شدید ہوتی گئی کہ جلسہ میں تشریف نہ لا سکے۔ ۹۔ اپریل ۲۰۰۹ء بروز جمعرات جب کہ کمزروی کی وجہ سے گفتگو کرنا چھوڑ گئے تھے گھر میں ہی گلوکوز بذریعہ ڈرپ دیا جارہا تھا عصر کی اذانیں ہوئیں آپ خاموش اپنے بستر پر لیٹے سانسیں لے رہے تھے آپ کے قریب قدمین میں امید لگائے بیٹھے کہ ابھی گلوکوز کی مقدار پوری ہونے پر آپ دوبارہ بہتری کی طرف آئیں گے مگر ہمیں اس بات کی خبر تک نہ ہوئی کہ کس وقت آپ کی روح جسم اقدس سے جدا ہوئی دل کو کھینچ پڑی کہ اٹھو تمہارا محبوب مرشد کہیں .... آہ....... بس کیا تھا کائنات ہی بدل گئی۔ ہمیں سہارا دینے والا کریم مرشد ہم سے پردہ کرگیا ۔

تیری جدائی کی داستان سے پھٹ نہ جائے دل کہیں
سمندر میرے اشک کا تھامے نہ تھم سکے کہیں

Marfat.com

مجھے اس بات کو کہنے میں کوئی باک نہیں کہ ہمارے مرشد کریم نے اپنے ذمہ لگائے گئے مشن اور ذمہ داریوں کو جس خوبی سے مکمل کیا وہ اپنی مثال آپ ہے اور جاتے جاتے بھی بارگاہ مجدد میں اپنی جان نذر کر گئے۔ اللہ کریم آپ پر لامتناہی رحمتیں نازل فرمائے اور ہمیں آپ علیہ الرحمۃ کے مشن کو آگے بڑھانے کی سعادت نصیب فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین)

Marfat.com

بابِ دوم

جلسۂ تعزیت برموقع ختمِ سوئم

Marfat.com

Marfat.com

تعلیماتِ مجدد کا نقیب و داعی

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر شعبۂ تحقیق فیصل آباد

ہمارا یہ عہد لگاتار بے توفیق ہوتا جا رہا ہے۔ ہم مستقل طور پر رہنماؤں سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ جو آثار ہمارے لئے نیکی کا پیغام بنتے ہیں ہم ان سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سے بڑا دکھ کیا ہو سکتا ہے کہ قوموں کے سامنے وہ منزل کے نشان گرتے چلے جائیں جن پر چل کر افراد رہنمائی اور کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ مجھ سے انہیں خاص طرح کی نسبت تھی اور مجھے حیرت تھی کہ اس ضعیف العمری میں بھی وہ مجھ سے ملنے فیصل آباد پہنچ جاتے تھے اور کئی کئی گھنٹے میرے پاس بیٹھتے تھے اور عجیب قسم کے منصوبے لے کر آتے تھے۔ اُن کے اندر ایک خواہش تھی، ایک اُمنگ تھی، ایک نیکی کا جذبہ تھا، کچھ کر جانے کی آرزو تھی، اور یاد رکھیں یہی لوگ قوم کے راہنما ہوا کرتے ہیں جو اپنے اندر قوم کا درد محسوس کرتے ہیں۔ میں انہیں کہا کرتا تھا کہ صوفی صاحب آپ نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ اس قوم کو پھر مجددی دور کی طرف واپس لے جانا ہے اور یہ بات میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس قوم کی نجات کا صرف اور صرف خاص طور پر برصغیر میں ایک ہی ذریعہ ہے کہ ہم دوبارہ لوٹ جائیں تعلیماتِ مجدد کی طرف۔ اور کوئی شکل نہیں ہے میں بڑے اعتماد سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔ جب دشمن سامنے ہو، اس کے سامنے کھڑے ہو کر

Marfat.com

مقابلہ بھی نہ کرنا ہو، اسے گرانا بھی نہ ہو کہ گرتے ہوئے دوسرے لوگ برسراقتدار آجائیں، ایک مصلحت بھی ہو۔ پھر اپنے دیوانے ہو چکے ہوں۔ انہیں سنوارنا بھی ہو۔ تو کسی حکمت سے کام کرنا پڑتا ہے۔ یہ پل صراط پر چلنا ہوتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس راہ پر چل کے دکھایا کہ دیکھ لو کیا میں نے ایک انقلاب برپا کیا۔ ذہنوں میں، کردار و اخلاق میں، نظریات میں۔ صوفی اپنی چیزیں بتاتا ہے، اپنی عظمت کے ترانے گاتا ہے۔ آپ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کے ترانے گاتے تھے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ لوگو! یاد رکھو تمہیں کامیابی اور نجات کے لئے آخرت میں جو سوال ہوگا وہ شریعت کا ہوگا کرامات کی دنیا کا نہیں ہوگا۔ کہا قیامت کے روز تمہارے راہنما حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی ہوگی۔ ابوبکر شبلی، ابوالحسن نوری کی نہیں ہوگی، ان بزرگوں کا نام لے لیا۔ حالانکہ وہ صوفیا کے امام تھے۔ کیوں! بتا دیا کہ شریعت کے بغیر تم چل نہیں سکتے۔ یہ ایک جملہ میں نے ایک دفعہ صوفی صاحب کے سامنے رکھ دیا تو وہ کافی دیر سر جھکا کے سوچتے رہے۔ میں نے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں شریعت کے بعد طریقت ہوتی ہے، طریقت کے بعد حقیقت ہوتی ہے اور مجدد صاحب کہتے ہیں کہ شریعت سے انسان شروع ہوتا ہے اور شریعت پر ہی ختم ہوتا ہے۔ طریقت اور حقیقت تو راستے کے پڑاؤ ہیں منزل پھر شریعت ہے۔ کیا فرماتے ہیں یہاں پہ شریعت وہاں بھی شریعت، وہ کہتے ہیں کہ مکہ میں پورے ظلم کے باوجود نبی اکرم ﷺ سجدے کرتے رہے اور جب عرش سے پوری نعمتوں کا حصول ملا ہے، بارگاہِ ایزدی میں پہنچ گئے

Marfat.com

ہیں تو وہاں پہ یہی کہا کہ میں نے سجدہ کرنا ہے۔ تو فرماتے ہیں سجدے سے سجدے تک مومن کی زندگی ہے۔ جب سجدے چھوٹنے لگ جائیں تو شریعت نہیں ہوتی، یہ دین نہیں ہوتا۔ ہم نے دین کو چیستان بنا دیا تھا مجدد کی تلوارِ حقیقت بنی اسے دوبارہ واپس لائی، صوفی صاحب کا صرف ایک مشن تھا کہ مجدد کی حکمت کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے۔ آج ہم بگڑے ہوئے ہیں، ہمارے نظریات جھول کا شکار ہو گئے ہیں۔ ہمارے ہاں بہت کچھ ہو گیا کوشش کیجئے کہ یہ مشن آگے جاری رہے۔ ہم نہیں چل سکیں گے دنیا میں اس کے بغیر بہت مشکل ہے۔ یہ جو ''جہانِ امام ربانی'' کے نام سے انسائیکلو پیڈیا آیا ڈاکٹر مسعود احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے قلم سے اللہ تعالیٰ اُن کی قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ اس میں صوفی صاحب کا کردار شامل ہے، ان کی محنت شامل ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب وہ دُور دُور سے کرید کرید کر مواد لاتے تھے، تلاش کرتے تھے۔ نہ جانے کہاں کہاں سے مضامین لاتے آج جو صوفی کہلاتے ہیں وہ تصوف کے دامن میں تو زندہ رہتے ہیں، علم کے میدان میں نہیں۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کمال یہ تھا کہ وہ عالم شخصیت تھے۔ علم کا دریا۔ مجھے جب بھی انہوں نے کہا کہ مضمون لکھئے تو عنوان خود دیتے تھے کہ اِس پہ لکھنا ہے۔ میں کہتا کہ آپ تو حکم دے رہے ہیں اور اگر میں نہ لکھ سکا تو۔ تو کہتے مجھے یقین ہے اگر یقین نہ ہوتا تو میں کہتا ہی نہ مجھے یقین ہے کہ آپ لکھ لیں گے۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ جو لکھا ہے پکڑا دو۔ وہ لکھوانا چاہتے تھے۔ وہ اپنی تربیت کے ساتھ آگے بڑھانا چاہتے تھے۔ کیوں کہ قوم کی نبض پہ اُن کا ہاتھ تھا۔ آج قوم کو ضرورت اس چیز کی ہے۔ صوفی صاحب جیسے لوگ ایک فرد نہیں ہوتے۔ ادارہ ہوتے ہیں۔ یہ

Marfat.com

عنایت ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی دنیا میں۔ بہت پرانا ایک شعر یاد آتا ہے۔ حضرت قیس بن عاصم شہید ہوگئے تو ایک شاعر نے کہا۔ لوگو! قیس کا مرنا ایک کا مرنا نہیں ہے۔ لوگو! میری تو قوم کی بنیاد یہ تھی جو گر گئی، کبھی کچھ جانے والے بنیادیں ہلا دیتے ہیں گرتی ہیں بنیادیں جبکہ گرتے ہیں وہ جو ستون ہوتے ہیں، بنیادوں کی قوت ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں۔ اب تو ڈھونڈنا مشکل ہوگیا ہے۔ اب تو حیرت ہوتی ہے، علامہ صاحب نے ایک خط لکھا تھا کہ میں کئی دنوں سے پورے شہر کے، دوسرے شہروں کے چکر لگاتا ہوں کہ کوئی ایک تو ملے جس کو دیکھ کر میری روح کو تسلی ہو جائے، نہیں مل رہے۔ آج فقدان ہے ہم لوگ خوش قسمت ہیں کہ اُن کے قریب رہے ہیں۔ قریب رہ کر بہت کچھ پایا ہے، سیکھا ہے۔ اگر جو کچھ وہ کر رہے تھے آگے نہ گیا تو اس کا کوئی مقصد نہیں، عقیدت کے کوئی معنی نہیں۔ یہ حقیقتیں صرف، یہ عقیدت کا لفظی معنی ہے پکا، عقد سے نکلا ہے یہ عقیدت اور اس کا معنی ہے پختہ ہونا، اس سے عقیدہ ہے۔ عقیدہ اور عقیدت ایک ہی مصدر سے ہیں۔ مضبوطی ہونی چاہیے، تعلق نہ ٹوٹے اور آپ تو پھر صوفیا کو جاننے والے ہیں، قبر تعلق توڑتی نہیں ہے۔ ہم تو قائل ہی نہیں کہ قبر سے تعلق ٹوٹ جاتا ہے۔ ہم تو قائل ہیں تعلق برقرار رہتا ہے۔ کیا نبی اکرم ﷺ سے تعلق ٹوٹ گیا ہے۔ آج ہم جو بھی ہیں تعلق اُنہی سے ہے۔ ہم تو ان کی زندگی کے قائل ہیں، ہم تو مستقل زندگیوں کے قائل ہیں۔ اس لئے اپنا مشن یہ ہونا چاہیے کہ وہ کام جاری رہے جو وہ کر رہے تھے۔ مجددی مشن آگے چلنا چاہئے۔ اگر وہ چلتا رہا تو آپ۔ یہ نہ سوچیں کہ تھوڑا سا کام ہو رہا ہے، ایک مسجد میں کام ہو رہا ہے باہر نہیں ہو رہا، پرواہ نہ کیجئے۔

Marfat.com

حدیث مبارکہ ہے کہ قیامت کے روز ایسے نبی بھی آئیں گے جن کے پیچھے دو ہی اُمتی ہوں گے۔ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ محاسبہ کرے گا کہ دو ہی کیوں مسلمان ہوئے۔ اصل قیمت خلوص کی قیمت ہے، تعداد کی قیمت نہیں ہوتی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جرنیل نے کہا کہ فوج تھوڑی ہوگئی ہے۔ جنگ لڑ رہے ہیں فوج بڑی تھوڑی ہوگئی ہے آدمی چاہئیں۔ نہ آئیں تو ملک نہیں فتح نہیں ہوگا۔ عہد صدیقی، حضرت صدیق اکبر خلیفہ وقت ہیں، خط گیا کہ آدمی نہیں ہیں ہمارے پاس، فوج نہیں، بھیجے، سوچنے لگے کہ میں نے تو گیارہ لشکر بھیج دیئے ہیں میرے پاس تو آدمی نہیں ہیں۔ دو اصحاب بلائے کہا دونوں جاؤ۔ لوگ کہنے لگے کہ اُنہوں نے تو فوج مانگی ہے اور آپ دو آدمی بھیج رہے ہیں۔ کہا نہیں بھیجو اور خط لکھا! اے سردار، اے قوم کے سپہ سالار، گھبرانا نہیں، میں دو ہزار آدمی بھیج رہا ہوں۔ دو بھیج دیئے اور دو ہزار لکھ کر بھیجا۔ اس طرح یہ بتا دیا، کبھی کبھی ایک بھی ہزار کے برابر ہوتا ہے۔ دو آدمی بھیج کر دو ہزار کہہ دیا حقیقت یہ ہے کہ ایک فرد پوری قوم کو بدل دیتا ہے۔ میری دعا ہے کہ، یہ مشن جاری رہے۔ یہ شیر ربّانی مسجد پھر بھی مسجد شیر ربّانی رہے۔ یہ سلسلہ رشد و ہدایت آگے بڑھتا رہے۔ میں پُر امید بھی ہوں اور دعا گو بھی ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کا مشن جاری رہے۔ آخری دنوں میں اُن سے میری ملاقات ہوئی تو حقیقت یہ ہے دکھ ہوا کہ وہ آدمی جس کے اندر توانائیاں تڑپ رہی تھیں کس طرح نڈھال ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ یاد رکھیں یہ کمزوریاں جسمانی ہوتی ہیں۔ رُوح اس سے زیادہ بیدار ہو جایا کرتی ہے۔ آج بھی اُن کا فیض جاری رہے گا شرط یہ ہے کہ ہم لینے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے۔ (آمین)

Marfat.com

صاحب تقویٰ

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد
ڈائریکٹر شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے ساتھ تعلق تو میرا بہت پرانا تھا لیکن پچھلے پندرہ سال سے مسلسل رفاقت رہی اور ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اُن کی زندگی کے بہت سے پہلو ہیں اور اُن کی بڑی عبقری شخصیت ہے۔ جہاں تک اُن کی ذات کا تعلق ہے، شخصی زندگی کا تعلق ہے۔ یقین جانیے وہ ظاہر بھی متقی تھے اور باطن بھی متقی تھے۔ شاید ہی کوئی رات گزری ہو کہ تہجد کی نماز قضا ہوئی ہو۔ ان کے ہاں شریعت مطہرہ کی پابندی تھی اور خدا اور رسول سے محبت اور اپنے شیخ سے وابستگی تھی۔ میں نے اس معاملے میں بہت لوگ دیکھے ہیں لیکن صوفی صاحب کا جواب نہیں تھا۔ اس کے علاوہ سب سے بڑی ان کی محبت اُن کا مشن تھا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی تحریک سے وہ اگرچہ وابستہ تھے لیکن اُس نے اُن کے اندر ایک روح پھونک دی تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ پرانا دور پھر آجائے اور وہی یادیں تازہ ہوجائیں، افکارِ مجدد کو پھیلانے کے لئے۔ افکارِ مجدد کیا ہیں کتاب و سنت کی بالادستی، اتباع سنت، اتباع شریعت اور مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کی متابعت اور اولیاء کرام کے ساتھ وابستگی اور تصوف اسلامی کا احیاء یہ موٹی موٹی باتیں اُن کے پیش نظر تھیں۔ اور انہوں نے ہر شعبہ میں کام کیا۔ آج بھی اُن کی عملی زندگی میں دیکھیں، آستانہ شرق پور کے ساتھ کم وبیش چالیس سال وابستہ رہے اور خدمت کرتے چلے گئے اُن کے پرانے دوستوں اور نئے دوستوں کو اچھی طرح خبر تھی کہ

Marfat.com

انہوں نے پوری لگن کے ساتھ کام کیا ہے۔ اُس میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی دامت برکاتہم العالیہ ذاتی طور پر گواہ ہیں کہ صوفی صاحب نے کبھی ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا اور نہ ہی اپنے شیخ کے حکم کو ٹالا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب انہوں نے اپنا انفرادی کام شروع کیا ہے تو اُس میں بھی شیخ کی برکت کو ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے۔ اُن کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا اشتہار بھی آپ دیکھ لیں اپنے شیخ کے ذکر کے بغیر نہیں۔ اُس میں ان کا نام نظر آئے گا ان کا ذکر نظر آئے گا۔ اس کو کہتے ہیں وابستگی، بلکہ کامل وابستگی اس کو کہتے ہیں لگن اور اس کو کہتے ہیں محبت اور یہ طُرہ امتیاز تھا۔ حضرت مجددِ الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اور اُن کی تحریک کے حوالے سے صوفی صاحب نے جو کام کیا ہے اُس میں آپ دیکھیں گے کہ پہلے اُنہوں نے اس مسجد کی بنیاد رکھی، یہ مسجد جو تھی مسجد بننے سے پہلے جوا خانہ تھا، بدمعاشی کا اڈہ تھا۔ اس مردِ حق کو برکت حاصل ہے آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی اور مشائخ کی دعائیں ہیں کہ یہ جگہ آج دین کا بڑا مرکز بن گئی ہے اور یہاں انہوں نے مسجد قائم کی، نماز باجماعت قائم کی اور اُس کے بعد اس کو مدرسے میں بدلا ہے۔ حفظ و ناظرہ کا نظام چلایا ہے۔ پھر درس قرآن حکیم کا نظام چلایا ہے۔ پچھلے تقریباً بارہ سال سے میں پیہم تفسیر قرآن بیان کر رہا ہوں اس میں اُن کو تین چیزیں پیاری تھیں۔ ذکر و فکر، اس کے بعد درسِ قرآن اور پھر دعا۔ تو ذکر کی محفل ایسے سجایا کرتے تھے کہ پیرانہ سالی کے باوجود خود محفل پڑھتے تھے اور اگر ناغہ ہوا ہو گا تو بیماری کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ ناغہ کرتے اور قرآن و حدیث کے ساتھ وابستگی اس قدر تھی کہ ٹھوس اور پختہ بات پسند کرتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ ہماری مجلس میں یہاں جتنے جلسے ہوتے تھے اُس کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو ماہانہ جلسہ تھا محفل شریف کا۔ جس میں باقاعدہ عنوان

Marfat.com

ترتیب دیتے تھے۔ اور جس کو وہ پسند کرتے عنوان وہی دے دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ پیشہ وریعنی ذوق وشوق کی خامی کے جو علماء ہیں وہ ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے۔ اور اس سلسلے میں تقریباً دوسو سے زیادہ تقاریر کا ذخیرہ ہمارے پاس موجود ہے، علماء کرام کے ساتھ اُن کی وابستگی اور محبت کی یہ کیفیت تھی، آپ علماء سے پوچھ سکتے ہیں۔ ہر کسی کے ساتھ مراتب کا پورا خیال رکھتے تھے۔ بڑے ہی دوستانہ، بڑے ہی مخلص، ظاہر و باطن میں اُن کے اندر کوئی فرق نہیں تھا۔ اور ایک ہی جملہ اُن کی زبان پہ بار بار اترتا تھا کہ آپ دین کا کام کررہے ہیں۔ مجھے یہی خوشی ہے کہ دین کا کام کررہے ہیں۔ اور اس کام کے لئے آخری وقت یعنی میری آخری جو ملاقات ہوئی ہے اُس میں میں نے ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب کی مرتبہ کتاب ''مکتوبات مسعودی'' کا ذکر کیا مجھ سے کہنے لگے کہ اِس پر کچھ تبصرہ لکھیں۔ میں نے کچھ تامل کیا تو کہنے لگے نہیں نہیں آپ کو یہ کام کرنا چاہیے۔ تو میں نے تین صفحے لکھے اور انہیں پیش کیے۔ بعد میں مجھے بتایا گیا کہ وہ خود نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن ناظم صاحب سے پڑھ کر سنا اور راضی ہوئے۔ کہنے لگے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کو بھی بھجوائیں اور وہاں کراچی بھی بھجوائیں تاکہ یہ تبصرہ اگلی اشاعت میں چھپ جائے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے جہانِ امام ربّانی کے حوالے سے جتنا کام کیا ہے میں بغیر کسی مبالغے کے یہ کہتا ہوں کہ اُس کام میں 70% سے زیادہ حصہ مخدوم صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ لوگوں سے مقالات لکھوانا، انہیں اکٹھا کرنا، اُس کی اصلاح اور اُس کو چھاپنا اور کتابی شکل دینا، یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ کتاب چھپ گئی، بڑا مشکل ہے کتاب لکھنا اور لکھوانا آسان کام نہیں ہے بہت بڑا مشکل کام ہے۔ جہانِ امام ربّانی کا جو کام ہوا ہے، مجدد صاحب پر، یقین جانئے پچھلی تین سو سالہ تاریخ میں اتنا بڑا کام نہیں

Marfat.com

ہوا۔ یہ عظیم کام ہے ڈاکٹر مسعود صاحب رحمۃ اللہ علیہ بار بار کہتے تھے یہ کام ان کی تحریک میں شروع ہوا۔ اِن کی زندگی میں اُس کی تکمیل ہوئی اور آج بہت بڑا سرمایہ ہمارے پاس جہانِ امام ربّانی کی صورت میں موجود ہے۔ صوفی صاحب کے ساتھ جن لوگوں نے تعاون کیا ہے اُن میں جناب جمیل اطہر سرہندی کا ذکر نہ کرنا ناانصافی ہوگی۔ کہ یہ اُن کے دست راست تھے، اُن کے صاحب اسرار کہنا چاہئے یعنی انہوں نے آج بھی جب میں نے اُن کا اخبار دیکھا ہے جس میں صوفی صاحب کے سانحہ ارتحال کا ذکر تھا تو میرا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ انہوں نے دوستی کا حق ادا کیا ہے۔ یہ اِن کی وابستگی اور محبت کا برملا اظہار ہے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مخلص تھے، علم دوست تھے، کتاب وسنت سے انہیں پیار تھا وہ اس کی اشاعت چاہتے تھے، کتاب وسنت کی بالادستی چاہتے تھے، لوگوں کی اصلاح کرتے تھے، انہوں نے نعت خوانوں کی اصلاح کی صرف عام لوگوں کی نہیں، علماء کی اصلاح کی ہے، پیرخانوں کی اصلاح کی ہے اور اس طریقے سے یہ نہیں کہ منفی تنقید وہ ہمیشہ مثبت تنقید کرتے تھے۔ سنت کے بارے میں اس حد تک پابندی تھی کہ خلاف سنت بات کو پسند ہی نہیں کرتے تھے اور یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات کا اثر تھا۔ اتنا بڑا شخص، جس نے اتنا بڑا کام کیا ہے آج ہم سے وہ اوجھل ہوگیا ہے۔ لیکن یاد رکھیئے ہمارا اُن کا رابطہ اُسی طرح قائم ہے۔ وہ جو مشن چھوڑ گئے ہیں وہ کوئی معمولی مشن نہیں ہے۔ بہت بڑا مشن ہے۔ اور اس کے لئے انہوں نے اپنی زندگی داؤ پہ لگادی ہے۔ اس مشن کو قائم رکھنا، اس کو جاری وساری رکھنا جہاں تک ہمارے دم میں دم ہے، ہم قول اور عہد کے پکے لوگ ہیں، یہ بات بار بار کہتے ہیں کہ ان شاء اللہ اس مشن کو جاری رکھیں گے اور یہ مشن ان شاء اللہ تاقیامت جاری رہے گا اور اس میں کبھی کمی نہیں

Marfat.com

آئے گی۔ اور جس اخلاص کے ساتھ انہوں نے اس کام کی بنیاد رکھی وہی جذبہ کام
کرتا رہے گا۔

اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

حضرت صوفی صاحب کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے دین کا کام
کیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

دین اسلام کا سرگرم رُکن

علامہ محمد صدیق ہزاروی

شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ لاہور

دنیا میں دو قسم کے انسان ہوتے ہیں۔ انسانوں کا ایک طبقہ وہ ہے جو اپنی آرائش، زیبائش اور اپنی نمائش میں لگا رہتا ہے۔ وہ اس کے لئے دین کو استعمال کرتا ہے اور ایک طبقہ اُن عظیم شخصیات کا ہے۔ جو دین کا حسن و جمال جو پہلے سے موجود ہے۔ اُس میں مزید نکھار پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دین کے فروغ کے لیے کوشش کرتے ہیں۔ اور دین کی عظمت اور اُس کے جھنڈوں کو بلند کرنے کے لئے اپنے آپ کو مٹا لیتے ہیں اور یہی لوگ جب اِس دنیا سے رُخصت ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں فرماتا ہے۔ ''اے مطمئن نفس! اپنے رب کی طرف یوں لوٹ جا کہ تو اپنے رب سے راضی ہو تیرا رب تجھ سے راضی ہو''۔ اطمینان کا ایک مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ جو مشن انسان نے اپنایا ہے اس مشن کی ادائیگی کے اندر اور اس کو بروئے کار لانے اور اس کی خدمت کے لئے انسان اتنی کوشش کرے کہ وہ مطمئن ہو جائے کہ میں نے اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے گویا کہ جب دنیا سے پردہ فرمایا تو ایک مطمئن نفس اس دنیا سے گیا ہے کہ اُس مشن کے لئے انہوں نے دن رات کوشش کی ہے۔ نقاہت کی حالت میں، میں

Marfat.com

نے بھی چند دن اُن کی زیارت کی ہے۔

میں نے امام ابوشاہرانی کی ایک کتاب ''انوارِ قدسیہ''میں ایک بزرگ کے بارے میں پڑھا ہے کہ جب وہ کھانا کھاتے تھے تو کمزور ہو جاتے تھے، جب نہیں کھاتے تھے صحت مند ہو جاتے تھے۔ تین سال پہلے کی بات ہے۔ جہان امام ربانی کانفرنس کے دوسرے تیسرے دن میری حوصلہ افزائی کے لئے صوفی صاحب اوپر پانچویں منزل پر میری قیام گاہ پر تشریف لے گئے۔ میرے پاس کچھ دیر تشریف فرما رہے ایک جوان آدمی وہاں پر پہنچتا تو کہتا کہ خیریت بعد میں بتاؤں گا پہلے مجھے سانس لینے دیں۔ سیڑھیاں چڑھنے سے اتنا تھک جاتا ہے لیکن وہ شخص تھکتا نہیں تھا۔ وہ خود دعوت نامے تقسیم کرتے تھے۔ کیا عظیم شخصیت تھی ہر دیکھنے والے نے سمجھا اور اُن کو دیکھا کہ اُس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے، دین کی خدمت کے لئے کس طرح منتخب کیا وہ ایک مصلح تھے۔ انہوں نے بہت ساری ہماری مجالس میں خامیاں کہوں، غلطیاں کہوں لیکن کچھ بھی ہو میرے پاس لفظ نہیں ہیں انہوں نے بڑی اصلاح فرمائی۔ اُن کے یہاں محفل میلاد کے موقع پر خطاب ہوتا تھا۔ میں نے اُن کی زندگی میں جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی سمن آباد لاہور میں آخری محفل میلاد منعقدہ 6 اپریل 2009ء میں بھی تقریر کی ہے۔ یہاں کوئی نعرہ نہیں لگتا تھا۔ کوئی سبحان اللہ نہیں بولتا تھا۔ اتنے انہماک سے خطاب سنا جاتا تھا۔ انہوں نے یہ رسم ڈالی تھی کہ جو کچھ مقرر بیان کر رہا ہے اُس کو توجہ سے سُنو دوسری بات یہ کہ کوئی پیشہ ور مقرر یہاں تقریر نہیں کر سکتا تھا۔ وہ فرماتے تھے ہمارے یہاں پیشہ ور شخص نہیں چل سکتا۔ وہی آئے گا جو محنت کر کے آئے گا۔ وہ خطاب کے لئے موضوع خود دیتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ یہ شخص اس موضوع پر گفتگو کر سکے گا، یہ بہت

Marfat.com

بڑی بات ہے۔ ایک بات جو وہ فرماتے تھے کہ ہمارے ہاں تقریریں ہوتی ہیں، جلسے ہوتے ہیں، جو بات مقرر کے منہ سے نکلتی ہے، ہوا میں چلی جاتی ہے ہمارے پاس واپس نہیں آتی۔ وہ فرماتے تھے چھوٹی سے چھوٹی بات بھی ہو اس کو محفوظ کرنا چاہیے۔ اس کو ریکارڈ پر لانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت صوفی صاحب کے درجات بلند فرمائے اور اُن کا جو مشن ہے اُس کو ہم سب کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

عاشقِ صادق صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

جمیل اطہر سرہندی

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی شخصیت کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔ صوفی صاحب سے رفاقت کا رشتہ گزشتہ 30، 35 سال پر پھیلا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ صرف یہی ایک فقرہ ہے جس میں اُن کی پوری زندگی کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اُس کے بعد اُن کے دوسرے عشق بھی تھے، حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا عشق، حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا عشق۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا عاشق صادق نہ دیکھا تھا۔ انہوں نے حضرت امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کو پھیلانے اور حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے دن رات کام کیا۔ اگر میں یہ کہوں اور پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب جن کو اُن کے ساتھ طویل رفاقت کا شرف حاصل رہا یہ گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا کوئی ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کیا۔ ہر لمحہ کا صحیح طریقہ سے استعمال کیا۔ انہوں نے مجھ جیسے کم علم آدمی سے ایک کتاب لکھوائی ''شیخ سرہند'' جو حضرت مجدد الف ثانی کی زندگی پر تھی اور اُس میں ایک مضمون شامل ہے ''اللہ والوں کی سرزمین''۔ وہ ایک روز سرہند کے ہندو ڈپٹی کمشنر کی لکھی ہوئی انگریزی کتاب لے کر میرے پاس تشریف لائے۔ اس روز اتوار تھا اور دفتر

Marfat.com

میں چھپی تھی۔ مجھے انہوں نے کہا کہ یہ کتاب میرے ہاتھ لگی ہے اور مجھے یہ آج شام ان صاحب کو واپس کرنی ہے جہاں سے میں نے لی ہے۔ وہ کتاب انگریزی میں تھی۔ میں نے اُس پر ایک نظر ڈالی اور میں نے فیصلہ کیا کہ میں اس مضمون کا ترجمہ شروع کردوں۔ حضرت صوفی صاحب نے کہا کہ تم لکھواتے جاؤ اور میں لکھتا جاتا ہوں۔ تو ہم نے دو گھنٹے میں اُس کا ترجمہ مکمل کیا، ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے انسائیکلوپیڈیا مرتب کیا ہے، پچھلے ایک ہزار سال میں اُردو زبان میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی پر جتنا کام ہوا اُس کا انتخاب انہوں نے پندرہ جلدوں پر مشتمل ایک مجموعہ میں اکٹھا کردیا ہے۔ یہ مضمون ''اللہ والوں کی سرزمین'' بھی اُس میں شامل ہے۔

حضرت صوفی صاحب سے میری پہلی ملاقات جہاں تک یاد پڑتا ہے 1980ء میں اس وقت ہوئی جب میں روزنامہ ''وفاق'' سے بائیس برس کی وابستگی کے بعد الگ ہوا اور وہ 14 ایبٹ روڈ پر روزنامہ ''تجارت'' کے دفتر میں تشریف لائے، وہ ماہانہ محفل میلاد اور ہر اتوار کو منعقد ہونے والی محفل ذکر میں شرکت کا دعوت نامہ دینے اور ان تقاریب کے اعلانات اخبار میں شائع کرانے کے لئے اخبارات کے دفاتر میں خود جاتے تھے، وہ چند منٹ میرے پاس بیٹھے اور جب باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر آیا کہ ہمارے خاندان کا تعلق سرہند شریف سے ہے اور میری ولادت سرہند شریف میں ہی ہوئی تو میں ان کے التفات اور توجہ کا مستحق بن گیا اور یہی تعلق اور رشتہ حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کے قیام کا محرک ہوا جس کے وہ صدر مقرر ہوئے اور یہ خاکسار جنرل سیکرٹری بنا۔ ان کے جذبہ عمل کی بدولت ہر سال اخبارات و جرائد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی زندگی پر مضامین کی اشاعت کا اہتمام ہوتا رہا، صوفی صاحب اہل علم

Marfat.com

ہستیوں سے یہ مضامین لکھواتے اور پھر کئی روز ان کی ترسیل میں مصروف رہتے مجھے بھی اس کام میں شریک کرتے اور پھر ۲۸ صفر کو مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور کے زیر اہتمام سالانہ امام ربانی مجدد الف ثانی کانفرنس منعقد کی جاتی جس کا سارا اہتمام و انصرام وہ خود ہی کرتے۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے موجودہ جنرل سیکرٹری برادر عزیز محمد ناظم نقشبندی مجددی بھی ان سارے کاموں میں بڑے خلوص کے ساتھ ان کی مدد کرتے اور بھی بے شمار لوگوں کو انہوں نے اپنے اخلاص کی بدولت اس کام میں شریک کر رکھا تھا۔ جادۂ حق کے ان سب مسافروں کو ایک لڑی میں پرونے کی سعادت حضرت صوفی صاحب کے حصے میں آئی تھی۔ وہ ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا کام خود انجام دے کر روحانی مسرت محسوس کرتے تھے۔

خانقاہ مجددیہ سرہند شریف کے ساتھ ساتھ آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے ساتھ وابستگی بھی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ وہ حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کے سچے پیروکار تھے اور درگاہ کے سجادہ نشین حضرت میاں جمیل احمد شرق پوری مدظلہ العالیٰ کے تمام تبلیغی اور اشاعتی منصوبوں میں ان کے معاون اور دست راست رہے، انہوں نے مدرسہ کا نام میاں جمیل احمد شرق پوری کے نام پر ''جمیل العلوم'' رکھا۔ جس سڑک پر مدرسہ اور مسجد واقع ہے اس کا نام لاہور کارپوریشن سے شیر ربانی روڈ منظور کرایا پھر اشاعتی اور تحقیقی کام کرنے والے ادارہ کا نام اپنے مُرشد حضرت میاں شیر محمد شرق پوری کے نام پر شیر ربانیؒ اسلامک سنٹر رکھا جس کی نگرانی کا فریضہ معروف وممتاز دینی سکالر پروفیسر مشتاق احمد کو سونپا گیا تھا جنہوں نے صوفی صاحب کے تمام دینی وتعلیمی منصوبوں میں ان کا بھرپور ساتھ دیا، جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد، شیر ربانی اسلامک

Marfat.com

سنٹر اور حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی حضرت صوفی صاحب کی زندہ یادگاریں ہیں اور جب تک یہ ادارے اپنے دینی فرائض انجام دیتے رہیں گے اس کا اجر ان کی روح کو ملتا رہے گا۔ پھر مجھے یاد آتا ہے کہ جب جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ا ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد، لاہور کی بنیاد رکھی گئی اور پھر یہ مسجد تعمیر ہوگئی تو ایک اللہ والے میرے ساتھ اس مسجد میں تشریف لائے۔ اُن سے میری ملاقات حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر ہوئی تھی۔ وہ بنوں کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے اور ایک سرکاری افسر تھے لیکن جب میرا آمنا سامنا اُس درگاہ میں اُن سے ہوا تو انہوں نے کہا کہ میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے یہاں حاضر ہوا ہوں اور جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ میں سرہند شریف کا رہنے والا ہوں اور یہاں پیدا ہوا اور میرا خاندان حضرت کی درگاہ کے خادموں میں سے ہے۔ تو انہوں نے مجھ پر بہت محبت نچھاور کی اور وہ مشاہدات اور وارداتیں جو ان پر حضرت مجدد الف ثانی کی درگاہ پر گزر رہی تھیں۔ وہ مجھے بتائیں انہوں نے فرمایا کہ حضرت سے میری ملاقاتیں مسلسل جاری ہیں۔ وہ یہاں اس مسجد میں تشریف لائے مولانا محمد نواز خٹک اور انہوں نے اس مسجد کے در و دیوار پر ایک نظر ڈالی اور کہا کہ جمیل اطہر، مجھے یہاں سلسلہ نقشبندیہ کی نئی زندگی اور احیاء اور اس کے پرچار اور اس کی تعلیمات کو عام کرنے کی خوشبو آرہی ہے اور یہ مسجد "مسجد شیر ربّانی" نقشبندیوں کا ایک بہت بڑا مرکز بننے والی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفی صاحب ہمارے پاس جو امانت چھوڑ گئے ہیں۔ یہ امانت شیر ربّانی اسلامک سنٹر کی شکل میں ہو یا حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی کی شکل میں ہو، ہم سب اس امانت کے امین ہیں اور

Marfat.com

حضرت صوفی صاحب کو خراجِ عقیدت اور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ سے اپنی وابستگی کو مضبوط و مستحکم کریں اور اس مسجد کو، اس ادارے کو ایک ایسے مرکز میں تبدیل کردیں جہاں سے روحانیت کی کرنیں پھوٹیں، تصوف کا آفتاب چمکے۔ اسی سے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح خوش ہوگی اسی سے حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کی روح بھی مسرور ہوگی اور اس سے مسعودِ ملت ڈاکٹر مسعود احمد کی روح بھی راضی ہوگی اور اسی سے ہمارے محبوب، ہمارے قائد حضرت صوفی صاحب کی روح مطمئن ہوگی وہ جنت الفردوس میں ہمارے لئے دعائیں کر رہے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم اُن کے مشن کو لے کر آگے بڑھیں۔ یہ مشن صرف حضرت صوفی صاحب کا مشن نہیں ہے، یہ حضرت نبی اکرم ﷺ کا مشن ہے۔ اور ہم سب پاسبان ہیں، ہم سب نگہبان ہیں اس مشن کو آگے بڑھانے کے حضرت صوفی صاحب کے سفرِ آخرت میں عشق و محبت کے جو مناظر دیکھے گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ میری آنکھوں نے اس سے پہلے ایسے مناظر نہیں دیکھے۔ محبت اور اخلاص میں ڈوبے ہوئے، آنکھیں آنسوؤں سے تر، لبوں پہ کلمہ جاری، حقیقت یہ ہے کہ حضرت نے اپنا مشن پورا کیا اللہ نے اُن پر جو ذمہ داری عائد کی تھی۔ ہم گواہی دیتے ہیں۔ ہم اللہ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ حضرت نے اپنا مشن پورا کیا۔ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس دین کی سربلندی کے لئے صرف کیا اور جب تک دنیا قائم ہے ہم اُن کی روح سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک ہمارے دم میں دم ہے اِن شاء اللہ اُن کے مشن کو سامنے رکھیں گے اور بغیر کسی غرض کے، بے لوث طریقے سے اللہ کے

Marfat.com

دین کا نام بلند کرنے کے لئے کوئی کوتاہی اس مشن کو پورا کرنے میں نہیں کریں گے۔ آپ سب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کے رفقاء کو یہ مشن پورا کرنے کی ہمت دے اور توفیق بھی دے اور اللہ تعالیٰ ہمیں جنت نصیب کرے اور انکی روح ہم سے خوش ہو، مطمئن ہو کہ جو کام وہ ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں ہم اسے پورا کرنے کا عزم رکھتے ہیں۔

Marfat.com

علم دوست شخصیت

ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس
چیئرمین شعبۂ عربی وعلوم اسلامی
جی سی یونیورسٹی، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت استادِ گرامی قدر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی، حاضرین ذی وقار! میرے بزرگوں نے بہت کچھ کہا۔ میں صرف اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہاں بڑوں میں، ہمارے اکابرین میں چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کا فقدان ہے۔ یہاں کسی کی حوصلہ افزائی کے لئے چند لفظ بولنے میں بخل کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔

قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حوصلہ، یہ ہمت عطا کی تھی کہ وہ چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اُن کے کام سے بڑھ کر کیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بہت بڑا حلقہ انہوں نے علمی کام کرنے والوں کا تیار کرلیا۔ اور مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کا جو رشتہ، تعلق اور عقیدت تھی اِس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ قبلہ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے کچھ عرصہ بعد ہی خود صوفی صاحب بھی قبلہ ڈاکٹر صاحب سے جا ملے ہیں۔ یہ دونوں بزرگوں کی باہمی محبت اور عقیدت تھی۔ کرنے کا وہی کام ہے جو استادِ گرامی قدر پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

Marfat.com

صاحب فرما رہے تھے حضرت صوفی صاحب سے جب بھی ملاقات ہوتی تو یہی پوچھتے کیا لکھ رہے ہو، اس موضوع پر فلاں کتاب ہے وہ بھی دیکھی ہے یا نہیں اور کئی دفعہ یہ بھی ہوا کہ ناظم صاحب کے ہاتھ کوئی کتاب ہے تو کاپی کروا کر بھیج دی۔

فکرِ امام ربّانی کا جو مشن ہے اسے لے کر ہم نے آگے بڑھنا ہے اور ان شاء اللہ اس حوالے سے جو بھی مجھے خدمت کا موقع دیں گے جناب ناظم صاحب ہیں اور دیگر صاحبزادگان ہیں۔ ان شاء اللہ میں وہ سعادت سمجھ کر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مشن کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

روئیداد

جلسہ تعزیت بر موقع سوئم

بیاد

پیر طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

اس دنیا میں جو بھی آرہا اس کو جانا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا اصول و قانون ہے۔ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مخلص آدمی تھے۔ دین کا درد رکھتے تھے۔ اللہ تبارک تعالیٰ انکے درجات بلند فرمائے۔ ان خیالات کا اظہار فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف نے جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں اپنے خلیفہ مجاز حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم سوئم کے موقع پر کیا۔ اس موقع پر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب نے تعزیتی کلمات پیش کرتے ہوئے کہا صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔ مجھ سے انہیں خاص طرح کی نسبت تھی اور مجھے حیرت تھی کہ اس ضعیف العمری میں بھی وہ مجھ سے ملنے فیصل آباد پہنچ جاتے تھے اور کئی کئی گھنٹے میرے پاس بیٹھتے تھے اور عجیب قسم کے منصوبے لے کر آتے تھے۔ اُن کے اندر ایک خواہش تھی، ایک اُمنگ تھی، ایک نیکی کا جذبہ تھا، کچھ کر جانے کی آرزو تھی، اور یاد رکھیں یہی لوگ قوم کے راہنما ہوا کرتے ہیں جو اپنے اندر قوم کا درد

Marfat.com

محسوس کرتے ہیں۔ میں انہیں کہا کرتا تھا کہ صوفی صاحب آپ نے تو فیصلہ کرلیا ہے کہ اس قوم کو پھر مجددی دور کی طرف واپس لے جانا ہے۔

مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نے خراج تحسین پیش کرتے ہوا کہا کہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے ساتھ تعلق تو میرا بہت پرانا تھا لیکن پچھلے پندرہ سال سے مسلسل رفاقت رہی اور ساتھ کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اُن کی زندگی کے بہت سے پہلو ہیں اور اُن کی بڑی عبقری شخصیت ہے۔ جہاں تک اُن کی ذات کا تعلق ہے، شخصی زندگی کا تعلق ہے۔ یقین جانیے وہ ظاہر بھی متقی تھے اور باطن بھی متقی تھے۔ شاید ہی کوئی رات گزری ہو کہ تہجد کی نماز قضا ہوئی ہو۔ ان کے ہاں شریعت مطہرہ کی پابندی تھی جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب نے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے محامد بیان کرتے ہوئے کہا صوفی صاحب سے رفاقت کا رشتہ گزشتہ 30، 35 سال پر پھیلا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ صرف یہی ایک فقرہ ہے جس میں اُن کی پوری زندگی کا احاطہ کیا جاسکتا ہے۔ اُس کے بعد اُن کے دوسرے عشق بھی تھے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا عشق، حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کا عشق۔ میں نے اپنی پوری زندگی میں ایسا عاشق صادق نہ دیکھا تھا۔ رئیس التحریر حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب نے فرمایا کہ وہ ایک مصلح تھے۔ انہوں نے بہت ساری ہماری مجالس میں خامیاں کہوں، غلطیاں کہوں لیکن کچھ بھی ہو میرے پاس لفظ نہیں ہیں انہوں نے بڑی اصلاح فرمائی۔ اُن کے یہاں محفل میلاد کے موقع پر خطاب ہوتا تھا۔ میں نے اُن کی زندگی کی آخری میلاد میں بھی تقریر کی ہے۔ یہ 6 اپریل 2009ء کا ذکر ہے یہاں کوئی نعرہ نہیں

Marfat.com

لگتا تھا۔ کوئی سبحان اللہ نہیں بولتا تھا۔ اتنے انہماک سے خطاب سنا جاتا تھا۔ انہوں نے یہ رسم ڈالی تھی کہ جو کچھ مقرر بیان کر رہا ہے اُس کو توجہ سے سُنو دوسری بات یہ کہ کوئی پیشہ ور مقرر یہاں تقریر نہیں کرسکتا تھا۔ جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب نے اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ہاں بڑوں میں، ہمارے اکابرین میں چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کا فقدان ہے۔ یہاں کسی کی حوصلہ افزائی کے لئے چند لفظ بولنے میں بخل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ حوصلہ، یہ ہمت عطا کی تھی کہ وہ چھوٹوں کی حوصلہ افزائی اُن کے کام سے بڑھ کر کیا کرتے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک بہت بڑا حلقہ انہوں نے علمی کام کرنے والوں کا تیار کرلیا۔

یہ تقریب سعید زیرِ سرپرستی فخر المشائخ حضرت صاحبزدہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف اور زیرِ نگرانی قاضی جمیل اطہر سرہندی صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور مفسرِ قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی اور زیرِ اہتمام صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی اور صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی اور دیگر اراکین انجمن غلامان مصطفٰے جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی سمن آباد لاہور، اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور اراکین شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور ۱۱ اپریل ۲۰۰۹ء کو حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدسہ سے ملحقہ مسجد جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں منعقد ہوئی۔ آخر میں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ نے خصوصی طور پر دعا فرمائی۔ نمازِ عصر ادا کرنے کے بعد حاضرینِ مجلس میں لنگر شریف تقسیم کیا گیا اور اس طرح ختم سوئم کی یہ پاکیزہ مجلس بحسن وخوبی انجام کو پہنچی۔

Marfat.com

باب سوم

جلسۂ تعزیت برموقع ختمِ چہلم

Marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں عاشقِ صادق

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی
صدر مرکزِ تحقیق فیصل آباد

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

الاان اولیاء اللہ لا خوفٌ علیھم و لا ھم یحزنون

حضرات گرامی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے سامنے کچھ کہنے کا موقعہ ملا ہے اور آج نقشبندیت کے بہت بڑے مرکز اور مجددیت کے لئے بہت سی قربانیاں دینے والے وجود میاں صاحب ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں اور یہ میرے لیے سعادت ہے کہ میں دو چار لفظ ان کے سامنے کہہ رہا ہوں۔ یاد رکھ لیجئے آپ نے صوفی صاحب کو بہت قریب سے دیکھا ہے ان کے وعظ بھی سنتے رہے ان کی تقریریں بھی سنتے رہے ہیں ان کی دردمندی کے اظہار بھی ہوتے رہے اور ان کے کام کی لگن بھی دیکھتے رہے۔ یہ اصل فیض ہوتا ہے اس وجود کا، جو وجود محسوس کرتا ہے کہ میرا مقصد حیات کیا ہے مجھے کیوں اللہ نے بھیجا ہے۔ میں نے بار بار کہا کہ وجود تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی پیدا کرنا تھا مقصود کائنات تو وہی تھے ہم لوگ تو ان کے صدقے میں پیدا ہوئے ان کے وسیلے سے وجود میں آئے تو جو صدقے سے وسیلے سے وجود پائے اور اس کو زندگی ملے اس کا حق یہی ہوتا ہے کہ وہ صدقہ اتارتا رہے اور اس کا ذکر کرتا رہے یہی ایک بنیاد ہوتی ہے انسانی

Marfat.com

زندگی کا مقصد اس کے سامنے رہے اور خاص طور پر صوفیاءِ نقشبند کا تصور یہی رہا ہے کہ تصوف اور کچھ نہیں ہے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے جُڑ جانے اور ان کا قرب حاصل کرنے کے، یہی مقصد رہا زندگی کا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام اس سلسلے کا وقار بھی ہے اور ان کی پہچان بھی ہے۔ سچی بات ہے ان کے لفظ لفظ سے ایک محبت نکلتی ہے اور جب وہ محبت دوسروں میں منتقل ہوتی ہے تو وہ محبت اپنی جگہ ایک جوش اور ولولہ پیدا کر دیتی ہے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہی محبت شرق پور سے اپنے بزرگوں سے تھی۔ بہت بچپن میں جب میں طالب علم تھا اور شرق پور شریف عرس پر کبھی کبھی حاضر ہوتے تھے اس وقت میں شاہدرہ ٹاؤن میں رہتا تھا۔ تو وہاں عرس کی تقریب میں مجھے یہ محسوس ہوتا تھا کہ ایک محبت پھوٹ رہی ہے۔ میں نے کئی بزرگ دیکھے بہت سے لوگ دیکھے جو اس شمع محبت سے روشن ہوئے ہیں۔ میرے عم محترم علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے اور آپ جانتے ہیں کہ مولانا محمد مختار الحق صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں رہتے تھے بہت بڑا وجود تھا۔ ان سے میں نے یہی سنا کہ ہمیں اور کوئی درس نہیں دیا گیا ہے سوائے اس کے کہ زندگی کو رسول اللہ ﷺ کی محبت میں گزارنا ہے۔ ہم نے یہ دیکھا کہ صوفی صاحب نے زندگی کو ایک ڈھب سے گزارنے کا سلیقہ اپنے بزرگوں سے سیکھ لیا تھا اور اس ڈگر پر رہ کر انہوں نے زندگی گزاری۔ اگر میں ان کے امتیازی اوصاف گنوں تو بہت سے ہیں۔ وقت کم ہونے کی وجہ سے چند باتیں کرنی ہیں۔ ایک بات ذہن میں رکھیے! عظمت، عزت، وقار اور زندگی میں نیک نامی کا صرف اور صرف ایک ذریعہ ہے کہ انسان کو اپنے عقیدے اور اپنے مذہب کے ساتھ خلوص پیدا ہو جائے اور خاص طور پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ

Marfat.com

کیونکہ ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ دین وہی ہیں انہی کے وجود کا نام دین ہے عرب کہتے ہیں

الاِسْلام یَدُورُ حَوْلَ المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام

لوگو! دین اور کچھ نہیں ہے یہ میرے رسول ﷺ کی ذات کا طواف کرنے کا نام ہے۔ وجودِ رسول ﷺ کے گرد گھومنے کا نام ہے۔ انہیں دیکھنے کا نام ہے جہاں دیکھو جس طرف دیکھو ویسے ہی بننے کی کوشش کرو یہی دین ہے اور یہی دین جب انسان کے اندر سرایت کرتا ہے پھر جو وجود بنتے ہیں ان میں صوفی صاحب کا وجود بھی تھا۔ ہر لمحہ یہی کہتے تھے۔ بارہا میرے پاس تشریف لائے۔ لمبا سفر کر کے میرے پاس آئے لیکن ایک مرتبہ بھی میں نے ان سے دنیا کی بات کرتے نہیں سنی، کبھی نہیں کہا کہ یہ کام اڑ گیا ہے یہ کام رہ گیا ہے یہی کہا مجددی مشن کو آگے بڑھانے کا طریقہ کیا ہے اور کیا کرنا چاہیے جو کرلیا ہے اس کے آگے اور کیا کرنا چاہیے۔ آگے بڑھنے کا طریقہ کیا ہونا چاہیے۔ تحریر میں تقریر میں عمل میں رویوں میں اپنے اخلاق اور کردار میں کس طرح نظر آئے کہ آدمی محسوس کرے کہ یہ وہ وجود ہیں جو نبی ﷺ کی امت کے نمونے ہیں ان سے امت کی عظمت نظر آتی ہے کبھی مضمون لکھ کر لے گئے اور کہا یہ مضمون ہے میرا ذرا دیکھئے کیسا ہے؟ میں کہا کرتا تھا کہ لوگ قلم سے کاغذ پر لکھتے ہیں۔ آپ کاغذ پر نہیں دلوں پر دل کی حکمتوں کو لکھتے ہیں مجھے یقین ہے کہ صوفی صاحب نے اپنے مرشد کریم سے فیض لیا ہے ان کو فیض پہنچا ہے کیونکہ ان کا وجود بتا رہا تھا کہ ان کے ہاں فیض اتر آیا ہے۔ صوفی صاحب کے بارے میں ان شاء اللہ ایک کتاب کی صورت میں آپ کے سامنے لائیں گے کہ وہ کیا کرتے تھے۔ ان کے اندر علم تھا علم اگر علم بن کر رہے تو علم بہکتا بھی ہے لیکن

Marfat.com

صوفیاء کے ہاں جب علم واردات بن کر اترتا ہے تو علم بہکتا نہیں ہے۔ ان کے ہاں علم ایک واردات تھا۔ جو ان کے وجود میں آیا تھا۔ بوعلی سینا ایک بہت بڑے عالم محقق تھے ان کی کتابیں 500 سال تک یورپی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل رہیں اور پڑھائی جاتی رہیں کسی نے ان سے پوچھا آپ تو شیخ اکبر ہیں محقق دوراں ہیں علم کا سمندر ہیں۔ یہ جو درویش ابوسعید ابوالخیر ہیں بتایئے! آپ کا علم کیسا ہے اور ان کا علم کیسا ہے؟ کہنے لگے بڑا فرق، اس نے کہا کیا فرق ہے؟ یہی وہ جواب ہے جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کہا ''جو میں جانتا ہوں ابوسعید وہ دیکھتا ہے'' میرا علم کتاب سے آیا ہے اور ان کا علم مشاہدہ بن گیا ہے اور جب علم مشاہدہ بن جاتا ہے تو علم کی معراج ہوا کرتی ہے۔ علامہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ راضی اسی وقت ہوئے جب اس ذات کو دیکھا۔ ان بزرگانِ دین کا علم مشاہدات ہوا کرتا ہے۔ یہ مشاہدات سے گزرتے ہیں۔ مشاہدات علم سے بہت آگے ہوا کرتے ہیں

آپ کے اندر ایسا ایمان کا جذبہ ہے کہ حرف حرف۔۔ یاد رکھیے! حرف سیاہی سے مٹ جاتے ہیں، پامال ہوجاتے ہیں جو حرف زندگی کا حصہ بن جائے وہ ہمیشہ کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قرآن کے حرف جو الحي القيوم کا کلام ہے اس کے اندر جو قوت آگئی تھی وہ اس کو مٹنے نہیں دیتے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے اقوال زندہ ہیں لوگوں نے یاد کیے یہی ہم چاہتے تھے یہی وہ چاہتے تھے کہ محفوظ ہوجائیں۔ خاص طور پر جو نمایاں وصف ان کی زندگی میں مجھے نظر آیا وہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سے ان کا پیار تھا۔ میں کہتا ہوں نقشبندیت کی مہر لگتی ہی تب ہے جب مجددیت کی سند مل جائے۔ ورنہ نہیں۔ کیوں؟ یہی وہ وجود تھا جس نے

Marfat.com

برصغیر میں ہمیں جینے کا سلیقہ دیا۔ سر اٹھانے کا سلیقہ دیا بلکہ زندہ رہنے کا سلیقہ دیا۔ یہ وہی وجود تھا جس کا ذکر صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کرتے رہے۔

''جہان امام ربانی'' آپ کے سامنے آئی، کتنی؟ ۱۵ جلدیں آ گئیں، دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہوتا ہے۔ کتنا کچھ اکٹھا کیا، کہاں سے ملا معلوم ہوا وہ عاشق صادق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھا ہوا ایک ایک حرف چن کر لائے۔ اور حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ سے میری بڑی خط و کتابت تھی محبت بھی تھی۔ میرے پاس ان کے خط ہیں ان میں انہوں نے لکھا، یاد رکھیئے اگر چہ میں نے کام مجددیت پر بہت دیر سے شروع کیا تھا لیکن میرا حاصل زندگی یہی کام ہے، میری زندگی کا مقصود یہی کام ہے۔ یہ کام بڑی خوبصورتی سے کیا۔ مجھے حیرت ہوئی صوفی صاحب کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ صوفی صاحب دنیا سے چلے جا رہے ہیں ''نذر مجدد'' کتاب آ رہی تھی۔ معلوم ہوا وہ جان کا نذرانہ بھی نذر مجدد کے نام کر گئے۔ یہ وہ کامیابی ہے اور آج بھی میں آپ کے سامنے کہنا چاہتا ہوں یہ بڑے لوگ ہیں یہ آستانے بڑے ہیں یہ نشان نہیں مٹتے۔ لوگ کہتے ہیں پتھر ہیں۔ آج تو گرائے بھی جا رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں پتھروں میں کیا رکھا ہے۔ مجھے یاد ہے مدینہ منورہ میں یونیورسٹی میں ہوا کرتا تھا تو مدینہ منورہ کے ایک شیخ نے پوچھا آپ پاکستانی اس جالی کو چومتے کیوں ہیں؟ اس نے جملہ کہا'' ھذا حدید فقط'' صرف پتھر تو ہیں۔ لوہا تو ہے میں نے ان سے کہا میرے محترم آپ کی عزت ہے عرب کے رہنے والے ہیں میں نے کہا لوہا ہماری دکانوں کے باہر پڑا ہوتا ہے کوئی اس کی پروا نہیں کرتا آخر یہ لوہا کونسا لوہا ہے جو اتنی بڑی قطار اس کی حفاظت کیلئے کھڑی ہے میں نے کہا'' ھذا حدید لماذا تحفظ الحدید ''لوہا ہے تو اسکی حفاظت کیوں کرتے

Marfat.com

ہو'' یہ انہیں بھی خبر ہے یہ صرف لوہا نہیں ہے یہ تم بھی جانتے ہو یہ لوہا نہیں ہے۔تم بھی جانتے ہو یہ صرف پتھر نہیں ہیں تم بھی جانتے ہو یہ صرف اینٹیں نہیں ہیں ۔

یوں بے سبب تو کوئی انہیں چومتا نہیں
کچھ تو ہے پتھروں میں خدوخال کی طرح ۔

کچھ تو ہے جسے محسوس کر رہے ہو،تم بھی حفاظت کیلئے کھڑے ہو، کچھ تو ہے ان میں ۔دوستو! یہ پتھر، یہ سریے، یہ قبریں ہمارے لیے رونق بنے ہیں ،آج ان کی قبر بھی ہمارے سامنے آ گئی

قبریں تو بنتی چلی جائیں گی بات تو اس قبر کی ہے جو یہاں سے جانے والا یہاں سے اپنی رونقیں سمیٹ کر نہ لے جائے بلکہ رعنائیاں دیتا جائے ،جہاں سے فیضان نکلتا چلا جائے جہاں سے فیض لوگ پاتے چلے جائیں اور یہ تبھی ہوگا جب آپ کائنات کی سب سے بڑی ہستی سے جڑ کر رہیں گے یہی میں کہنا چاہتا ہوں کہ صوفی صاحب محبت رسول ﷺ میں عاشق صادق تھے۔ہمیشہ ان سے پیار کرتے تھے جو ان سے پیار کرتے تھے میرے پاس فیصل آباد میں آئے کہنے لگے یہ آپ کی کتاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیوں آئی باقیوں پر کیوں نہ آئی میں نے کہا باقیوں پر بھی لکھیں گے۔جس کا حق پہلے ہے اس کے بارے میں ہی لکھنا چاہیے کہنے لگے لوگ کہتے ہیں نہیں بنتا۔میں نے کہا کتابوں میں سے نہیں۔دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھیں حق کس کا زیادہ ہے۔پوچھو کس کا تصور بنتا ہے۔میں نے کہا آپ بزرگ ہیں کوئی بھی کبھی کسی کی تعریف نہ کرتا اگر میرے صدیق کا وسیلہ نہ ہوتا۔کہنے لگے یہ کیسے میں نے

Marfat.com

کہا حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے تھے، شاعر رسول ﷺ ہیں، دربار رسالت میں بیٹھے ہیں خود نبی ﷺ فرمانے لگے اے حسان! تو نے میری بڑی تعریف کی ہے بڑی نعتیں کہیں ہیں کیا کبھی تیرے دل میں نہیں آیا کہ میرے دوست کی بھی تعریف کرو۔ کیا کبھی خیال نہیں آیا کہ میرے یار کے بارے میں بھی کچھ کہو۔ کہا میں ڈرتا تھا کہ نبی ﷺ کا وجود موجود ہے تو میں کسی کے بارے میں کچھ کہوں ہم اس پر ڈرتے تھے کہ کیوں کہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہو حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات شعر کہے جو ان کے دیوان کا حصہ ہے۔ آپ نے منقبت صدیق اکبر کہی۔

"یارسول اللہ ﷺ آپ کے دوست (یار) جیسا کوئی مرد ہی نہیں"

فتوی دے دیا۔ آپ جانتے ہیں اور بزرگ بیٹھے ہیں کہ حضور ﷺ کے سامنے کوئی بات کہے اور آپ ﷺ سن لیں حدیث بنتی ہے۔ تقریری حدیث کی تعریف یہی ہے۔

میں نے کہا صوفی صاحب جو ازل گیا ہے کہ اپنے بزرگوں کی تعریف کر دیا کرو اگر وہ یہ نہ کرواتے تو قیامت تک کسی کی تعریف نہ ہوتی۔ یہ میرے صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض ہے جو تمہارے بڑوں کی تعریف ہونے لگی۔ یہ ان کی برکت سے ملی ہے اور خود کہہ کر اجازت دی ہے۔ کہنے لگے پھر تو ان کا پہلا حق بنتا ہے۔ میں نے کہا حق نہیں بنتا جو حق دینے والا حق انہیں دے رہا ہے تو کون ان کا حق چھین سکتا ہے۔۔۔ صوفی صاحب ان سے محبت کیلئے آتے تھے۔ ذکر کرتے وقت کیفیت میں ہوتے۔

یاد رکھ لیجئے! حضور اکرم ﷺ کی امت مرحومہ میں سب سے بڑی ذات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے۔

میرے والد گرامی علیہ الرحمۃ کہتے تھے وہ چورہ شریف میں بیعت تھے اور عم

Marfat.com

محترم کرمانوالہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بیعت تھے۔ ایک دفعہ کہنے لگے یاد رکھو ہمارے خاندان نے سارا فیض نقشبندیت سے حاصل کیا ہے اور اس لیے ہے کہ ہم فیض کے اس چشمہ کل سے جڑ چکے ہیں جو سب کا چشمہ ہے اور جب میں نے کشف المحجوب پڑھی تو مجھے خیال آیا کہ بزرگ سچ فرماتے ہیں۔ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے کشف المحجوب کا باب تصوف پڑھ لیجئے وہ کہتے تھے تصوف کے سب سے بڑے امام حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ حضرت علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جملہ ہے۔

کسی نے پوچھا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ سے کہ آپ کی نقشبندیت سے نسبت بہت ہے فرمایا ''میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مانتا ہوں'' فرمایا باقی سب سلسلے کسی نہ کسی کی بیعت ہیں لیکن میرا سلسلہ بیعت جن سے ہے ان کے باقی سلسلے بھی بیعت ہیں فرمایا مجھے فخر ہے اس سلسلے پر کہ میں اس سلسلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے دوستو! جب تک آپ کے اندر اپنے بارے میں وجہ اطمینان نہیں آئے گا آپ کچھ نہیں کر سکتے یقین کامل نہ ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگر کچھ ہو گا جب یقین کرو گے یہ میرا ہے یہی بزرگوں کی صحبت کا اثر ہے۔ بڑے سے بڑا بزرگ جب بڑے سے جڑا ہے تو اس یقین سے جڑا ہے کہ یہی مرکز ہے۔ میں نے حضرت کرمانوالہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو شرق پور شریف کے عرس پر دیکھا، کافی چھوٹا تھا، فصل میں، کھیت میں چارپائی پر بیٹھے تھے کسی نے کہا رحمت زیادہ اچھی ہے کہ برکت زیادہ اچھی ہے؟ فرمانے لگے ''رحمت رب کی نہ ہو تو برکتیں نہیں ہوا کرتیں'' رحمت رب کی ہو تو برکت ہوتی ہے اس لئے کہا رحمۃ للعلمین پر نظر ڈالو تو ان سے رحمتیں پھوٹیں گی۔ ایک سمجھانے کا طریق تھا۔ ایک کیفیت تھی۔

Marfat.com

ایک آدمی پوچھنے لگا نبی ﷺ کا علم کتنا تھا؟ ہنس کر کہنے لگے، فرمانے لگے جزوی اور کلی کی بات کرتے ہیں۔ رب تو کُـلّهـا کہہ رہا ہے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ بزرگ تھے جو لوگوں کے دلوں پر دستک دیتے تھے اور نظر سے اندر تک جاتے تھے مجھے یقین ہے کہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم سے فیض لیا اور ان کو فیض پہنچا ہے کیونکہ انکا وجود بتا رہا ہے کہ ان کے پاس فیض اتر آیا ہے اور یہ نشان ہوتے ہیں میرے دوستو! جانے والے جاتے نہیں ہیں۔ میری دعا ہے اے اللہ! صوفی صاحب کا فیض رک نہ جائے۔ ان کی قبر سے ان کے گردونواح سے ان کے متوسلین سے یہ علم آگے بڑھے میں دعا گو ہوں اور اس امید سے ہوں کہ بزرگوں کا یہ سایہ رہے گا۔ آستانے چلتے رہیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ اسے بھی جاری وساری رکھے۔ (امین)

Marfat.com

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی نقشبندی سلسلہ کیلئے خدمات کا مختصر جائزہ

پروفیسر محمد اقبال مجددی
صدر شعبۂ تاریخ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، سول لائنز، لاہور

جناب صدر مجلس، معزز علمائے کرام اور سامعین بزرگ! آج ہم جس ہستی کی یاد منانے کیلئے یہاں اکٹھے ہیں وہ اپنی شخصیت کے اعتبار سے نہایت سادہ بزرگ تھے۔ اس وقت روایتی علوم کے علمائے دین اور جدید علوم کے سکالرز پروفیسرز تشریف فرما ہیں دیکھنا یہ ہے کہ یہ بزرگ شخصیت خود کیا تھی۔ خود کسی بڑے مدرسے یا یونیورسٹی کے فارغ التحصیل استاد نہیں تھے۔ بلکہ گاؤں کے کالج کے محض گریجوایٹ تھے، ایک دفتر میں کام کرتے تھے۔ یہ سب کچھ کیا ہے اور کیسا ہے؟ آخر کیا بات ہے کہ آج اتنے بڑے سکالرز علمائے دین اور ماہر اساتذہ کرام یہاں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اکٹھے ہیں یہ سب کچھ وہ روحانی فیض ہے جو انہوں نے اپنے مرشد کریم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف جو ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں کی مبارک صحبت میں رہ کر حاصل کیا اور اس کو عام کرنے کیلئے اس روحانی سطح پر جا کر جہاں نیچے جانے کی ضرورت ہے، جس سطح کا آدمی ہے اس سطح پر جا کر دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیا۔

Marfat.com

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں سال اول کا طالب علم تھا کہ میں نے حضرت میاں صاحب کے ساتھ ایک جوان دیکھا۔ یہ آج سے پینتالیس سال پہلے کی بات ہے کہ وہ جوان کیسے تھے سادہ سا تہہ بند پہنا ہے، ایک قمیض ہے جوتی بھی نہیں، سر پر ایک سادہ سی پگڑی بندھی ہوئی ہے، میں سمجھا کہ میاں صاحب کے ساتھ دیہات سے آنے والا کوئی دیہاتی ہوگا۔ پھر ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے تھے، پھر کئی مرتبہ وہاں تشریف لاتے رہے تو بتایا گیا کہ یہ حضرت میاں صاحب کے خادم خاص صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ہیں جو لاہور کے ایک دفتر میں ملازمت کرتے ہیں۔ پھر معلوم ہوا کہ شرقپور شریف سے نکلنے والا ماہنامہ ''نور اسلام'' میں بھی انکا خاص کردار ہے اور وہی اس میں اہم خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اس رسالے میں جہاں تک مضامین لینے کا تعلق ہے۔ حضرت صوفی صاحب میرے پاس حضرت میاں جمیل احمد کی معیت میں تشریف لائے۔ میں بہت شرمندہ تھا حیرت ہوئی کہ کالج کے ایک معمولی سے طالب علم کے گھر تشریف لا رہے ہیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات امام ربانی کے مقدمہ میں یہ لکھا تھا کہ محمد اقبال مجددی حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات جن بزرگوں کے نام ہیں ان کے حالات زندگی اکٹھا کرنے کا کام کر رہا ہے۔ اس بنیاد پر ان سے تعارف ہوا۔ یہ میرا مرحوم کے ساتھ پہلا تعارف۔ اسکے بعد مقالوں کا تقاضا کرنے کیلئے برابر صوفی غلام سرور صاحب علیہ الرحمۃ میرے گھر تشریف لاتے رہے۔ حضرت میاں صاحب کو بار بار زحمت اس لئے دیتے کہ اس مقالے کی اہمیت زیادہ ہے اور اس کا لکھا جانا ضروری ہے۔ حضرت صاحب خود تشریف لا رہے ہیں۔ ایک اور اہم

Marfat.com

بات جو اس سلسلے میں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے کہ حضرت میاں صاحب جو یومِ مجدد منایا کرتے تھے اور اب بھی مناتے ہیں اس کے لئے جو بزرگ سخت محنت کرتے تھے وہ ہمارے بزرگ صوفی غلام سرور صاحب تھے شب وروز ایک دن میں متعدد ''یومِ مجدد'' کے جلسوں میں حاضری دی جا رہی ہے۔ حضرت میاں صاحب کے ساتھ جو سب سے مخلص آدمی جا رہے ہیں وہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات والا صفات تھی کہ صوفی صاحب دم بہ دم، قدم بہ قدم یوم مجدد کو کامیاب بنانے کیلئے حضرت میاں صاحب کے ساتھ جاتے تھے۔ پھر ایک اور بڑا کارنامہ جو انہوں نے کیا کہ جب میاں صاحب نے یوم مجدد منانے کا آغاز کیا تو ان جلسوں میں پڑھے جانے والے مقالات کے اقتباسات کو یوم مجدد کی روئیداد کے نام سے خود تحریر کرتے اور چھوٹے رسائل (پمفلٹ) کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام بھی کرتے تھے، جو آج لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔

صوفی صاحب کو کتابوں سے جو انس اور محبت تھی وہ دو بزرگوں کی دین تھی ایک حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کے قدموں میں بیٹھنے سے اور دوسری حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی وجہ سے کتابوں سے اس قدر محبت کہ جب بھی سلسلے کی کتاب چھپتی تو خصوصیت سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور ان کتب کی سینکڑوں کاپیاں خرید کر اہل علم کو تحفہ دیتے۔ سب سے بڑی بات یہ تھی اور مجھے یہ بتایا گیا کہ صوفی صاحب نے لاکھوں روپے کی کتب کو اندرون ملک اور بیرون ملک یورپ کی لائبریریوں میں بھیجا یہ کتب کو سکالرز کو پہنچاتے اور محفوظ کرتے اور ڈاک وغیرہ کے مصارف بھی خود برداشت کرتے پھر اہم ترین کام جو صوفی صاحب چاہتے تھے وہ تھا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے بارے میں ایسی کتاب ہو جو تادیر راہنمائی

Marfat.com

کا کام کر سکے، اس سلسلے میں انہوں نے ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اس طرف دلائی اور انہیں رغبت دی اور انہیں نور اسلام کا تین جلدوں میں حضرت مجدد الف ثانی نمبر حضرت میاں صاحب کی راہنمائی میں بھیجا۔ اس نمبر کو دیکھ کر پروفیسر مسعود صاحب بہت مرعوب ہوئے اور ایک دائرۃُ المعارف مرتب کرنے کی کوشش کی۔ مجھے یاد ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں ایک خط لکھا۔ میاں صاحب وہ خط لے کر میرے پاس تشریف لائے اور مشورہ طلب فرمایا کہ کیا کہنا چاہیے؟ میں نے ان سے درخواست کی کہ اس کے اندر جتنے مضامین ہیں چند ایک کے سوا وہ سب اپنے دائرۃُ المعارف میں شامل کر لیں اگرچہ وہ چاہتے تھے کہ ان کو ریوائز کرایا جائے لیکن ریوائز کرانے کیلئے بہت وقت کی ضرورت تھی، میرے کہنے پر ریوائز کا معاملہ رہنے دیا گیا۔ پھر عنوانات کے تحت ان مضامین کو دائرۃ المعارف میں جگہ دی گئی۔ آج وہی بین الاقوامی نوعیت کا دائرۃ المعارف ''مجدد الف ثانی نمبر پر مبنی ہے جو حضرت میاں صاحب اور حضرت صوفی صاحب نے مل کر مرتب کیا تھا اور انہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ وہ اتنی بڑی کتاب تقریباً 14 جلدوں پر ہمارے پاس موجود ہے۔

زندگی کے آخری ایام میں حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت میاں صاحب کی طرح نقشبندی مخطوطات کی اشاعت کا پروگرام بنایا تھا، ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے مجھے خط لکھا کہ کون کون سے مخطوطات فوری طور پر شائع کیے جائیں تو میں نے 18 نادر مخطوطات کی فہرست بنا کر انکی خدمت میں بھیجی یہ فہرست اس دائرۃ المعارف کی ایک جلد میں شامل ہے حضرت میاں صاحب نے حوزۂ نقشبندیہ کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جس سے نقشبندی سلسلے کے مخطوطات کی اشاعت کا کام

Marfat.com

شروع کیا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ میں حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی عیادت کیلئے فاطمہ میموریل ہسپتال گیا تو خاصے علیل تھے۔ میں پروفیسر راغب الیاس شاہ صاحب کے ساتھ انکی خدمت میں گیا ان کی زبان پر ایک ہی بات تھی کہ ''حضرت مجدد الف ثانی کانفرنس'' جو چند دنوں ے بعد ہونے والی ہے وہ ہر حال میں ہونی چاہیے۔ انہیں اپنی بیماری کی فکر نہیں تھی۔ اپنی کوئی بات نہیں کرتے یہی بار بار کہتے کہ بھائی جو ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' کا پروگرام آپ کو ڈاک کے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اس کا خیال رکھنا۔ فرمایا کہ اگر اس دوران کوئی ناخوشگواری ہو جائے یعنی اگر کانفرنس سے پہلے میں فوت ہو جاؤں تو ایسا نہ ہو کہ وہ کانفرنس تاخیر سے ہو یا اس میں کوئی اور معاملہ ہو اسے ہر حال میں ہونا چاہیے۔

تو یہ وہ بزرگ شخصیت تھی جن سے حضرت میاں صاحب کی وجہ قریبی تعلق رہا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

مطیع وفرمانبردار مرید

مفتی ظہور احمد جلالی

شیخ الحدیث

جامعہ محمدیہ اہلسنت وجماعت مانگامنڈی

ایک مرتبہ دورانِ ملازمت جبکہ آپ کے دفتر میں تاخیر سے پہنچنے والے کو ملازمت سے فوری طور پر برخاست کردیا جاتا تھا ان دنوں میں حضرت صوفی صاحب اپنے مرشد کریم حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت میں شرقپور شریف میں حاضر تھے۔ صبح اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں انکے ساتھ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ دفتری اوقات کا کافی وقت گزر گیا اجازت ملی اور دفتر پہنچے تو دوسرے احباب اور کولیگز سے حاضری رجسٹر کے بارے میں استفسار فرمایا تو ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ حضرت صاحب آپ نے خود ہی تو صبح حاضری لگائی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے مرشد کریم کی خدمت اور حکم کی تعمیل میں کبھی لیت ولعل سے کام نہیں لیا اور سرِ تسلیم خم رکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

Marfat.com

ایک خود شناس شخصیت

قاضی جمیل اطہر سرہندی

صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور

حضرت صوفی صاحب کا نام ہونٹوں پر آتے ہی ایک ایسی متحرک اور فعال شخصیت کا خاکہ آنکھوں میں جھلملانے لگتا ہے جنہوں نے کم و بیش نصف صدی اس سرزمین پر اللہ کے دین کا کام کیا اور عجز و انکسار سے یہ کام سرانجام دیا۔ یہ تحریک جو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور تعلیمات کی تجدیدی تحریک تھی اسکے سپہ سالار بھی رہے اور قائد و سرپرست بھی۔ اعزاز کم ہی خوش نصیبوں کو نصیب ہوتا ہے کہ وہ اس تحریک کے نہ صرف ایک اہم رکن ہوتے ہوں بلکہ اس کی راہنمائی کا فریضہ بھی خود ہی سرانجام دیتے ہیں۔ صوفی صاحب کے بارے میں تصوف کی اصطلاح میں بات کروں تو وہ ایک خود شناس شخصیت تھے۔ اہل تصوف کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اپنے آپ کو پہچانو کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کس کام کے لئے بھیجا ہے اور پھر اس کا دوسرا درجہ یہ ہے خود فراموشی کہ بھول جاؤ کہ تم کیا ہو اور کبھی اس زعم میں نہ رہو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کیلئے تمھیں منتخب کیا ہے امر واقع ہے کہ تصوف کی اس اصطلاح کی ایک زندہ تصویر اور ایک متحرک پیکر ہم نے صوفی صاحب کی صورت میں اپنی نظروں کے سامنے دیکھا ہے میں جیسا کہ پہلے بھی عرض کرتا رہا ہوں علمی اور فکری لحاظ سے اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اپنی زبان سے کچھ ادا کرسکوں لیکن

Marfat.com

یہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہوں نے اس تحریک میں مجھے ایک رضا کار کا مقام دیا اور آج ہم جس جگہ بیٹھے ہیں اور جہاں ہم صوفی صاحب کو یاد کررہے ہیں یہ ان کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ ایک بے آباد جگہ تھی۔ یہاں لوگ آتے ہوئے ڈرتے تھے۔ یہاں خراب لوگوں کا مرکز تھا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عالمِ باعمل کو یہ توفیق ارزانی کی کہ اس نے یہاں اللہ کا گھر آباد کیا۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہم حضرت کے دوسرے کام کو ایک طرف رکھ دیں تو ان کی بخشش کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمارے لیے ایک ایسا مرکز چھوڑ گئے ہیں ایک ایسی جگہ چھوڑ گئے ہیں جہاں ہم اللہ کا نام لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اس کی سربلندی اور بالا دستی کے لئے ان کو اپنے دلوں میں آباد کرنے کیلئے، بسانے کے لئے کام کرسکتے ہیں۔ میں نے حضرت کی رسم قل میں قرآن خوانی کے موقع پر بھی یہ عرض کیا تھا حضرت مولانا محمد نواز خٹک صاحب جن کی ملاقات میرے ساتھ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ پر ہوئی تھی وہ میرے ساتھ یہاں تشریف لائے جب یہ مسجد بنے ہوئے چند ہفتے ہی ہوئے تھے جناب مولانا محمد نواز خٹک ایک صاحبِ کشف بزرگ تھے ان کا اللہ کے ساتھ تعلق بہت گہرا تھا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عشق ومحبت کا وہی تعلق تھا جو حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا۔ جب درگاہ شریف پر ان سے میری ملاقات ہوئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر سرہند تشریف لائے ہیں اور انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضرت سے روزانہ اُن کی یہاں ملاقات ہورہی ہے اور وہ حضرت کی راہنمائی سے مستفید ہورہے ہیں۔ مولانا محمد نواز خٹک نے فرمایا تھا کہ یہ مسجد، یہ مدرسہ، یہ مرکز نقشبندیہ مجددیہ کے سلسلہ کو نئی زندگی دینے کا ذریعہ بنے گا۔ اس سے محبت اور الفت کے

Marfat.com

سوتے پھوٹیں گے۔ اس سے حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے افکار کی روشنی ہر سُو پھیلے گی حضرت صوفی صاحب کی روح آج خوش ہو رہی ہو گی کہ جو درخت انہوں نے لگایا تھا وہ ثمر آور ہو رہا ہے اور جو مسجد انہوں نے آباد کی تھی وہ نمازیوں سے بھری ہوئی ہے اور جو پیغام دینے کیلئے انہوں نے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی وہ پیغام رکا نہیں اسکی روشنی کم نہیں ہوئی۔ وہ روشنی ہر صبح ہر شام بڑھ رہی ہے۔ فروغ پا رہی ہے۔ صبح اتوار کو نماز فجر کے بعد جب آپ کے صاحبزادگان اور پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب محفل ذکر اور درس قرآن کی نشست آراستہ کرتے ہونگے تو حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح کہہ رہی ہو گی۔

کیا عجب مری نوا ہائے سحر گاہی سے
زندہ ہوجائے وہ آتش کہ تیری خاک میں ہے

حضرت خود تو خالق حقیقی سے جا ملے لیکن ہمارے دلوں میں وہ آگ وہ شمع وہ چراغ وہ سورج روشن کر گئے جو تا ابد زندہ رہنے والا ہے لیکن ہم اس لحاظ سے زیادہ ذمہ دار ہیں کہ وہ تو اپنا فرض ادا کر کے چلے گئے ان کو جانا ہی تھا افسوس کہ ہمارے درمیان ایک ایسا بے لوث اور بے غرض دین کا خادم رہا لیکن ہم اس کی زندگی میں اس کا مقام پہچان نہ سکے یہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے ساتھ ہمیشہ المیہ رہا ہے کہ وہ جس دور میں زندہ رہتے ہیں اس دور میں ان کی پہچان کرنے والے کم ہی لوگ ہوتے ہیں اور جب وہ دنیا سے پردہ کر لیتے ہیں تب ہمیں احساس ہوتا ہے اور ہمیں محسوس ہوتا ہے کہ ہمارے درمیان سے کتنی بڑی شخصیت اٹھ کر چلی گئی ہے۔ حضرت صوفی صاحب کا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے۔ میں تو ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ میں ان کی روح سے شرمندہ ہوں پھر عرض

Marfat.com

کرتا ہوں کہ ان کی روح سے شرمندہ ہوں۔ کاش ہم نے ان کا مقام انکا مرتبہ دین کی خدمت کا جذبہ۔ انہوں نے جس للٰہیت کا مظاہرہ کیا جس بے لوثی سے اپنے شب و روز اللہ کے دین کی سر بلندی کیلئے بسر کیے ہم اپنی پلکوں کو ان کی راہ میں بچھا سکتے۔ کاش ہم نے ان کے قدموں میں اپنی آنکھیں بچھائی ہوتیں لیکن شرمندگی اور ندامت کی اس کیفیت سے نکلنے کے لئے ہمیں زندگی نے مہلت عطا کر رکھی ہے یہ مہلت غنیمت ہے یہ ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے۔ اگر ہمارے پیغمبر سرور کائنات ﷺ اپنی امت کو محرومی کا داغ دیتے ہیں اور اس دنیا سے پردہ فرماتے ہیں اور اس کے بعد آنے والے اللہ کے نیک بندے حضرت نبی اکرم ﷺ کے مشن کو آگے لے کر کام کرنے والے وہ پردہ کر جاتے ہیں اس دنیا میں نہیں رہتے ہیں تو کل ہم بھی یہاں نہیں ہوں گے، آپ بھی یہاں نہیں ہوں گے لیکن آج کا دن ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے ہم اس دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں جہاں ہماری راہنمائی کے لئے کتابیں موجود ہیں، علم و عمل کے مراکز موجود ہیں، ہمارے درمیان رہنے والے اصحاب بصیرت اور دانشور موجود ہیں جو ہمیں سیدھے راستے پر لانے کا فرض ادا کر رہے ہیں اور ادا کر سکتے ہیں ہم تو چودہ، پندرہ سو سال پہلے حضور ﷺ کے اعلانِ رسالت سے قبل اس نعمت سے بھی محروم تھے۔ میری گذارشات کا مدعا یہ ہے کہ ہم ایک ایک لمحے کو غنیمت سمجھیں۔ اس لمحے کا صحیح استعمال کریں ہم دنیا میں صرف کھانے پینے کیلئے پیدا نہیں ہوئے۔ یہ امت اُس عظیم مشن اور نصب العین کی علمبردار اور پرچم بردار ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ لے کر تشریف لائے اور یہی وہ نصب العین ہے جس کا درس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیا۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کام کا طریقہ بھی یہی تھا کہ انہوں نے جو کچھ امت

Marfat.com

کو کہنا تھا اپنے پیروکاروں سے کہنا تھا وہ تحریری طور پر ہمارے لئے سرمایہ چھوڑ گئے مکتوبات امام ربّانی ہمارے لئے راہنمائی اور رہبری کے لئے مرکز اور منبع ہیں۔حضرت صوفی صاحب نام کے صوفی نہیں تھے وہ ایک عالم باعمل تھے انہوں نے بھی اپنا علمی سرمایہ ضائع نہ ہونے دیا۔انہوں نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اور ہر چیز کو تحریر میں لے آئے۔وہ کتابوں کی صورت میں علمی سرمایہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور تا ابد محفوظ رہے گا۔شیر ربّانی اسلامک سنٹر جس کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب ہیں ان کا یہ فرض ہے اور اس کام کے لئے ہم ان کے شانہ بشانہ ہیں کہ یہ کام فروغ پائے، آگے بڑھے اور اس کام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے اور آنے والے دور کے لئے نئی نسل کیلئے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو اپنے شانوں پر اس ذمہ داری کو اٹھائیں۔یہ کام تو چودہ سو سال سے ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور تا ابد جاری رہے گا ہمیں اس میں سعادتیں تلاش کرنی چاہئیں جیسے صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت تلاش کی تھی جب وہ بہاولپور سے لاہور روانہ ہوئے ہونگے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سعادت مانگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے التجاء کی ہوگی۔اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں میں سے ایسے بندے منتخب کرتا رہتا ہے ان کو یہ ذمہ داری سونپتا رہتا ہے۔وہ معاشرہ اپنی قسمت پر ناز کرے جس معاشرے میں حضرت صوفی صاحب جیسے فاضل اجل پیدا ہوتے ہیں۔ایک دو آدمی سے کام شروع کرتے ہیں ایک سمندر ایک بحرِ بے کراں اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے درجات بلند کرے انکی قبر کو تا ابد روشن رکھے۔وہ تا حدِ نگاہ وسیع ہوتی رہے میری بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ یہ مسجد اور کعبہ کی یہ بیٹی اور کعبہ کی دوسری بیٹیاں تا ابد آباد رہیں۔

Marfat.com

یہ پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا۔ جسکے لئے لاکھوں لوگوں نے قربانیاں دیں ہیں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے یہ پاکستان بنتے دیکھا ہے میں اس میں سے ہوں جو خاک وخون کے اس طوفان سے نکل کر اس پاک سرزمین تک پہنچے تھے۔ اس برصغیر کے لوگوں نے اس مملکت کے لئے بڑے خواب دیکھے۔ انہوں نے یہ یقین کیا تھا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ بنے گا۔ پاکستان اسلام کوئی زندگی دینے کا ذریعہ بنے گا پاکستان اسلام کا عملی نمونہ بنے گا، تعلیمات اسلام کا اصل نمونہ بنے گا۔ میرے والد قاضی سراج الدین سرہندی مرحوم پاکستان بننے کے بعد جب ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لائے میرے استاد خان غلام اللہ خان نیازی نے ان کے انتقال کے بعد مجھے بتایا کہ میرے والد صاحب نے قیام پاکستان کے بعد سرہند سے ٹوبہ آنے پر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی مرکزی جامع مسجد میں جمعہ کا خطبہ دیا تھا فرمایا اگر ہماری ہتھیلی پر دنیا کی ساری نعمتیں رکھ دی جائیں اور ہمیں یہ کہا جاتا کہ تمہیں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی قربت چاہیے یا کسی اور ملک کی شہریت تو خدا گواہ ہے کہ ہم اپنے ان بزرگوں کی قربت نہ چھوڑتے لیکن پاکستان چونکہ اسلام کے نام پر بن رہا تھا اس لئے ہم نے خاک وخون کا سمندر عبور کر کے پاکستان آنے کا فیصلہ کیا۔

Marfat.com

اقبال کا مردِ مومن

میاں محمد صادق قصوری

چہ باید مرد را طبع بلندے، مشرب نابے
دل گرمے، نگاہ پاک بینے، جان بیتا بے

ترجمہ:۔ایک انسان کو مکمل بننے کے لیے ضرورت ہے اعلیٰ ظرف اور خالص عقیدے کی۔ (اُس کے سینے میں سوزِ عشق سے) تپتا ہوا دل ہو، اُس کی نظر پاک اور رُوح مضطرب اور بے چین ہو''

حکیم الامت دانائے راز علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے اس شعر میں فرماتے ہیں کہ ایک مکمل انسان یعنی مردِ مومن کے لیے جو اوصاف انتہائی ضروری ہیں، وہ یہ ہیں کہ وہ بلند ہمت اور اعلیٰ خیالات کا حامل ہو، اُس کا عقیدہ اتنا پختہ اور خالص ہو کہ وہ سوائے اللہ جلّ شانہُ کے کسی کے آگے نہ جھکے اور اللہ رب العزت سبحانہُ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کی شرکت اُس کے وہم وگمان میں نہ آئے، اُس کا دل عشق کی حرارت سے گرم ہو، ایمان پختہ ہو کہ اُس کی نظر ہمیشہ پاک شے کی متلاشی ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اُس کے اندر پارے جیسی تڑپ اور بے قراری ہو کہ وہ عالمِ رنگ وبُو پر قناعت نہ کر پائے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

امام السالکین راس المتقین پیر طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کی عملی تفسیر تھے اور بلاشک وشبہ وہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے مردِ مومن تھے۔ اُن کی ساری زندگی اللہ عزوجل کی اطاعت، حضور ختمی مرتبت خواجہ گیہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آفتابِ ہند قندیلِ نورانی امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کے نظریات وافکار کی سربلندی اور تبلیغ وترویج میں گزری۔ اُن کی ذات ستودہ صفات مینارِ نور تھی، اُن کا دل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت سے سرشار، آنکھیں اشکبار اور قلب فگار تھا۔ وہ حقیقی معنوں میں غلام سرور تھے یعنی حضور سرورِ کائنات فداہ امّی ابی کی غلامی میں سلمان فارسی، ابوذر غفاری اور اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جانشین تھے۔ اُن کے چہرے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا نور تھا اُن کی محفل، مجلس اور حلقہ میں بیٹھ کر اطمینان قلب نصیب ہوتا تھا۔

اُن کی محفل میں بیٹھ کر دیکھو
زندگی کتنی خوبصورت ہے

اُنہوں نے اپنی حیاتِ مستعار کا لمحہ لمحہ دینِ متین کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا، عشقِ حبیب اُن کی زندگی کا سرمایہ تھا، وہ قرونِ اولیٰ کے بزرگوں کی نشانی تھے، گفتار وکردار میں اللہ جل شانہٗ کی بُرہان تھے۔ اُن کا کھانا پینا، اُٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا غرض ہر لمحہ، ہر ساعت اُسوۂ حسنہ کے مطابق تھا، ان کا سُرمہ چشم خاکِ مدینہ طیبہ تھی، وہ خواجۂ نقشبند بخاری، حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی،

Marfat.com

شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرّہم کے روحانی فرزند تھے اور ہر سہ بزرگ ان پر سایہ فگن تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کی زیارت سے قلب و جگر کو ٹھنڈک، بے قرار روح کو تسکین اور دیدہ و دل کو نور و سرُور ملتا تھا

دل کو تسکین نہ ہو تو میں ضامن
تُو ایک بار میکدے میں آ تو سہی

ایسے ہی بندۂ مومن کو رموزِ باطن کا مظہر قرار دیتے ہوئے اقبالؒ کہتے ہیں۔
یعنی بندۂ مومن کا ہاتھ اللہ جل شانہ ، کا ہاتھ ہے، جو کہ ہر مقام پر کارساز اور غالب ہے، وہ عقدہ کُشا اور ہر کام پر کامیابی اُس کا مقدر ہے۔ یہاں اللہ جل شانہ، کا ہاتھ (ید اللہ) سے ایک حدیث شریف قدُسی کی طرف اشارہ ہے، جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔
اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ، وجلالہ، کا ارشاد گرامی ہے کہ:

"میرا بندہ فرائض کی ادائیگی کے ذریعے میرا قُرب حاصل کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ مجھے محبوب ہو جاتا ہے، اور وہ جب میرا محبوب بن جاتا ہے تو میں اُس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور (اُس کی محبوبیت اور نزدیکی اِس کو اس قدر بلند کر دیتی ہے کہ) وہ مجھ سے سوال

Marfat.com

کرے تو اُس کا سوال پورا کر دوں اور جو مانگے اُسے دے دوں۔ اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے تو اُسے (آفات ومہلکات) سے پناہ دے دوں"۔

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی باصفا مردِ خدا، فدائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیرِ طریقت خواجہ غلام سرور علیہ الرحمہ لاریب اور بلا شک وشبہ مقامِ محبوبیت پر فائز تھے، وہ شان وشوکتِ دنیا سے بے نیاز تھے۔ البتہ اُن کی اپنی ذات لوگوں کے لئے نعمت بے بہا اور غیر مترقبہ تھی، وہ ہر دل عزیز اور ہر دل کی دھڑکن تھے، اُن کی ذات سے بندگانِ خدا کو فیض حاصل ہوتا تھا اور تا ابد یہ فیض جاری وساری رہے گا۔ ان شاء اللہ

چشمِ ظاہر بیں سے گرچہ چھپ گیا یہ آفتاب
حشر تک ہوتا رہے گا ذرّہ ذرّہ فیض یاب

اُن کی نگاہِ پاک، دلوں کو منور کرتی تھی، مسخر کرتی تھی، اُن کی آنکھ میں ایک عجیب قسم کی چمک تھی جو دلوں کو گھائل کرتی تھی، اُن کا چہرہ مبارک گلاب کے پھول کی طرح تر و تازہ رہتا تھا، اُن کے دندان مبارک دُرِ عدن تھے جن سے تقویٰ وطہارت کی روشنی نمودار ہوتی تھی۔ اُن کی ہر ادا دلفریب تھی۔

حضرت صوفی صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے اِس سیہ کار، بندۂ بیکار کی شناسائی، نیاز مندی اور عقیدت مندی ۱۹۸۲ء میں استاذی ادیب الملک حکیم ملّت نابغہء عصر حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری ثم لاہوری چشتی نظامی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ (مطب)

Marfat.com

۵۵۔ ریلوے روڈ لاہور (جہاں پوری دنیا کے اہلِ علم حصول فیض کے لئے دیوانہ وار حاضر ہوتے تھے) پر ہوئی۔ وہاں اُن سے برسوں ملاقاتیں رہیں، تبادلہِ خیال ہوتا رہا۔ اُن کو ہمیشہ ذکر وفکر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ میں ہی گم پایا۔ کئی بار اُن کے ساتھ بھاٹی دروازے تک پیدل سفر کرنے اور اُن کے ملفوظات طیبات سُننے کا شرف حاصل ہوا۔ اُن کی بات، اُن کی گفتگو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوتی اور پھر وہیں پہنچ کر اختتام پذیر ہوتی ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فنافی المجدد تھے اور تادم واپسیں افکارِ مجدّد رحمۃ اللہ علیہ کے مبلغ و مفکر رہے۔ بے شمار کتابیں زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کر کے فکرِ مجدد کی اشاعت کی اور پوری دنیا میں اس فکر کے اثرات مرتب ہوتے دیکھ کے شاداں و فرحاں تھے۔ بقول مشرقی سہروی

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم گوہر اشک نثارِ رہِ یارے کردم

جولائی ۲۰۰۷ء میں جب انہوں نے میرے غریب خانہ پر قدم میمنت لزوم فرمایا تو میرا گھر نور ’‘ علیٰ نور ہو گیا، اکثر لوگوں نے ان کی زیارت کر کے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کیا ۔ جب نماز ظہر کے لئے جامع مسجد امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ میں تشریف لے گئے اور لوگوں نے مثل گُل لالہ تاباں و درخشاں کی اور مشعل و قندیل کی طرح روشن رُخ زیبا دیکھا تو دیکھتے ہی رہ گئے۔ کئی ایک نے مجھ سے استفسار کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں اور کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ میرے بتانے پر وہ گویا ہوئے کہ یہ تو ولیٔ کامل ہیں، اللہ کریم جل شانہ نے انہیں حُسنِ صورت و سیرت سے نواز کر مردِ کامل بنا دیا ہے۔ شاید دانائے راز، پیر مشرق، نقادِ مغرب اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے ہی مقام پر کہا ہے۔

Marfat.com

عمر ہا برخویش می پیچد وجود
تا یکے بیتاب جان آید فرود

قرآن مجید فرقان حمید، پارہ ۲۸ سورہ المجادلہ :۲۲ میں ارشاد خداوندی ہے:

"یہ (وہ لوگ) ہیں جن کے دلوں میں اللہ کریم جل شانہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے۔"

نیز پارہ ۳۰ سورۃ الاعلیٰ :۱۴ میں حکم ہوتا ہے:

"بے شک مراد کو پہنچا جو ستھرا ہوا یعنی تزکیۂ نفس اختیار کیا۔"

جو شخص اپنے قلب و نفس کا تزکیہ کرتا ہے یعنی جرم و گناہ اور ظلم و شرک کے اندھیروں اور بارِ گراں سے انہیں نجات دیتا ہے اور اُس کا نورِ قلبی ترقی کرنے لگتا ہے، وہی فلاح پاتا ہے۔ نفس مطمئنہ جنت میں جائے گا، جہاں وہ لذت و حظ اور کیف و سرور کے حسین و دلکش عالمِ بیکراں میں سدا حیات طیبہ بسر کرے گا اُس کے رفیق و ہم مشرب انبیاء علیھم السلام، ذاتِ ستودۂ صفات بلا شک و شبہ انہی خوبیوں سے مزّین اور آراستہ و پیراستہ تھی کہ انہوں نے تسلیم و رضا کو اپنا شعار بنائے رکھا، توحید و رسالت کو حرزِ جاں بنائے رکھا۔ اللہ کریم جل شانہٗ نے اُنہیں "نورِ قلبی" سے سرفراز کیا تھا۔ یہ "نورِ قلبی یا نورِ باطنی" ہی وہ چیز ہے جس نے حضرت صوفی صاحب کے حسیِ، قلبی اور نفسی نظام کو عشق الٰہی جل جلالہٗ کی آب و تاب، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دولتِ نایاب بخشی، اور وہ نفس مطمئنہ کی عملی تفسیرِ بے نظیر بن گئے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

"اے مطمئن نفس! اپنے پروردگار و مالک کے پاس لوٹ آ (اس

Marfat.com

لئے کہ دنیا میں بھی تو میری طرف ہی رجوع کرنے والا تھا) تو اُس سے خوش، وہ تجھ سے خوش۔ تو میرے (اہل تسلیم ورضا) بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنت میں داخل ہوجا"۔

(پارہ ۳۰: الفجر: ۲۷ تا ۳۰)

حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہٗ بھی مطمئن نفس تھے، وہ کشتۂ عشقِ الٰہی اور فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ ایسے عاشقِ زار تھے کہ جنت جن کے لئے منتظر رہتی ہے مگر یہ دولت، یہ سعادت اور یہ کیفیت ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتی، ہر کوئی ''صوفی غلام سرور'' نہیں ہوتا۔ بے شک صوفی صاحب اپنے زُہد وعبادت، تقویٰ وطہارت اور سوز وساز عشق رسالت کی بنا پر نفس مطمئنہ بن کر جنت معلّٰی، جنت الفردوس اور فردوسِ بریں کے مکین ہوچکے ہیں، خلد آشیانی ہوکر دارالقرار میں حُور وغلمان کے جھرمٹ میں درودُ وسلام کے نغمے الاپ رہے ہیں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پارہ ۸: الانعام ۱۶۲ میں اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

"تم فرماؤ! بے شک میری نماز، قربانی وایثار، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ جل شانہٗ کے لیے ہے جو کُل جہانوں کی مخلوقات کا پروردگار اور مالک ہے"۔

حضرت صوفی صاحب جیسے بندۂ تسلیم ورضا کا ایمان وعمل اور شعارِ زندگی یہ ہے، ایک تو وہ

Marfat.com

ہر بات میں اللہ عزوجلّ کی طرف رجوع کرنے والا ہوتا ہے اور دوسرا اُسی کا ہوکر رہتا ہے ،اس لیے کہ وہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے جو عظیم ترین نعمت ہے، اپنے آپ کو اُس کے پاس بیچ دیتا ہے، فروخت کر دیتا ہے اور پارہ ۱۸ : الفرقان: ۳۶،۴۶ کے مطابق:

''رحمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عجز اور انکسار کے ساتھ
آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل اُن سے بات کرتے ہیں تو کہتے
ہیں کہ سلام سُن لو، اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے
سجدے اور قیام میں''

یعنی رب کریم جلّ جلالہٗ کے بندے نہایت اطمینان و وقار کے ساتھ متواضعانہ شان سے چلتے ہیں نہ کہ متکبرانہ طریقہ پر جوتے کھٹکھٹاتے پاؤں زور سے مارتے ، اتراتے کہ یہ متکبرین کی نشانی ہے اور شریعت نے اس کو منع کیا ہے۔ وہ بات کرتے وقت کوئی ناگوار کلمہ، بے ہودہ گفتگو یا خلاف تہذیب وادب گفتگو نہیں کرتے ۔ جاہلوں کے ساتھ مجادلہ کرنے سے اعراض کرتے ہیں، اُن کو سلام کر کے آگے گزر جاتے ہیں ۔ اور نماز اور شب بیداری میں مداومت کرتے ہیں ۔ کیا ایسے خدامست اور حامل پاسداری وعدہ یوم الست کے جنتی ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی ہے ۔ نہیں نہیں ، بے شک ، لاریب حضرت صوفی علیہ الرحمہ صاحب جنتی ہیں ۔ میری بات کیا ، میری اوقات کیا اور میری حیثیت کیا، قرآن حکیم گواہی دیتا ہے کہ:

اِنَّ لَھُم جنت تجری من تحتھا الانھر

''اُن کے لیے بہشت ہے جن کے نیچے نہریں (دریا) رواں

Marfat.com

رواں ہیں۔ (پارہ ۱: البقرہ ۵۲)

مزید ارشاد ہوتا ہے:

"متقی لوگ باغوں اور نہروں کے درمیان زندگی بسر کریں گے"

یقیناً اور یقیناً اللہ کے ولی، اللہ کے دوست اور اللہ کے بندے بہشت میں شاداں شاداں، فرحاں فرحاں اور خنداں خنداں زندگی بسر کریں گے۔ کون کہتا ہے کہ وہ مر گئے ہیں؟ وہ تو زندہ ہیں، ہمارے صوفی صاحب باغ ارم میں خوش باش اور ہشاش بشاش ہیں اور دیدارِ الٰہی جل شانہٗ سے مشرف ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ اس جہانِ فانی سے دار البقا کو سدھار گئے ہیں اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیِّتٍ
اِنَّمَا الْمَیِّتُ مَیِّتُ الْاَحْیَاءِ!

ترجمہ:

جو شخص مر کر راحت کی نیند سو گیا وہ دراصل مُردہ نہیں
ہے! حقیقت میں مُردے وہ ہیں جو زندہ ہونے کے
باوجود مردہ ہو چکے ہیں۔

کون کہتا ہے کہ اولیاء مر گئے
ارے قید سے چھوٹے اور اپنے گھر گئے

سلطان العارفین حضرت سُلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کو یوں بے نقاب کیا ہے۔

Marfat.com

اِک جاگن اِک جاگ نہ جانن اِک جاگدیاں ای سُتّے ھُو
اِک سُتیاں ای جاواصل ہوئے جھاں کھوہ پریم دے جُتّے ھُو

☆☆☆☆☆

حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ تقرب الی اللہ کے مقام پر فائز تھے، اُنہوں نے اتباع شریعت اور ریاضت ومجاہدہ سے تزکیہ نفس اور تصفیۂ قلب کا اہتمام والنصرام کیا ہوا تھا، اُن پر کشف والہام کے ذریعے خاص علوم اور عرفان کی راہیں کھُلی ہوئی تھیں۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"جو لوگ ہماری اطاعت اور ہمارے دین میں مجاہدہ کرتے ہیں،
ہم اُن پر ہدایت کی خاص راہیں کھول دیتے ہیں"

سورہ العنکبوت:۹۱

عربوں کا قول ہے:

"له سورة فى المجد"

(وہ شان وشوکت میں بلند مرتبہ رکھتا ہے)"۔

بلاشبہ حضرت صوفی صاحب نوراللہ مرقدہٗ اپنے زُہد وتقوی، عبادت وریاضت اور اپنی پاکیزہ حیات وخدمات کی بدولت انتہائی بلند مرتبہ ورُتبہ کے حامل تھے۔

خوباں شکستہ رنگ خجل السیّادہ اند
در محفلے کہ تُو بہ مقابل نشستہ ای

حدیثِ شعلہ رُخ اور ذکرِ زلفِ یار کو کہاں تک دراز کروں اور اُن کے محاسن کہاں تک

Marfat.com

بیان کروں، صرف یہی کہوں گا کہ وہ اس دور میں اپنی خدمات جلیلہ کے اعتبار سے عبقری نابغہ اور مرد کامل تھے۔ وہ یکم جون ۱۹۴۴ء کو چرخ گیتی پر طلوع ہوئے اور دنیا بھر میں علم وعرفان کی روشنی بکھیر کر 9 اپریل ۲۰۰۹ء بروز جمعرات لاہور کے افق پر ڈوب گئے۔

گہنا گیا وہ چاند مگر اُس کے نُور سے
دیوار ودر وطن کے ہیں تاباں اُسی طرح
مرجھا گیا وہ پھُول مگر اُس کے رنگ سے
دہکا ہوا ہے صحن گلستاں اُسی طرح
وہ شمع بُجھ گئی مگر اُس کے فروغ سے
قندیل آرزو ہے فروزاں اُسی طرح
دیکھو تو اُس کے کوکبِ اقبال کا عروج
سہمی ہوئی ہے گردشِ دوراں اُسی طرح

☆☆☆☆☆

حضرت کا جنازہ بے مثال تھا، علماء صلحاء، صوفیاء، فقراء، طلباء، وکلاء، ادباء، شعراء اور ہر شعبہء زندگی کے لوگوں نے شرکت کی، جنازہ پر نُور کی بارش ہو رہی تھی جو صرف دلِ دانا اور چشم بینا والے ہی دیکھ اور محسوس کر سکتے تھے۔ یہ عاشق رسول ﷺ کا جنازہ تھا، یہ امام ربّانی مجددّ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے غلام کا جنازہ تھا، یہ اہل سنت کے ایک زعیم کا جنازہ تھا جس نے ساری زندگی خلقِ خدا کو خدا تک رسائی کا درس دیا۔

☆☆☆☆☆

سچے لوگ جا کر بھی نہیں جایا کرتے، ہر بلند ہونے والی صدائے حق میں گونجتے رہتے

Marfat.com

ہیں۔ ہر قافلۂ صداقت کی رُوح رواں ہوتے ہیں، ہر کارواں جو سچ اور حق کے سفر پر روانہ ہوگا، حضرت صوفی صاحب کا مزارِ پُر انوار اُس کا آستانہ ہوگا۔ کہ یہ وہ ہستی ہے جس نے اپنی حیات کا لمحہ لمحہ حق و صداقت کے لئے صرف کیا، دینِ مصطفیٰ کی خاطر اپنی زندگی وقف کردی، ایسے لوگوں کی زندگی، حیات جاوداں بن جاتی ہے، اُن کے کردار کی خوشبو اور اقوال کی روشنی ہر زمانے پر معطر تنویر کی تاثیر بانٹتی ہے اور دل اُن کی جاگیر ہو جاتے ہیں۔ سچ فرمایا خواجہ شیراز نے ؎

بعد از وفات تُربتِ ما در زمیں مجو
درسینہ ہائے مردم عارف مزار ما است

پانچ ہفتے گزر چکے جب حضرت صوفی صاحب اس دنیا سے رخصت ہوئے، لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گویا وہ ابھی ابھی گئے ہیں۔ اُن کی یاد کے نقوش اور اُن کی عظمت کے آثار آج بھی اُن کے نیازمندوں کے لیے نظر افروز ہیں۔ زندگی کے نگارخانہ میں جب تک انسانیت کا وجود باقی ہے اور ہمارے دل انسانی فضائل سے آباد ہیں، اُن کی تصویر دُھندلی نہیں ہوسکتی

ہر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تُو بود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود

Marfat.com

امام ربّانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک عاشقِ صادق

پروفیسر ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس

جی سی یونیورسٹی لاہور

اپنے اردگرد نظر دوڑائیں، ڈرانے والے، حوصلہ شکنی کرنے والے، مایوسی کا پیغام دینے سنانے والے اور فکر و نظر میں ابہام و کجی پیدا کرنے والے، سینکڑوں افراد مل جائیں گے لیکن انسانی رویوں میں مثبت تبدیلی، فکر کے زاویوں کی صالح تربیت کرنے والے امیدوں اور جذبوں کو فلک آشنا کرنے والے، قدم آگے بڑھانے کا پیغام دینے والے، بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسے افراد معاشروں میں ایک دو ہوتے ہیں لیکن وہ اپنی ذات میں پوری تحریک ہوتے ہیں۔ دھرتی کا بھرم اور فکر کی آبرو ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ زمانہ ایسے لوگوں پر ناز کرتا ہے۔

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی لوگوں میں سے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو آج یہ اصحاب فکر و دانش خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے نظر نہ آتے۔ ان لوگوں کی یہاں موجودگی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کام کی مقبولیت و پذیرائی اور ان کے حسنِ اخلاق کی گواہی ہے۔ تاریخ صرف اسے یاد رکھنے کا اہتمام کرتی ہے جس نے اپنی تاریخ کو یاد رکھا اور اس کا سبق آنے والی نسل تک پہنچایا۔ قبلہ صوفی صاحب اس پہلو سے ہماری تاریخ کا حصہ ہیں اور تاریخ کا یہ حصہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یاد رکھنے کے حوالے زمانے میں کئی ہیں۔ ہمارے ممدوح کو تاریخ

Marfat.com

''غلامِ سرورِ کائنات'' کے زاویے سے یاد رکھے گی۔ یہی یاد سرمایہ پیکر خاکی ہے۔ آپ کی حیات سرکاری ملازم کی حیثیت سے اور ریٹائرمنٹ کے بعد اس بات میں صرف ہوئی کہ کسی طرح بدعقیدگی اور کج روی کا شکار مسلمانانِ سادہ لوح، اسیر گیسوئے مصطفےٰ ﷺ ہو جائیں، درس قرآن، محافل میں (جن کی تعداد ۲۲۴ ہے) یہ سب غلامی رسول کے عہد کی یاد دہانی کے لئے ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان محافل میں وہ ہی آتے تھے جن کے دل کی دنیا عشقِ رسول سے آباد ہوتی تھی، جن کی حیات کا ہر تار عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بجتا ہے۔

''غلامِ سرورِ کائنات'' نے غلامی میں پختگی کے لئے جن شخصیات کو اپنا آئیڈیل بنایا ان میں امام ربّانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی نمایاں ترین ہے۔ صوفی صاحب نے اس دور کے لئے یہ عملی پیغام چھوڑا ہے۔ دورِ حاضر میں ''فکر امام ربّانی'' درِ مصطفےٰ سے پیوستہ رہنے کا اسلوب و ڈھنگ فراہم کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ قوم کو ''ارمغان امام ربّانی'' پیش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا تھا کہ یہ جہان امام ربّانی کا ہے اس لئے نتیجہ خیزی کے لئے جنگ وجدال نہیں امن ومحبت اور حکمت ودانائی کے نبوی اصولوں کی ضرورت ہے اس مقصد کیلئے آپ نے حیات مستعار اور اس کے تمام لمحات کو ''نذرِ مجدد'' کر دیا اور نذر کا یہ اسلوب یقیناً بارگاہ الٰہی میں قبول ہے۔

کہتے ہیں کہ ہر کام کو مربوط ومنظّم طریقے سے کرنے کا سلیقہ صوفی صاحب نے دفتری زندگی سے سیکھا، لیکن مجھے یہ اندازہ بالکل غلط محسوس ہوتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے دفتر جانا اور اپنے ذوق کے مطابق وہاں کام کرنا اور وہاں اپنی فکر کی ترویج کرنا

Marfat.com

آپ نے فکر مجدد سے سیکھا۔ یہاں اپنے اوقات کے ضیاع کا نہیں امانت سمجھ کر صرف کرنے کا جذبہ موجزن ہے ۔ وہ رنگ ڈھنگ ہماری دفتری زندگی سے نہیں آتا۔ صوفی صاحب کا دماغ کتابوں کے حوالوں کا خزانہ نہیں تھا۔وہ تو بات ہی حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کی تصانیف کی کرتے تھے۔ان کا پہلا اور آخری حوالہ شیخِ سرہند کی ذات تھی۔صوفی صاحب حضرت مجدد کی بات کبھی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیکر کرتے۔کبھی ابوالحسن زید فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیکر کرتے اور پھر مسعود ملت ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ دیکر بات امام ربانی علیہ الرحمۃ کی ہی کرتے، امام ربّانی پر لکھی ہوئی کتابوں کی پوری تاریخ ان کے نہاں خانہ دل میں چھپی ہوئی ہوتی تھی اور اس تاریخ کے نقوش انمٹ تھے کیوں نہ ہوتے وہ تھے ہی ''نقشبندی''۔ہسپتال میں بستر پر لیٹے ہوئے بھی یہ حوالے آپ کو یاد تھے''مکتوبات مسعودی'' کے صفحات گواہ ہیں کہ آپ کا وظیفہ ہی ذکر مجدد تھا۔مسجد ہو یا گھر، سڑک پر محو خراماں ہوں یا بستر پر استراحت فرما۔ایک ہی وظیفہ تھا ایک ہی ذکر تھا۔''ذکر مجدد''۔

وصال سے قبل ایک دن برادرم راغب الیاس شاہ صاحب کے ہمراہ میرے پاس تشریف لائے۔گاڑی گلی میں ایک طرف کھڑی کی۔شاہ صاحب کو باہر تشریف فرما ہونے کا کہا مجھے حکم دیا کہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ جاؤ۔تنہائی کے ان لمحات میں کیا ذکر چھڑا ''ذکر مجدد۔۔ڈاکٹر صاحب اس مرتبہ کانفرنس بہت اچھی رہی۔جمیل اطہر صاحب نے بہت دلچسپی لی۔اس دفعہ کے مقالات بہت بہتر تھے۔ڈاکٹر مسعود صاحب کے منتخب مقالات کا انگریزی ترجمہ کروانے کے لئے کہا تھا۔عظیم فاروقی بہت مناسب لگتے ہیں صاحب نسبت نوجوان ہیں۔بہت بہتر رہیں گے ڈیڑھ دو گھنٹے ذکر مجدد جاری رہا کہ

Marfat.com

حضرت علامہ صادق قصوری صاحب کا پیغام آیا کہ وہ تیمارداری کے لئے آئے ہوئے ہیں اسی وقت واپس آئے قصوری صاحب کے ساتھ گفتگو کا آغاز ہوا۔ ہمدمِ دیرینہ سے کاروبار، بچوں، جائیداد کی باتیں ہوئیں؟ ہرگز نہیں۔ ذکر مجدد ہوتا رہا"

وصال سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے یاد فرمایا۔ حاضر ہوا تو جہان امام ربانی کے سلسلہ کو آگے بڑھانے کی فکر تھی۔ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہمیں فکر مجدد اور ذکر مجدد کا پیغام دیتی ہے اس کے لئے وقار کو ٹھیس پہنچے قبول ہے اپنے طعنہ زنی کریں قبول ہے۔ قریبی منہ موڑلیں قبول ہے۔ مگر حضرت مجدد کے مشن پر کام نہ کرنا قبول نہیں۔ اس کے لئے نعرے نہیں خون جگر کی ضرورت ہے اور یہی خون جگر اس کام کے لئے ہمارے ممدوح نے دیا۔

Marfat.com

سفیرِ افکارِ امامِ ربانی مجدد الف ثانی

جناب قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی
گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

سامعین کرام!

1986ء کے وسط میں جب میں پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ میں Final Year کا طالبعلم تھا۔ مجھے جناب استاذِ مکرم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی مدظلہ' نے نصیحت آمیز گفتگو کے انداز میں فرمایا:

شاہ صاحب! آپ کو اللہ والوں کی صحبت درکار ہے میں آپ کو ایسے اللہ والے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جن کے پاس بیٹھ کر آپ بھی اللہ والے ہو جائیں گے وہ ہستی راہِ سلوک کی شہسوار ہے اور اِس وقت میری نظر میں اگر کوئی ولی العصر، متقی، برگزیدہ سُنّت مصطفویہ کی عاملِ شخصیت موجود ہے تو وہ جناب قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی خلیفہِ مجاز حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری ہیں۔ فرمایا کہ حضرت صوفی صاحب میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار کمالات رکھے ہیں آپ مریدین اور متعلقین کی روحانی تربیت اور ترقی کیلئے جس قدر محنت اور اپنا وقت صرف کرتے ہیں کم ہی پیرانِ عظام اتنی محنت کرتے ہیں جس کی وجہ سے راہِ سلوک کے طلب گار بھٹکتے پھرتے ہیں۔ انھوں نے مزید فرمایا! کہ میں نے صوفی صاحب کی صحبت میں زندگی کے کچھ ماہ و سال ایک مکان میں

Marfat.com

اکٹھے گزارے ہیں۔ میں نے کسی کو اُن سے بڑھ کر سنت مصطفی ﷺ پر عمل کرتے نہیں دیکھا، عبادت گزار، دین کے فروغ میں مسلسل محنت کرنے والے، اولیائے کرام کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والے ہیں اور شاہ صاحب! جو تڑپ آپ کے دل میں محسوس ہو رہی ہے اُن کی نگاہِ فیض سے آپ کو سکون اور طمانینتِ قلب میسر آئیگی۔

یقین جانیئے! لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے اُس دفتر میں سپرنٹنڈنٹ کے فرائض انجام دینے والے اُس بزرگ سے ملاقات ہوئی تو پہلی ہی ملاقات میں آپ کو بے حد مشفق و مہربان پایا۔ جن کی چند گھڑیاں صحبت نے دل کی دنیا بدل دی اور مسجد شاہ جمال لاہور میں بیٹھ کر بیعت کر لی۔

آپ کی شخصیت کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کی مثال کوکب درخشاں کی سی ہے۔ آپ کیلئے یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ اُس دور میں آپ ایک جان لیوا بیماری (کینسر) میں مبتلا تھے۔ دوفٹ سے زیادہ آپ کو نظر نہیں آتا تھا۔ اسکے باوجود مُرشد کے حکم کی تعمیل میں نشر و اشاعت کا کام آپ نے بڑی تندہی سے کیا۔

جناب قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ اللہ کی برگزیدہ ہستی ہیں جنہوں نے ساری زندگی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کو لوگوں تک پہنچانے میں صرف کی۔ آپ نے کثیر کتب کی نشر و اشاعت دوبارہ کروائی۔ جس میں رسالہ تہلیلیہ، رسالہ اثبات النبوۃ وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عرس جو کہ صفر المظفر میں عرصہ دراز سے جاری و ساری ہے۔ آپ ہر سال ایک نئے جذبے، ولولے سے اس کا انعقاد فرماتے تھے۔

آپ نے ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' کے انعقاد کے حوالے سے کام کیا اور اِس

Marfat.com

کوئی جہت دی، نیا انداز دیا۔ روایت سے ہٹ کر اپنی روایت قائم کی۔ عوام الناس کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے روشناس کرانے کیلئے، جید علماء، مذہبی سکالرز، پروفیسرز کو کانفرنسوں میں باقاعدہ عنوانات کے ذریعے تقاریر کا موقع دیا۔

ریسرچ سکالرز اور پروفیسرز صاحبان سے منتخب شدہ عنوانات پر مقالات لکھوائے۔ پھر اُن مقالات کو باقاعدہ کتابی شکل میں چھپوا کر عوام الناس میں تقسیم کرواتے۔ آپ نے خانقاہی نظام میں ایک نئی روح ڈالی پیرانِ عظام کے روایتی طریقوں سے ہٹ کر نوجوانوں میں مجددی منہج کی بنیاد ڈالی۔ آپ کے حلقہ ارادت میں کثیر تعداد نوجوانوں کی نظر آتی ہے۔ بندۂ ناچیز کو آپ کا کافی قرب حاصل رہا۔ میں نے جب بھی آپ کو کسی نوجوان سے ملاقات کرتے دیکھا آپ کو اس کے بارے میں یہی فرماتے سنا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِس نوجوان کو نیکی کی طرف لگا دے۔ دین کے کام میں ہمارا معاون بن جائے ہر نوجوان سے اُن کو ایک بھرپور اُمید ہوتی تھی اور وہ امید صرف اور صرف دین کی نُصرت کیلئے، دین کے فروغ کیلئے ہوتی۔ زندگی بھر اپنی ذات کیلئے کسی کو تکلیف نہیں دی بس ہر نوجوان کے دل میں مجددی روح ڈالنے کیلئے کوشاں رہتے۔

اِس سلسلے میں جہاں کہیں کوئی عالم یا ریسرچ سکالر یا پروفیسر نظر آتا آپ اُس کے پاس تشریف لے جاتے اور اتنی کثرت سے اُس کے پاس جاتے کہ وہ شخص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار، تعلیمات، دینی و ملی خدمات کو اجاگر کرنے کے لیے مقالات لکھنے پر آمادہ ہو جاتا۔ آپ ایسے سکالرز کو خوب سراہتے اور اُن کی قدر اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ آپ ایسے دُرویش تھے جو نوجوانوں کو اپنی نظرِ کیمیا سے لؤ لؤ ومرجان کی طرح بیش قیمت بنا دیتے۔ جو ایک مرتبہ آپ سے ملاقات کرتا وہ بار بار آپ

Marfat.com

کے پاس بیٹھنے کی تمنا کرتا۔ اور ایسا کیوں نہ ہو وہ دِل کی بات جو انسان اپنے حقیقی باپ سے نہیں کہہ پاتا وہ راز جو قریبی سے قریبی دوست سے نہیں کہہ سکتا تھا وہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے بیان کر دیتا جس کا مداوا بھی آپ کی روحانی بارگاہ سے ہو جاتا۔ اِس لحاظ سے آپ مسیحا بھی تھے بلاشک آپ کا ہر ملنے والا یہی اندازہ کرتا تھا کہ صوفی صاحب اُس سے دوسروں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آپ کے دست حق پرست پر سینکڑوں عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ آپ نے کئی خاندانوں کو مسلمان کیا، خصوصیت کی بات یہ ہے ان کے اسلامی نام بھی خود رکھتے اور مناسب روزگار کا انتظام فرماتے، کسی کو ریڑھی لگوا دیتے، کسی کو سلائی مشین لے دیتے، کسی کی ویسے مالی معاونت فرما دیتے۔ بھیک مانگنے سے سختی سے منع فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بلا امتیازِ امارت وغربت اپنی صحبت میں بیٹھنے والے ذکوۃ نادہندگان، سودخوروں اور رشوت خوروں سے کوئی رعایت نہ فرماتے اور جملہ کبائر سے دور رہنے کی سختی سے تلقین فرماتے اور تقوی اور پرہیزگاری کی نصیحت فرماتے۔ یہ بات بھی مشاہدے میں آئی ہے کہ جو لوگ ان پر عامل ہو جاتے وہ فیض کثیر اور برکات حاصل کر لیتے اور جو اسے انا کا مسئلہ بنا لیتے وہ مختلف پریشانیوں میں مبتلاء ہو جاتے بعد ازیں آپ کے قدموں میں بیٹھ کر بارگاہ خداوند میں تائب ہوتے۔

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے آجکل پیری مریدی کی شکل میں کمی اور سردار کا روپ نظر آتا ہے۔ آپ فرماتے آجکل پیرانِ عظام خودنمائی کا شکار ہیں اپنی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں کاش وہ حضور نبی کریم ﷺ کے دین کی اشاعت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیتے۔ آپ کا یہ فرمانا بھی تھا کہ آجکل اِس

Marfat.com

وقت خانقاہی نظام میں پیرانِ طریقت کے حلقۂ ارادت میں 90% لوگ منسلک ہیں مگر حالات یہ ہیں کہ اُن میں اکثریت بدعقیدگی اور بے راہ روی کا شکار ہو رہی ہے اور اُسکی وجہ یہ کہ پیرانِ طریقت اپنی تجوریاں بھرنے کے چکر میں پھنس چکے ہیں اور عوام الناس کا وہ پیسہ جو دین کی تبلیغ کیلئے پیرانِ عظام کو دیا جاتا ہے۔ وہ اپنی ذات پر خرچ کر کے عیاشیوں کی نظر ہو جاتا ہے اگر یہ پیسہ دین کی تبلیغ پر خرچ ہو تو خدا کی قسم اِس دھرتی پر کوئی بھی شخص بے راہ روای کا شکار نہ ہو اور نہ ہی بدعقیدہ بنے۔ آپ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنا پیسہ، اپنا قیمتی وقت نکال کر عرس پر حاضری دیتے ہیں۔ اور اِس لیے بھی کہ اُن کو وہاں سے فیض ملے گا تربیت ہوگی، مگر سوائے لنگر کھانے اور کھلانے کے کچھ بھی تو میسر نہیں آتا حالانکہ آنیوالے مریدین کی روحانی اصلاح کا بندوبست ہونا چاہیے آپ ہر وقت اپنے سینہ میں عوام الناس کی اصلاح کی تڑپ محسوس کرتے تھے۔

آپ کو یہ سُن کر حیرت ہوگی کہ شرقپور شریف کے ادارہ دارالمبلّغین سے شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ ''نور اسلام'' کن ہاتھوں سے نکل کر عوام الناس تک پہنچتا تھا۔ شاید عام لوگوں کا تأثر یہ ہو کہ ایک بہت بڑا دفتر ہوگا اور اس میں بہت سے کارکن کام کرتے ہوں گے کیونکہ اسی ادارے سے حضرت مجدد الف ثانی نمبر، امام اعظم نمبر، شیر ربّانی نمبر شائع ہوئے اس کے علاوہ حضرت ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد کی کتاب ''جانِ جاناں'' اور بے شمار کتب وغیرہ اس ادارے سے شائع ہوئیں ان سب کی اشاعت میں صوفی صاحب کی کاوشیں قابل ذکر ہیں، صوفی صاحب کی زبان پر تھکن کا لفظ کبھی نہیں سنا۔ اُس دور میں جب کمپیوٹر کی کمپوزنگ نہیں تھی اور کاتبین کے پیچھے چکر لگا کر

Marfat.com

آدمی بے حال ہو جایا کرتے تھے صوفی صاحب ابتداء سے انتہا تک خود اپنے ہاتھوں سے سارا کام کرتے تھے حتی کہ مقالات بھی خود ایک ایک مقالہ نویس کے گھر جا کر اکٹھے کرتے تھے اور پھر اُن کو ترتیب بھی دیتے تھے۔

صوفی صاحب نے اپنی قیمتی زندگی کے بیالیس سال اپنے مُرشد کے حکم کی تعمیل میں گزار دیئے، اِس دوران میں کبھی بھی ایسا لمحہ نہیں آیا کہ مُرشد نے حکم دیا ہو اور صوفی صاحب نے جواباً بیماری کا کہہ دیا حالانکہ بیمار تھے اور حکیم غازی سلطان کا سخت آرڈر تھا کہ ریسٹ (Rest) کیا جائے۔

آپ پر ایک ہی دُھن سوار تھی کہ بزرگانِ دین کے کار ہائے نمایاں کو ضائع ہونے سے بچایا جائے اور آسان اور سہل زبان میں تراجم کروا کر اور اُن کو چھپوا کر لوگوں میں عام تقسیم کیا جائے۔ لاہور میں بے شک ''یوم مجدد الف ثانی'' منعقد کرنے کا سہرا آپ ہی کے سر بندھتا ہے۔

اِسی لیے جناب قبلہ اعلیٰ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نے جب آپ کو خلافت کی خلعت سے سرفراز فرمایا تو آپ کے الفاظ یہ تھے کہ:

''سلسلہ نقشبندیہ کے فروغ میں 70 فی صد حصہ صوفی غلام سرور کا ہے اور باقی 30 فی صد میں بھی زیادہ حصہ انہی کا ہے''

اور میں نے صوفی صاحب کے پاس رہ کر جو مشاہدہ کیا اس کے مطابق فنانس کے معاملات بے شک 1994ء تک میاں صاحب خود برداشت کرتے تھے اور باقی جتنی تگ و دو تھی وہ صوفی صاحب ہی کرتے تھے پھر 1995ء سے لیکر تا حال جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور سے جو نشر و اشاعت، دینی تعلیم مثلاً

Marfat.com

تفسیر قرآن، علم حدیث، فقہ، عربی زبان و ادب اور قرآن حکیم حفظ و ناظرہ کے لئے مدرسہ، محافل میلاد، محفل ذکر و درس قرآن وغیرہ کا اہتمام اور سالانہ کانفرنسوں کا انعقاد وغیرہ ان سب کے اخراجات خود برداشت کر کے پایہ تکمیل تک پہنچاتے تھے۔

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ ایک مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جب وہ لاہور آئے تو آپ سے پوچھا کہ یہ نشر و اشاعت کا جو کام ہو رہا ہے اس کے لیے تو کافی آدمی کام کر رہے ہوں گے۔ ایک بڑا دفتر ہوگا اور آپ پر کافی بوجھ تنخواہوں کا ہوگا۔ صوفی صاحب مسکرا دیئے اور فرمایا کہ جناب ڈاکٹر صاحب یہ جو کچھ ہو رہا ہے سب اللہ کا فضل ہے اور بندۂ ناچیز کی ذاتی کاوشوں کا نتیجہ ہے، وہ بہت خوش ہوئے اور بہت ہی دعائیں دیں۔

اِسی لیئے وہ صوفی صاحب سے بہت پیار اور محبت کرتے تھے اور جن کا اظہار انہوں نے اپنے مکتوبات میں کیا ہے اور ان مکتوبات کو جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس نے ''مکتوباتِ مسعودی'' کے عنوان سے مرتب کیا ہے جو چھپ کر منظرِ عام پر آچکا ہے۔

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دِلی خواہش تھی کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر کوئی ایسا کام ہو جو انسائیکلوپیڈیا کی طرز پر ہو اور آپ کو ایسے کام کیلیے جو ہستی نظر آئی، وہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تھی اور کئی سال صوفی صاحب ڈاکٹر صاحب کو خطوط ارسال کرتے رہے آخر کار قبلہ ڈاکٹر صاحب نے اِس کام کا بیڑا اٹھالیا اور حامی بھر لی۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ اِس "انسائیکلوپیڈیا "جس کا نام "جہانِ امام ربانی" رکھا گیا اس کے اندر جتنے عناوین شامل کیے گئے اُن میں کثرت

Marfat.com

عنوانات کی ایسی ہے جو ڈاکٹر صاحب کو آپ نے ارسال فرمائے اور پھر اس پر ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔

بے شک آپ کی نگاہِ فیض جس پر پڑتی اُس کو افکارِ مجدد الفِ ثانی کے فروغ کی ہمت عطا کر دیتی اسی لیے اِس وقت جو بھی آپ کے قریب نظر آتا ہے اُن میں بڑے بڑے سکالرز، پروفیسرز، مفتی صاحبان، علماءِ حق کی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ ایسے پڑھے لکھے لوگوں کے اذہان میں فکرِ مجدد کا پودا اگا دینا اور پھر اُس کو پروان چڑھانا یہ صرف صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کیمیا کا اثر ہے۔

جہاں امام ربانی کی تالیف کا ذکر کرتے ہوئے بڑے فخر سے جناب صاحبزادہ ابوالسرور پسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اعتراف کیا کہ اس ''انسائیکلو پیڈیا'' کی بنیاد '' مجدد الف ثانی نمبر'' ہے اور اس میں سب سے زیادہ کاوش حضرت صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ کی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اور استقامت

پروفیسر حافظ قاری محمد رفیق مسعودی
گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور

قرآن مجید میں حٰم سجدہ کی آیۃ نمبر ۳۰ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

''بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پرودگار اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان لوگوں پر فرشتوں کا نزول ہوتا ہے''

مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

ایک صحابی نے آقا کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات بتائیں کہ آپ کے سوا کسی اور سے پوچھنے کی حاجت نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا:

''قُل امنت باللہ ثُمّ استَقِم'' یعنی کہو: میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اِس پر ثابت قدم رہو''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی پاکیزہ زندگیوں میں سے دین پر استقامت کی ایک اعلیٰ مثال غزوہ بدر میں ملتی ہے۔ اس غزوہ میں صف اوّل میں کفار ومشرکین کے مقابلہ کے لئے مندرجہ ذیل تین صحابہ کرام لشکر اسلام سے نکلے جن میں ایک حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تیسرے حضرت عبیدہ بن مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ان میں آج کی محفل کی مناسبت سے

Marfat.com

بطور خاص حضرت عبیدہ بن مطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی عمر ۸۰ سال کے لگ بھگ تھی ان کے مقابل شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر تلوار ماری جو پنڈلی کے گوشت پر لگی اور پنڈلی کا نیچے والا سارا گوشت کٹ گیا۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر حضور انور ﷺ کی خدمت میں اس حالت میں لایا گیا کہ جسم اقدس سے خون بہہ رہا تھا۔ انہیں اپنی تکلیف کا قطعاً احساس نہ تھا بلکہ حضور انور ﷺ کی خدمت میں آکر ان کی زبان پر جملہ یہ تھا یارسول اللہ ﷺ کیا میں شہید نہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا 'ہاں' یعنی آپ شہید ہیں۔ پھر حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر ابو طالب آج اس حالت میں مجھے دیکھتے تو مان جاتے کہ میں اُن کی نسبت اُن کے شعر کا زیادہ حق دار ہوں

وَلَنْ نُسَلِّمَہُ حَتّٰی نُصَرَّحَ حَوْلَہٗ

وَنَذْھَلَ عَنْ اَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

ترجمہ:

''ہم محمد ﷺ کو حوالہ نہ کریں گے یہاں تک کہ ان کے گرد لڑ کر مر جائیں اور اپنے بیٹوں اور بیویوں کو بھول جائیں''

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (۶۰۹ھ۔۔۶۹۶ھ) صحابہ کرام کی ثابت قدمی اور ہمت ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں:

ھُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْھُمْ مُّصَادِمَھُمْ

مَاذَا رَاٰوْا مِنْھُمْ فِیْ کُلِّ مُصْطَدِمِ

Marfat.com

ترجمہ:

'وہ استقامت کے پہاڑ تھے ان کے بارے میں ان سے ٹکرانے
والے سے پوچھو کہ اس نے ہر معرکے میں ان سے کیا دیکھا؟''
اس تصور کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لفظوں میں یوں لکھا

جس سے جگر لالہ میں ٹھنڈک ہو وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفاں

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

حضرت قبلہ صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ اولیاء کرام کے وہ فرد فریق تھے جنہوں نے پوری زندگی مشکلات کے جھرمٹ میں رہ کر کلمہ حق کی صدا بلند کی آپ اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے اور امام ربّانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سچے عاشق تھے۔ اپنے روحانی آباء کی طرح تمام دینی خدمات استقامت اور جرأت کے ساتھ انجام دیں۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی کی تعمیر ہو یا شیر ربّانی اسلامک سنٹر کا قیام اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کی تنظیم ہفت وار اور ماہ وار درس و تدریس کا سلسلہ ہو یا مجدد الف ثانی کانفرنسز کا کارنامہ ہو ان جملہ امور میں آپ جرأت اور استقامت کی اعلیٰ مثال تھے۔ مخالفین اور سازشی عناصر عمر بھر آپ کے

Marfat.com

راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے رہے مگر (وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے)۔آپ مقام علیّین کی طرف روانہ ہو گئے ۔ضرورت ہے کہ آپ کے مشن کو جاری رکھا جائے اور خدمت دین کے تمام سلسلوں کو نئی تابندگی دینے کی کوشش کی جائے۔ان کی وفات سے ہونے والے نقصان کی تلافی بہت مشکل ہے۔

اے اہل زمانہ قدر کرو ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں نایاب نہ ہوں کمیاب ہیں ہم

Marfat.com

دین اسلام کا انتھک سپاہی

صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی

پیر طریقت سیدی والدی مرشدی حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ 9 اپریل 2009ء بروز جمعرات مطابق 12 ربیع الثانی 1430ھ کو نماز عصر اور مغرب کی درمیانی مبارک ساعتوں میں اپنے خالق حقیقی سے جا ملے (اناللہ وانا الیہ راجعون)

بے شک انہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی تبلیغ اور معاشرے کی اصلاح کیلئے وقف کر رکھی تھی ۔ سکول و کالج کی تعلیم کے دوران بھی دین اسلام کی سربلندی کیلئے کام کرنے کو ترجیح دیتے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لیے سرگرم رہتے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ارکانِ اسلام کی پابندی کے ساتھ ذکر الٰہی پر بے حد زور دیتے جس پر احباب و رشتہ دار آپ کا مذاق اڑاتے ۔ لیکن آپ عشق رسول ﷺ کی دولت سے لبریز اپنا کام کرتے رہتے ۔

اولیاء اللہ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنا بیشتر وقت درگاہوں پر گزارتے بالخصوص حضرت دیوان چاولی مشائخ رضی اللہ عنہ سے خاص عقیدت رکھتے ۔ بوریوالہ سے ملحقہ دیہات میں آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے سجادہ نشین فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ سے شرف ملاقات ہوا اور وہیں انکے دست حق پرست پر بیعت ہوئے ۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے منسلک ہونے کے بعد آپ میں شرقپور شریف

Marfat.com

کے نزدیک رہنے کی تڑپ بڑھتی گئی اور یہ خواہش پیدا ہوئی کہ آستانہ عالیہ کی خدمت کی سعادت حاصل کی جائے۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے افکار اور تعلیمات آپ کی زندگی کے لئے راہنماء اصول بنتے چلے گئے۔ آخر کار بوریوالہ سے بے سروسامانی کے عالم لاہور شہر میں سکونت اختیار کی۔ پنجاب لوکل گورنمنٹ میں 25 برس تک ملازمت کرنے کے بعد باعزت طور پر (شفاف کیریئر مکمل کرنے کے بعد) بطور سپرنٹنڈنٹ ریٹائرڈ ہوئے۔ دوران ملازمت آپ لقمہ حرام سے شجرِ ممنوعہ کی طرح دور رہے اور رزق حلال پر ہی گزارہ کیا اور ساری زندگی احباب کو اس کی تلقین فرماتے رہے۔

بس کیا تھا اپنا سارا وقت آستانہ عالیہ شرقپور شریف کی خدمت اور شیخ کے حکم کی تعمیل میں صرف کر دیا۔ اپنے شیخ کی محبت کا یہ عالم تھا کہ سخت ترین بیماری (بلڈ کینسر) کے دورِ علاج (۱۹۸۶ء تا ۱۹۸۹ء) میں بھی کبھی لیت ولعل سے کام نہ لیا۔ بلکہ سراپا تسلیم رہے۔ ہمارا گھر کیا تھا ایسے لگتا تھا کوئی دفتر ہے۔ دن رات اس قدر کام کہ عام آدمی اسکا اندازہ نہیں لگا سکتا۔ اہل خانہ کے ساتھ 6 بچوں کی کفالت میں بھی کسی کوتاہی سے کام نہ لیا۔ کئی حادثات پیش آئے لیکن آپ کے پائے استقامت میں ذرہ برابر لرزش نہ آئی۔ حتی کہ والدہ محترمہ کی طویل ترین علالت بھی آپ کے مشن میں حائل نہ ہو سکی۔ علاج بھی چلتا رہا اور کام بھی برابر چلتا رہا۔

آستانہ عالیہ سے نور اسلام کی اشاعت اور دیگر سینکڑوں کتب جس میں کئی ضخیم نمبر بھی شامل ہیں کی اشاعت میں مرکزی کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ 35 برس تک لاہور کے بڑے بڑے ہوٹلز، ہالز وغیرہ میں مسلسل سالانہ مجدد الف ثانی کانفرنس کا انعقاد

Marfat.com

بھی آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ہے۔ حتیٰ کہ 22 فروری 2009ء کو ہمدرد مرکز لٹن روڈ لاہور میں منعقد ہونے والی ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' میں فاطمہ میموریل ہسپتال کی انتہائی نگہداشت وارڈ میں 20 دن تک زیرِ علاج رہنے کے باوجود شرکت کی حالانکہ اطباء ومعالج مزید آرام کے لیے زور دے رہے تھے لیکن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے محبت اور عقیدت میں مستغرق یہ فرزند 5 گھنٹے تک وہیل چیئر پر تشریف فرما ہوکر کانفرنس میں شریک رہے۔

آپ نے ساری زندگی اسی جذبے سے دین متین کی خدمت کی اور اللہ کے گھروں یعنی مساجد کی تعمیر وترقی میں اہم کردار ادا کرتے رہے بالخصوص جامع مسجد قادریہ شیر ربانی 21۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور کو آباد کرنے اور اسے دینی تبلیغی مرکز بنانے میں شب وروز محنت کی۔ آپ کو اس مسجد سے اس قدر پیار تھا کہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اس مسجد میں ایسی برکت ہے کہ اس میں بیماری سے صحت یابی ہوتی ہے۔ مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ روح پرُسکون ہو جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس قدر محبت کی بنا پر اپنے فضل وکرم سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کیلئے اسی مسجد کو ابدی سکونت بنا دیا اللہ تبارک وتعالیٰ آپ علیہ الرحمۃ پر کروٹ کروٹ رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے مشن کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین)

Marfat.com

راہِ طریقت کا عظیم شاہ سوار

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

بنی نوع انسان کی تخلیق ایک خاص مقصد کے لئے ہوئی خود خالق کائنات نے ارشاد فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ و الاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن

(سورۃ الذاریات، پ۲۷، آیت ۵۶)

''اور میں نے جن اور آدمی اسی لیے بنائے کہ میری بندگی کریں''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا

اَلَّذِی خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

(سورۃ الملک، پ۲۹، آیت ۲)

''وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمھاری جانچ ہو تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے''

معلوم ہوا کہ عبادات اور اعمال صالحہ کا بجالانا ہی انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے اور دنیوی و اُخروی کامیابیوں کا دارومدار بھی ان افعال پر ہے۔ جو چیز تخلیق کے مراحل سے گزری ہے اس کو ایک خاص مدت کے لئے دارالعمل میں رہ کر بالآخر باب الموت سے گزرنا ہے۔ اس عظیم مقصد حیات پر کامل عمل کی توفیق اس خوش نصیب کو ہوتی ہے جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ قدسیوں کی یہ جماعت زندگی کی

Marfat.com

حقیقت سے خوب آگاہ ہو چکی ہوتی ہے۔ وہ کسی لمحہ بھی یادالٰہی میں غفلت نہیں کرتی۔ حتیٰ کہ مقرب بارگاہ ہو جاتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بطور انعام اپنی مخلوق میں ان کا چرچا کچھ اس طرح کرتا ہے کہ ہر ایک اس بندۂ مومن کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت وفرماں برداری اسے اس مقام پر لے جاتے ہیں کہ اس کے ہاتھ سے افعالِ خیر ہی انجام پاتے ہیں بلکہ اس کے اعضاء رب ذوالجلال والاکرام کی قوت کے مظہر بن جاتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہ محبوب بندے کامیابیاں حاصل کرنے کے بعد انسانی رُشد وہدایت کے لئے کام کرتے ہیں اور مخلوق خدا کی بہتری اور اصل مقصد کی طرف ان کی توجہ اور اعمال کو بجالانے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیتے ہیں۔

ایسی ہی بزرگ اور ناقابل فراموش ہستیوں میں ایک تابندہ نام حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ جنہوں نے رازِ زندگی کو خوب سمجھا اور ساری زندگی عبادت، ذکر وفکر اور تبلیغ میں بسر کردی۔

آپ بچپن سے ہی پاکیزہ طبع کے مالک تھے۔ عبادت وریاضت میں مشغول رہنا اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری آپ کے معمولات کا حصہ تھے۔ اس کے علاوہ سخاوت آپ کی نمایاں خصوصیت تھی۔ غربا ومساکین اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی آپ کی سرشت میں شامل تھی۔ آپ کو دنیاوی مال واشیاء سے کوئی رغبت نہ تھی اور قناعت کا دامن ہمیشہ تھامے رکھا۔ اگر مال آیا بھی تو مخلوق خدا کی فلاح اور ناموس دینِ مصطفےٰ ﷺ کیلئے خرچ کردیا۔ یہاں تک کہ جب آپ بوریوالہ میں اپنے تایا جان جو کہ علاقہ کے نمبردار تھے، کے ہاں بغرض حصولِ تعلیم کچھ عرصہ مقیم رہے تو آپ

Marfat.com

کے تایا جان کو اُن پر اس قدر اعتماد ہوتا گیا کہ نمبرداری کے تمام معاملات آپ کے سپرد کر دیے۔ اختیارات ہونے کے باوجود آپ انتہائی سادہ رہتے اور سُنّت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کاربند رہتے ہوئے دن اور رات ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف رہتے۔ مال کی حرص و لالچ سے خالی دل عرفان الٰہی کی منازل طے کرتا رہا بالآخر حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا چشمہ فیض و عرفان ان کے قلب میں ٹھاٹھیں مارنے لگا اور ہر دو بزرگوں نے اپنے فرزند لبیب کو آغوش طریقت میں لے کر معرفت کے سمندر میں غوطہ زن کر کے خوب سیراب کیا اور اپنی محبت و عشق سے سرشار کر دیا۔

اسلوب طریقت کے تقاضوں کی تکمیل کے لئے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے منسلک ہوئے۔ آپ نے پیر خانے کی نہایت خلوص اور لگن سے خدمت کی۔ جان و مال، اولاد، گھر بار، وقت الغرض سب کچھ اشاعتِ دین اور پیر خانے کی ترقی کے لئے وقف کر دیا۔ حتیٰ کہ اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کے دربار پُر انوار میں مقام قبولیت حاصل ہوا اور آپ کو تاج خلافت سے سرفراز فرمایا گیا۔ آسمان نقشبندیت پر طلوع ہونے والا یہ ستارہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لئے ایک بیش قیمت گوہر کی حیثیت اختیار کر گیا۔

آپ نے دینی تبلیغی کاموں میں اس قدر محنت کی کہ اس کا احاطہ ممکن نہیں ہے۔ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں پہلے ہی اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے وقف کر چکے تھے اب تاج خلافت عطا ہونے کے بعد طریقت کی اصل یعنی ”طریقت بجز خدمت خلق نیست“ کے فرائض منصبی کی تکمیل کے لئے ہمہ تن مستعد ہو گئے۔ پہلے سے

Marfat.com

موجود ذمہ داریوں کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ اس عظیم ذمہ داری کو اس محنت اور اخلاص سے نبھایا کہ پیران عظام کیلئے مشعلِ راہ بن گئے۔ لاہور جیسے مصروف ترین شہر میں ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو محبت و پیار اور حکمت و فراست سے امور شرعیہ کی طرف متوجہ کیا اور سرور کائنات ﷺ سے محبت کا درس دیتے ہوئے حلقہ بگوش ارادت کیا۔

فقیر کو آپ کی چوکھٹ سے منسلک ہوئے قریباً اُنیس برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ایک بے علم، بے عمل اور گنہگار کو اس محبت سے اپنے قرب میں رکھا جو میرے لیے سرمایہ حیات ہے اور یہی میری پہچان ہے۔فقیر کا اس عرصۂ رفاقت میں یہ مشاہدہ رہا کہ آپ نے لوگوں کی فلاح کے لئے دن اور رات کے کسی پہر میں کوتاہی سے کام نہ لیا بلکہ گھریلو معاملات اور صحت کے تقاضوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرنے کے لئے کمر بستہ رہے۔جس کو روحانیت کی طلب ہوتی اسے روحانی غذا ملتی جسے جسمانی بیماریوں نے آ گھیرا، اس کی صحت کے لئے اکسیر اقدامات فرماتے اور جس کسی کو روپے پیسے کی ضرورت ہوتی اس کی مالی امداد فرماتے۔ عجز و انکساری کا یہ عالم تھا کہ امارت و غربت کے معیار سے بالاتر ہو کر پریشان حال لوگوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور مرض کے مطابق دوا فرماتے۔

حضرت صوفی صاحب کی معیت میں اس بات کا خوب اندازہ ہوا کہ آپ اپنے شیخ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ سے دیوانگی کی حد تک الفت کا تعلق رکھتے تھے اور تعلیمات مجددیہ جو کہ عین تعلیمات اسلام ہیں کی ترویج و اشاعت کے لئے ان تھک سعی جمیلہ فرماتے۔ یوم مجدد کے حوالے سے ملک کے طول و

Marfat.com

عرض میں جلسوں اور کانفرنسوں کا منظّم اور مؤثر انعقاد فرماتے جس بزرگ ہستی کو اپنے تو اپنے غیروں نے بھی اس رواں صدی کا مجدد تسلیم کرلیا ہے ان کی نگاہ کیمیاء ساز نے حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوب جانچ لیا تھا کہ یہ بھی وقت کے صوفی باصفاء ہیں اور عشق مجدد کی دولت سے مالا مال ہیں۔ اب دیکھئے کہ فیض مجدد الف ثانی کا ظہور ایک مرتبہ پھر ہوا۔

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مسعود ملت ڈاکٹر مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کے جہاں ظاہری و باطنی کمالات سے آگاہ تھے وہاں علمی کمالات سے بھی خوب آشنا تھے اور وہ جانتے تھے کہ حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ ہی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات، کارہائے نمایاں اور شخصیت کو اجاگر کرنے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیمات سے عالم اسلام کو روشناس کرانے کے لئے کوئی ٹھوس علمی مواد اکٹھا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور صدیوں سے تشنگی کا شکار یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچ سکتا ہے حضرت صوفی صاحب اس سلسلے میں تقریباً تیس برس تک درخواست گذار رہے اور بالآخر اپنے مشن میں کامیاب و کامران ہو گئے۔ الحمدللہ آپ کی کاوشوں اور تعاون سے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی صورت میں پندرہ جلدوں پر محیط ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو چکا ہے اور محققین کے لئے ایک بیش قیمت سرمایہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت صوفی صاحب کے زیر نگرانی عرصہ پینتیس برس سے ملک بھر میں بالخصوص لاہور شہر میں ''یوم مجدد'' نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا رہا۔ مسعود ملت علیہ الرحمہ کی زیر نگرانی شائع ہونے والے انسائیکلوپیڈیا کی تقریب رونمائی کا جب وقت آیا تو یہ

Marfat.com

سعادت عظیم بھی آپ ہی کو مقدر ہوئی۔ آپ نے بڑی خوش دلی سے اسے قبول فرمایا جس طرح حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی نگاہ انسائیکلوپیڈیا کے لئے مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ کو موزوں سمجھتی تھی اسی طرح نگاہ مسعود ملت علیہ الرحمۃ بھی حضرت صوفی صاحب کو اس عظیم کام کے لئے موزوں جان چکی تھی۔ ''جہان امام ربّانی'' کی پندرہ جلدوں کی مرحلہ وار رونمائی ایوان اقبال لاہور سے شروع ہو کر سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اسی طرح حضرت مجدد کے عرس کے موقع پر آپ کی محنت اور کاوش سے ملک بھر کے اخبارات میں مضامین کی اشاعت خاص کا سلسلہ جاری رہا۔

آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے ہونے والے اشاعتی کام میں آپ کا کردار بہت نمایاں رہا۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں مساجد کی تعمیر کے لئے جہاں کہیں بھی آپ کی خدمات کی ضرورت ہوتی آپ اس کارِ خیر میں دامے درمے سخنے حصہ لیتے بالخصوص جامع مسجد شیر ربّانی وسن پورہ اور جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۱۲۔ ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور کی تعمیر ترقی میں بے مثال خدمات سرانجام دیں۔ اس کے علاوہ شیر ربّانی پبلیکیشنز سمن آباد لاہور کے زیر اہتمام 46 کے لگ بھگ کتب کی اشاعت فرمائی اور بعض موضوعات پر اپنی فکر کو جامہ تحریر سے مزین فرمایا۔ اور بہت سے ایسے محاذ ہیں جن کا ذکر یہاں تفصیلاً ممکن نہیں۔ تفصیلات کے لئے ارمغان امام ربّانی کے ایک مضمون ''پیر طریقت جناب صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ایک باکردار شخصیت اور تعارف'' از پروفیسر قاری مشتاق احمد، حضرت صوفی صاحب کی اپنی مرتبہ کتاب ''جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ایک تنظیم ایک ادارہ'' اور ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب کی مرتبہ ''مکتوبات مسعودی'' اور فقیر کی تالیف '' آسمان نقشبندیت اور فلک مجددیت کا کوکب درخشاں''

Marfat.com

قارئین کے لئے معلومات افزا ہوں گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب مکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے سیدی ومرشدی حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور مجھ جیسے بے علم وعمل کو اپنے روحانی اجداد کے نقش قدم پر چلنے اور اس عظیم علمی وتحقیقی مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے

(آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ)

Marfat.com

روئیداد
جلسہ تعزیت برموقع چہلم
بیاد
پیرِ طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

صوفی صاحب کے بارے میں تصوف کی اصطلاح میں بات کروں تو وہ ایک خود شناس شخصیت تھے۔ آج ہم جس جگہ بیٹھے ہیں اور جہاں ہم صوفی صاحب کو یاد کر رہے ہیں یہ انکا بہت بڑا کارنامہ ہے۔ یہ بے آباد جگہ تھی۔ یہاں لوگ آتے ہوئے ڈرتے تھے۔ یہاں خراب لوگوں کا مرکز تھا لیکن اللہ تبارک تعالیٰ نے اس عالم باعمل کو یہ توفیق ارزانی کی کہ اس نے یہاں اللہ کا گھر آباد کیا۔ اگر ہم حضرت کے سارے کام کو ایک طرف رکھ دیں تو ان کی بخشش کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہمارے لیے ایک ایسا مرکز چھوڑ گئے ہیں ایک ایسی جگہ چھوڑ گئے ہیں جہاں ہم اللہ کا نام لے سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور اس کی سر بلندی اور بالا دستی کیلئے ان کو اپنے دلوں میں آباد کرنے کیلئے، بسانے کیلئے کام کر سکتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار ممتاز صحافی اور مجددِ الف ثانی سوسائٹی لاہور کے صدر قاضی جمیل اطہر سرہندی نے پیر طریقت حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے ختم چہلم اور ان کی یاد میں منعقدہ تعزیتی اجلاس

Marfat.com

کے موقع پر خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ کہ ہم ایک ایک لمحے کو غنیمت سمجھیں ،اس لمحے کا صحیح صحیح استعمال کریں۔ ہم دنیا میں صرف کھانے پینے کیلئے پیدا نہیں ہوئے۔ یہ امت اُس عظیم مشن اور نصب العین کی علمبردار اور پرچم بردار ہے جو حضرت نبی اکرم ﷺ لے کر تشریف لائے اور یہی وہ نصب العین ہے جس کا درس حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں دیا۔حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے کام کا طریقہ بھی یہی تھا کہ انہوں نے جو کچھ امت کو کہنا تھا اپنے پیروکاروں سے کہنا تھا وہ تحریری طور پر ہمارے لئے سرمایہ چھوڑ گئے۔مکتوبات امام ربّانی ہمارے لئے راہنمائی اور رہبری کے لئے مرکز اور منبع ہیں۔ حضرت صوفی صاحب نام کے صوفی نہیں تھے وہ ایک عالم باعمل تھے انہوں نے بھی اپنا علمی سرمایہ ضائع نہ ہونے دیا۔انہوں نے بھی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اور ہر چیز کو ورقِ تحریر پر لے آئے۔وہ کتابوں کی صورت میں علمی سرمایہ ہمارے پاس محفوظ ہے اور تا ابد محفوظ رہے گا۔

مجدد الف ثانی سوسائٹی اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر جس کے ڈائریکٹر جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب ہیں انکا یہ فرض ہے اور اس کام کے لئے ہم انکے شانہ بشانہ ہیں کہ یہ کام فروغ پائے ،آگے بڑھے اور اس کام میں کوئی کمی نہ ہونے پائے اور آنے والے دور کیلئے نئی نسل کیلئے ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو اپنے شانوں پر اس ذمہ داری کو اٹھائیں۔ یہ کام تو چودہ سو سال سے ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا اور تا ابد جاری رہے گا۔ہمیں اس میں سعادتیں تلاش کرنی چاہئیں جیسے صوفی غلام سرور رحمۃ اللہ علیہ نے سعادت تلاش کی تھی۔ جب وہ بہاولپور سے لاہور روانہ ہوئے ہونگے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سعادت مانگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ سے التجاء کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے نیک

Marfat.com

بندوں میں سے ایسے بندے منتخب کرتا رہتا ہے ان کو یہ ذمہ داری سونپتا رہتا ہے۔وہ معاشرہ اپنی قسمت پر ناز کرے جس معاشرے میں حضرت صوفی صاحب جیسے فاضل اجل پیدا ہوتے ہیں۔ایک دو آدمی سے کام شروع کرتے ہیں ایک سمندر ایک بحرِ بے کراں اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ صوفی صاحب کے درجات بلند کرے انکی قبر کو تا ابد روشن رکھے۔وہ تاحدِ نگاہ وسیع ہوتی رہے میری بارگاہ ایزدی میں یہ دعا ہے کہ یہ مسجد اور کعبہ کی یہ بیٹی اور کعبہ کی دوسری بیٹیاں تا ابد آباد رہیں۔

دو نشستوں پر مشتمل یہ تقریب ۱۷ مئی ۲۰۰۹ء کو جامع مسجد قادریہ شیر ربّانی ۲۱۔ایکڑ سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں منعقد ہوئی۔پہلی نشست جس کا آغاز 1:30 بجے بعد دوپہر ہوا اس میں مرحوم کی روح کے ایصال ثواب کیلئے قرآن خوانی اور ذکر و تسبیحات کا سلسلہ نماز ظہر تک جاری رہا نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد دوسری نشست کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔تلاوت کی سعادت جناب حافظ قاری یٰسین صاحب نے حاصل کی اور حافظ محمد شاہد اور دیگر نعت خوان حضرات نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

اس کے بعد راقم الحروف نے اپنے مرشد کریم کی خدمات اور مشن کے حوالے سے کہا کہ آپ بچپن سے ہی پاکیزہ طبع کے مالک تھے۔عبادت و ریاضت میں مشغول رہنا اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری آپ کے معمولات اور سخاوت آپ کی نمایاں خصوصیات میں سے تھی۔غربا و مساکین اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی آپ کی سرشت میں شامل تھی۔آپ کو دنیاوی مال و اشیاء سے کوئی رغبت نہ تھی۔اور قناعت کا دامن ہمیشہ ہاتھ میں تھامے رکھا۔اگر مال آیا بھی تو مخلوقِ خدا کی فلاح اور

Marfat.com

ناموسِ دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خرچ کر دیا۔ یہاں تک کہ جب آپ بوریوالہ میں اپنے تایا جان جو کہ علاقہ کے نمبر دار تھے، کے ہاں بغرض حصولِ تعلیم کیلئے کچھ عرصہ مقیم رہے تو آپ کے تایا جان کو آپ پر اس قدر اعتماد تھا کہ تمام نمبر داری کے اختیارات و معاملات آپ کے سپرد کر دیے۔ اختیارات کے ہونے کے باوجود آپ انتہائی سادہ رہتے اور سُنّت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کاربند رہتے ہوئے شب و روز حاجت مندوں کی حاجت روائی کیلئے مصروف عمل رہتے۔ مال کی حرص و لالچ سے خالی دل عرفانِ الٰہی کی منازل طے کرتا رہا۔ بالآخر حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت شیر ربّانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کا چشمۂ عرفان ٹھاٹھیں مارنے لگا اور ہر دو بزرگوں نے اپنے فرزند لبیب کو آغوش طریقت میں لیکر معرفت کے سمندر میں غوطہ زن کر کے خوب سیراب کیا اور اپنی محبت و عشق کا طوق آپ کے گلے میں ڈال دیا۔ اسلوب طریقت کے تقاضوں کی تکمیل کیلئے آستانہ عالیہ شرقپور شریف سے منسلک ہوئے۔ آپ نے پیر خانے کی ایسی خدمات سرانجام دیں جو کہ ایک مسلمہ حقیقت بن چکی ہے۔ جان و مال، اولاد، گھر بار، وقت الغرض سب کچھ اشاعتِ دین اور پیر خانے کی ترقی کے لئے وقف کر دیا۔ بس کام کرتے رہے حتیٰ کہ مظہرِ سیرت اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی خدمات بارگاہ صاحب دربار پُر انوار میں درجہ قبولیت اختیار کر گئیں اور آپ کو تاج خلافت سے سرفراز فرمایا گیا۔ آسمان نقشبندیت پر طلوع ہونے والا یہ ستارہ آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لئے ایک بیش قیمت گوہر کی حیثیت اختیار کر گیا۔

Marfat.com

صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی مجددی نے اپنے والد محترم اور مرشد کریم کے متعلق خیالات کا اظہار کرتے ہوا کہا کہ بے شک انہوں نے اپنی ساری زندگی دینِ اسلام کی تبلیغ اور معاشرے کی اصلاح کیلئے وقف کر رکھی تھی۔ سکول و کالج کی تعلیم کے دوران بھی دین اسلام کی سربلندی کیلئے کام کرنے کو ترجیح دیتے اور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانے کے لیے سرگرم رہتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو ارکانِ اسلام کی پابندی کے ساتھ ذکر الٰہی پر بے حد زور دیتے جس پر احباب و رشتہ دار آپ کا مذاق اڑاتے۔ لیکن آپ عشق رسول ﷺ کی دولت سے لبریز اپنا کام کرتے رہتے۔

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونے والے اولین مریدوں میں سے جناب پروفیسر راغب الیاس شاہ الہاشمی القریشی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور کارہائے نمایاں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ میرے استاد مکرم جناب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سابق چیئرمین شعبۂ علوم اسلامیہ بہاولپور و جامعہ پنجاب لاہور جو کہ قدیم اور جدید علوم بالخصوص تقابلِ ادیان میں پوری دنیا میں ایک نمایاں حیثیت کے حامل استاد اور سکالر ہیں۔ میں نے ایک مرتبہ ان سے عرض کیا کہ استاد مکرم مجھے کسی اللہ والے کی صحبت درکار ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں آپ کو ایسے اللہ والے کی طرف راہنمائی کرتا ہوں جن کے پاس بیٹھ کر آپ بھی اللہ والے ہو جائیں گے وہ ہستی راہ سلوک کی شاہ سوار ہے۔ اس وقت میری نظر میں ولی العصر، متقی، برگزیدہ وہ قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی خلیفہ مجاز حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہٗ العالی کی ہے۔

Marfat.com

شاہ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کو ہر نوجوان سے امید ہوا کرتی تھی وہ امید کیا تھی؟ وہ امید دین کی نصرت کیلئے دین کے فروغ کے لئے ہوتی تھی۔ کوئی شخص یہ دعوٰی نہیں کرسکتا ہے کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ نے اپنی ذات کے لئے کسی کے سامنے ہاتھ پھیلایا ہو جب کسی سے تقاضا ہوتا وہ صرف اور صرف دین کی اشاعت کیلئے ہوتا تھا مجددی روح کی پروان کے لئے ہوتا تھا۔ حضرت مجدد کے نظریات کو پروان چڑھانے کیلئے ہوتا۔ الحمدللہ مجھے حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے ساتھ کچھ ماہ و سال دن اور رات اکھٹے رہنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ اس عرصۂ رفاقت میں، میں نے آپ کو یا تو مصلیٰ پر دیکھا ہے یا آستانہ عالیہ سے ہونے والے اشاعتی کام میں مصروف عمل دیکھا ہے ۔ آپ ان کاموں میں اس قدر محنت کرتے کہ صحت کا بھی کبھی خیال نہیں کیا۔ ایک مرتبہ میں نے پوچھا کہ آپ کینسر جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں۔ آخر آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کرتے کہ مرشد کا حکم ہے، سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو عروج پر لے جانا ہے، حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کو پایا تکمیل تک پہنچانا ہے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تعلیمات، افکار اور کارہائے نمایاں کا اعتراف کرانا ہے۔ شاہ صاحب نے صوفی صاحب کے ایک اہم کارنامے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست پر سینکڑوں عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔ خصوصیت کی بات یہ تھی کہ آپ اس ہر نو مسلم کا اسلامی نام خود رکھتے اور اسکے روزگار کیلئے مناسب انتظام اور مالی امداد بھی فرماتے اور ساتھ یہ نصیحت فرماتے کہ دین اسلام میں بھیک مانگنے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے اسلئے ہمیشہ محنت کر کے کماؤ اور اپنا

Marfat.com

گزر اوقات کرو۔

دنیائے اسلام کے عظیم محقق اور شعبۂ تاریخ کے نامور سکالر جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اس تقریب سعید کے موقع پر حضرت صوفی صاحب کے محامد بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی سادہ اور بزرگ ہستی تھے دیکھنا یہ ہے کہ یہ بزرگ شخصیت خود کیا تھی۔ خود کسی بڑے مدرسے یا یونیورسٹی کے فارغ التحصیل استاد نہیں تھے۔ بلکہ گاؤں کے کالج کے محض گریجوایٹ تھے، ایک دفتر میں کام کرتے تھے۔ یہ سب کچھ کیا ہے اور کیسا ہے؟ آخر کیا بات ہے کہ آج اتنے بڑے سکالرز علمائے دین اور ماہر اساتذہ کرام یہاں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کیلئے اکھٹے ہیں یہ سب کچھ وہ روحانی فیض ہے جو انہوں نے اپنے مرشد کریم حضرت صاجبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف جو ہمارے درمیان جلوہ افروز ہیں کی مبارک صحبت میں رہ کر حاصل کیا اور اس کو عام کرنے کیلئے اس روحانی سطح پر جا کر جہاں نیچے جانے کی ضرورت ہے، جس سطح کا آدمی ہے اس سطح پر جا کر دعوت و ارشاد کا فریضہ انجام دیا۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے مزید فرمایا کہ حضرت میاں (جمیل احمد شرقپوری) صاحب جو یوم مجدد منایا کرتے تھے اور اب بھی مناتے ہیں اس کے لئے جو بزرگ سخت محنت کرتے تھے وہ ہمارے بزرگ صوفی غلام سرور صاحب تھے شب و روز ایک دن میں متعدد ''یوم مجدد'' کے جلسوں میں حاضری دی جا رہی ہے حضرت میاں صاحب کے ساتھ جو سب سے مخلص آدمی جا رہے ہیں وہ صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کی ذات والا صفات تھی۔

عظیم مفکر جناب ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے یہ دیکھا

Marfat.com

کہ صوفی صاحب نے زندگی کو ایک ڈھب سے گزارنے کا سلیقہ اپنے بزرگوں سے سیکھ لیا تھا اور اس ڈگر پر رہ کر انہوں نے زندگی گزاری۔ اگر میں ان کے امتیازی اوصاف گنوں تو بہت سے ہیں۔ "جہان امام ربانی" آپ کے سامنے آئی، کتنی ؟ ۱۵ جلدیں آگئیں، دیکھ کر انسان حیرت زدہ ہوتا ہے۔ کتنا کچھ اکٹھا کیا، کہاں سے ملا؛ معلوم ہوا وہ عاشق صادق حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھا ہوا ایک ایک حرف چُن کر لائے۔ اور حضرت ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ سے میری بڑی خط و کتابت تھی محبت بھی تھی۔ میرے پاس ان کے خط ہیں ان میں انہوں نے لکھا، یاد رکھیئے اگرچہ میں نے کام مجددیت پر بہت دیر سے شروع کیا تھا لیکن میرا حاصل زندگی یہی کام ہے، میری زندگی کا مقصود یہی کام ہے۔ یہ کام بڑی خوبصورتی سے کیا۔ مجھے حیرت ہوئی صوفی صاحب کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ صوفی صاحب دنیا سے چلے جا رہے ہیں "نذر مجدد" کتاب آرہی تھی۔ معلوم ہوا وہ جان کا نذرانہ بھی نذر مجدد کے نام کر گئے۔

گورنمنٹ ایم اے او کالج لاہور کے پروفیسر قاری محمد رفیق مسعودی نے اپنا مقالہ بعنوان "حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ اور استقامت" کے چیدہ نکات پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت قبلہ صوفی غلام سرور علیہ الرحمۃ اولیاء کرام کے وہ فرد فریق تھے جنہوں نے پوری زندگی مشکلات کے جھرمٹ میں رہ کر کلمہ حق کی صدا بلند کی آپ اعلیٰ حضرت شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے اور امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے سچے عاشق تھے۔ اپنے روحانی آباء کی طرح تمام دینی خدمات استقامت اور جرأت کے ساتھ انجام دیں۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی کی تعمیر ہو یا شیر ربانی اسلامک سنٹر کا قیام اور مجدد الف ثانی سوسائٹی کی تنظیم،

Marfat.com

ہفت وار اور ماہ وار درس و تدریس کا سلسلہ ہو یا مجدد الف ثانی کانفرنسز کا کارنامہ ہو ان جملہ امور میں آپ جرأت اور استقامت کی اعلیٰ مثال تھے۔ مخالفین اور سازشی عناصر عمر بھر آپ کے راستہ میں رکاوٹیں ڈالتے رہے مگر (وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے)۔ آپ مقام علّیین کی طرف روانہ ہوگئے۔ ضرورت ہے کہ آپ کے مشن کو جاری رکھا جائے اور خدمت دین کے تمام سلسلوں کو نئی تابندگی دینے کی کوشش کی جائے۔ ان کی وفات سے ہونے والے نقصان کی تلافی بہت مشکل ہے۔

مفتی ظہور احمد جلالی شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ اہلسنت و جماعت مانگا منڈی لاہور نے اس مبارک موقع پر صوفی باصفاء مرحوم مغفور حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنے شیخ کے ساتھ کامل وابستگی، اطاعت اور اسکے ثمرات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے اُس عظیم کرامت کی طرف حاضرین مجلس کی توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ ایک مرتبہ دوران ملازمت جبکہ آپ کے دفتر میں تاخیر سے پہنچنے والے کو ملازمت سے فوری طور پر برطرف کر دیا جاتا تھا ان دنوں میں حضرت صوفی صاحب اپنے مرشد کریم کی خدمت میں شرقپور شریف میں حاضر تھے۔ صبح اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل میں انکے ساتھ کسی گاؤں میں تشریف لے گئے حتیٰ کہ دفتری اوقات کا کافی وقت گزر گیا۔ اجازت ملی اور دفتر پہنچے تو دوسرے احباب اور کولیگز سے حاضری رجسٹر کے بارے میں استفسار فرمایا تو ان میں سے ایک صاحب کہنے لگے کہ حضرت صاحب آپ نے خود ہی تو صبح حاضری لگائی تھی۔ تو معلوم ہوا کہ آپ نے اپنے مرشد کریم کی خدمت اور حکم کی تعمیل میں کبھی لیت و لعل سے کام نہیں لیا اور سر تسلیم خم رکھا۔

جی سی یونیورسٹی لاہور کے صدر شعبۂ اسلامیات اور حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

کے منظورِ نظر جناب ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس صاحب نے حضرت کی ذاتِ والا صفات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا اگر ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں، ڈرانے والے، حوصلہ شکنی کرنے والے، مایوسی کا پیغام سنانے والے اور فکر و نظر میں ابہام و کجی پیدا کرنے والے سیکڑوں افراد مل جائیں گے لیکن انسانی رویوں میں مثبت تبدیلی، فکر کے زاویوں کی صالح تربیت کرنے والے، امیدوں اور جذبوں کو فلک آشنا کرنے والے، قدم آگے بڑھانے کا پیغام دینے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ ایسے افراد معاشرے میں ایک دو ہوتے ہیں۔ دھرتی کا بھرم اور فکر کی آبرو ایسے ہی لوگ ہوا کرتے ہیں۔ زمانہ ایسے لوگوں پر ناز کرتا ہے۔ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ ایسے ہی لوگوں میں سے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو آج یہ اصحاب فکر و دانش خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے نظر نہ آتے۔ ان لوگوں کی یہاں موجودگی صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کام کی مقبولیت و پذیرائی اور ان کے حسن اخلاص کی گواہی ہے۔ تاریخ صرف اسے یاد رکھنے کا اہتمام کرتی ہے جس نے اپنی تاریخ کو یاد رکھا اور اس کا سبق آنے والی نسل تک پہنچایا۔ قبلہ صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس پہلو سے ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہیں اور تاریخ کا یہ حصہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ یاد رکھنے کے حوالے زمانے میں کئی ہیں۔ ہمارے ممدوح کو تاریخ ''غلامِ سرورِ کائنات'' کے زاویے سے یاد رکھے گی۔

شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے ڈائریکٹر مفسر قرآن جناب پروفیسر قاری مشتاق احمد صاحب نے اس تعزیتی اجلاس میں اظہار خیال فرماتے ہوئے فرمایا کہ مخدوم صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے اس کا پُر ہونا مشکل ہے۔ صوفی صاحب مرحوم ایک ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے

Marfat.com

اوران کے بعد ان کی عظمتوں، بزرگیوں، کارکردگیوں اور عملی کاوشوں کے نقوش اور گہرے ہوکران کی جدائی کے الم کی ٹیس بڑھا رہے ہیں لیکن یہ تو نظام ہستی ہے، مرضی مولا ہے اوراس پر صبر کے سوا چارہ نہیں اور رخصت ہونے والے کے پاکیزہ مشن کو جاری رکھنا ہی اس کے حضور سب سے بہتر خراج تحسین ہے۔

ملک کے نامور قلم کار جناب میاں محمد صادق قصوری جو کہ علالت کے باعث اس جلسہ میں شمولیت نہ فرما سکے لیکن اپنے مضمون ''اقبال کا مردمومن'' جو کہ اس تقریب میں پڑھا جانا تھا اس کا یہ اقتباس ان کا مرحوم و مغفور کے ساتھ تعلق اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے لکھتے ہیں:

سچے لوگ جا کر بھی نہیں جایا کرتے، ہر بلند ہونے والی صدائے حق میں گونجتے رہتے ہیں۔ ہر قافلہِ صداقت کی رُوح رواں ہوتے ہیں، ہر کارواں جو سچ اور حق کے سفر پر روانہ ہوگا، حضرت صوفی صاحب کا مزارِ پُر انوار اُس کا آستانہ ہوگا کہ یہ وہ ہستی ہے جس نے اپنی حیات کا لمحہ لمحہ حق و صداقت کیلئے صرف کیا، دین مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی خاطر اپنی زیست وقف کر دی، ایسے لوگوں کی زندگی، حیات جاوداں بن جاتی ہے، اُن کے کردار کی خوشبو اور اقوال کی روشنی ہر زمانے پر معطر تنویر کی تاثیر بانٹتی ہے اور دل اُن کی جاگیر ہو جاتے ہیں۔ سچ فرمایا خواجہ شیراز نے ؎

بعد از وفات تُربتِ ما در زمیں مجو
درسینہ ہائے مردم عارف مزار ما است

پانچ ہفتے گزر چکے جب حضرت صوفی صاحب اس دنیا سے رخصت ہوئے، لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ گویا وہ ابھی ابھی گئے ہیں۔ اُن کی یاد کے نقوش اور اُن کی عظمت کے آثار

Marfat.com

آج بھی اُن کے نیاز مندوں کے لیے نظر افروز ہیں۔ زندگی کے نگار خانہ میں جب تک انسانیت کا وجود باقی ہے اور ہمارے دل انسانی فضائل سے آباد ہیں، اُن کی تصویر دُھندلی نہیں ہو سکتی۔

ہر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بُود
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بُود

یہ تقریب سعید زیرِ سرپرستی فخر المشائخ حضرت صاحبزدہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف اور زیرِ نگرانی قاضی جمیل اطہر سرہندی صدر مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور مفسر قرآن پروفیسر قاری مشتاق احمد نقشبندی مجددی اور زیرِ اہتمام صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی اور صاحبزادہ جنید سرور نقشبندی مجددی اور دیگر اراکین انجمن غلامان مصطفٰے، اراکین مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور اراکین شیر ربانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور ۱۷ مئی ۲۰۰۹ء کو حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مقدسہ سے ملحقہ مسجد جامع مسجد قادریہ شیر ربانی ۲۱۔ا ایکٹر سکیم نیا مزنگ سمن آباد لاہور میں منعقد ہوئی۔ مرحوم کی روح کے ایصالِ ثواب اور بلندی درجات کے لئے صاحبزادہ غلام مصطفٰے نقشبندی مجددی نے دعا کی اور آخر میں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ نے خصوصی طور پر دعا فرمائی۔ نماز عصر ادا کرنے کے بعد حاضرین مجلس میں لنگر شریف تقسیم کیا گیا اور اس طرح یہ بابرکت تقریب بحُسن وخوبی انجام کو پہنچی۔

Marfat.com

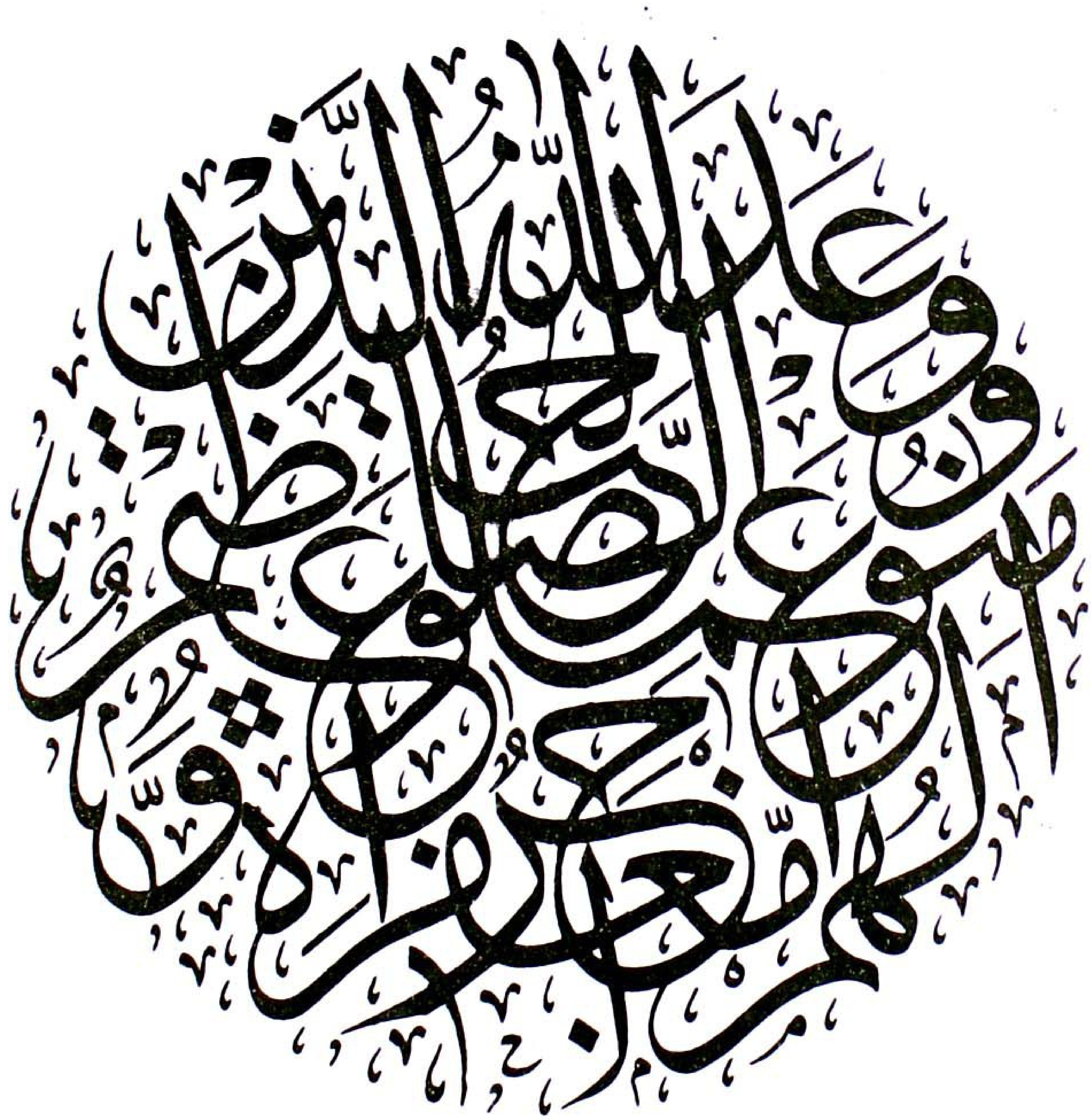
وعد الله الذين آمنوا وعملوا الصالحات منهم مغفرة وأجرا عظيما

Marfat.com

باب چہارم

خراجِ تحسین

Marfat.com

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی، کوئٹہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔ آپ کے عظیم پدر بزرگ ، عالی مرتب مولانا صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شدید رنج کا باعث ہوا ہے۔ ان کی زندگی ایک فعال و باعمل عالم دین کی تھی جس کی مثال ان دنوں ناپید ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر منفرد طور پر آج کل ان کی ذات گرامی ہی رہ گئی تھی جنہوں نے اپنے آپ کو وقف کر دیا تھا اس سے پہلے ہم اس میدان خیر سے محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کو اور پھر گذشتہ سال حضرت پروفیسر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کھو بیٹھے ہیں جو جہانِ باقی کو سدھار گئے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کارہائے علم و دین میں یکتا سہارا نظر آنے لگے تھے۔ ہمارے ہاں چند اکابر علمائے دین اب بھی اپنی زندگی اس راہ عظیم میں لگائے ہوئے ہیں مگر اُن کی بے لوث و باصفا زندگی ناقابل فراموش رہیگی جس سے صرف ہم نہیں بلکہ ملت اسلامیہ محروم ہوئی ہے۔ وہ سلسلۂ نقشبندیہ کے محض نقیب نہ تھے بلکہ تمام سلاسل صوفیاء کے لئے باعث عزت و وقار بنے رہے۔ ان کے وصال سے میں ایک قلبی و روحی دوست مکرم سے محروم ہوا ہوں۔ بلاشبہ آپ کے لئے تو ایک ایسا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پورا کرنا اب محال ہے۔ آپ ایک ایسے گرانقدر سایہ سے محروم ہوئے ہیں جس کا متبادل اب ناممکن ہے۔ آپ ایک ایسے شفیق و ہمدرد رہنما سے

Marfat.com

محروم ہوئے ہیں جس کا احساس تازیست ہوتا رہے گا۔ البتہ ان کے نقش قدم پر چلنے سے آپ سکون محسوس کریں گے اور ان کی روح بھی مسرور رہے گی۔

(اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون)

امید ہے میرے فرزند عزیز ڈاکٹر سلطان کاشف علی جنازہ میں شامل ہوئے ہونگے جو اس وقت لاہور میں ہی تھے۔

شریکِ غم والسلام

الطاف علی

۱۶۔اپریل ۲۰۰۹ء

Marfat.com

مکتوب شریف سید صابر حسین شاہ بخاری القادری

بنام

صاحبزادہ غلام مصطفےٰ نقشبندی مجددی و محمد ناظم بشیر نقشبندی مجددی

بملاحظہ گرامی صاحبزادہ غلام مصطفےٰ صاحب / برادرم محمد ناظم بشیر نقشبندی صاحب

سلامت ورحمت!

قبلہ حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ الھادی عصرِ حاضر میں روشنی کا ایک مینارہ نور تھے آپ جس انداز میں تبلیغی خدمات سرانجام دے رہے تھے وہ قابل صد ستائش ہے۔ اسلامی تصوف کے بارے میں آپ نے مختلف اہل علم سے مقالات لکھوا کر شائع فرمائے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے قافلۂ عشق ومحبت کے ایک فردِ فرید تھے۔ اس پر آپ کا مطبوعہ لٹریچر اور عظیم الشان کانفرنسیں شاہد عدل و ناطق ہیں۔ آپ کے اچانک سانحہ ارتحال پر دنیائے اہل سنت مغموم ہوگئی، صوفیا کرام کی صفوں میں جو خلا ہوا ہے اس کا پُر ہونا محال ہے۔ آپ فقیر کے مہربان اور قدردان تھے، جب بھی کوئی کتاب شائع فرمائی تو ضرور اس فقیر کو بھی عنایت فرمائی۔ ان کی یادیں اور باتیں ہمیشہ یاد رہیں گی۔ صوفی باصفا حضرت قبلہ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ کی اچانک وفات پر جو کچھ فقیر پر گزری وہ فقیر ہی جانتا ہے۔ انتہائی دکھ اور افسوس ہوا۔ فقیر اپنے ایک عظیم محسن سے محروم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طفیل

Marfat.com

آپ کو جوارِ رحمت میں خیر و عافیت عطا فرمائے اور نہ صرف آپ کو بلکہ ہم سب غربائے اہل سنت کو بھی صبر جمیل عطا فرمائے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین)

والسلام شریکِ غم
غم زدہ احقر صابر حسین

Marfat.com

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ

یادیں

پروفیسر شبیر حسین شاہ زاہد :
گوشۂ محققین ننکانہ صاحب

یہ غالباً 1987-88ء کی بات ہے فدوی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور عقیدہ ختم نبوت پر ایک مقالہ تحریر کر رہا تھا۔ اسی دوران ضرورت پیش آئی کہ کہیں سے تصدیق کی جائے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کا جو چرچا ہے وہ کہیں سے ثابت بھی ہے؟ کیونکہ کتاب ''اقبال اور اولیاء'' یا ''اقبال اور صوفیا'' میں اس ملاقات کا تذکرہ مفقود تھا۔ میں نے ایک ''استفسار نامہ'' آستانہ عالیہ میاں شیر ربانی شرقپور شریف کو اس سلسلے میں لکھا۔ کوئی مہینہ ڈیڑھ مہینہ کے بعد جواب موصول ہوا کہ علامہ اقبال کی قبلہ میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے ملاقات کا زبان زد خاص و عام چرچا تو ہے مگر یہ بات کہیں سے محقق نہیں ہے۔ حتی کہ آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ شرقپور کے متوسلین سے بھی اس بات کی تصدیق یا تکذیب نہیں ہوئی۔ لہٰذا اس بات کو زبانی روایت تک ہی رکھیں۔ اس خط کے لکھنے والے تھے حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مرحوم رحمۃ اللہ علیہ آپ اس وقت ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف کے ادارتی فرائض انجام دے رہے تھے اور وارثِ مسند شیر ربانی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب نے میرا خط صوفی صاحب کے حوالے کر دیا تھا اور اس کا جواب لکھنے کی

Marfat.com

ذمہ داری بھی صوفی صاحب کو دے دی تھی۔

وہ دن اور صوفی صاحب کے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمانے کا دن، میرا آپ سے تعلق مسلسل رہا۔ کبھی بذریعہ خط، کبھی بذریعہ فون اور کبھی بذریعہ ملاقات صوفی غلام سرور صاحب علیہ الرحمۃ اپنے قول، عمل اور رویہ سے واقعی صوفی باصفا بھی تھے اور غلام سرور یعنی غلامِ سرورِ انس وجاں، سیّدو سرور، سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پکے اور سچے تھے۔ اللہ پاک ان کی مغفرت کرے اور ان کے رازوں کو مقدس کرے۔

جب تک صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کا تعلق ماہنامہ "نور اسلام" سے رہا مجھے بلا تعطل رسالہ "اعزازی" ملتا رہا۔ اور صوفی صاحب کی مہمیز سے فدوی بھی مضامین ومقالات لکھتا رہا۔ جب صوفی صاحب "نور اسلام" سے علیحدہ ہو گئے اور علامہ ماسٹر محمد انور قمر شرق پوری مرحوم ادارتی بورڈ میں آ گئے پھر بھی "نور اسلام" کی ترسیل جاری رہی مگر جب قمر صاحب بھی "نور اسلام" سے علیحدہ ہو گئے تو ہم "نور اسلام" سے محروم ہو گئے اب یہ کہا جا سکتا ہے کہ میرے پاس یا گوشۂ محققین میں "اسلام" تو ہے مگر "نور اسلام" نہیں۔ اب کچھ وہ لوگ "نور اسلام" کے کرتا دھرتا ہیں جن کی ترجیحات میں پرانے لوگ شامل نہیں ہیں۔

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی صاحب کے ساتھ میری تقریباً (۲۰) بیس سال تک خط وکتابت رہی ہے۔ جب آپ صرف صوفی غلام سرور ہوا کرتے تھے اور شاہ جمال روڈ پر آپ کا دفتر ہوا کرتا تھا آپ اس وقت بھی میرے شفیق اور مربی تھے پھر آپ کا دفتر سانده میں چلا گیا وہاں بھی آپ کی شفقتیں اور محبتیں برابر مجھ ناکارہ پر جاری رہیں۔ آنے والے

Marfat.com

کو آپ پانی بھی پلایا کرتے اور وقت اور مقدرت ہوتی تو کھانا بھی کھلاتے۔ پھر آپ ریٹائر ہوگئے اور مکمل طور پر "اللہ والے" ہوگئے یعنی خدمت دین اور اشاعت مسلک میں منہمک ہوگئے۔ پھر انہوں نے نہ صرف سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کو آگے بڑھایا بلکہ اس سلسلہ میں خود خلافت پا کر اپنے طور پر تبلیغ و اشاعت دین کے سلسلے کو آگے بڑھایا۔ اپنے ارد گرد دلکھاری اور خطیب جمع کیے۔ کانفرنسیں، سمینارز، جلسے اور دروس کا اہتمام فرمایا۔ جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد میں اپنے سلسلہ کا صدر دفتر بنا کر وہاں سے کام کا آغاز کیا۔

۱۹۹۸ء میں میں نے ایک تحقیقی مقالہ "عقیدہ ختم نبوت اور حضرت مجدد الف ثانیؒ" مرتب کیا تو اس کی اشاعت کے لیے محترم صوفی صاحب کی سرپرستی کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت صاحب نے مقالہ کی ایک نقل لے لی مگر ان کی دیگر بھاری اشاعتی و تبلیغی ذمہ داریوں کی وجہ سے بالآخر اس مقالہ کی اشاعت کا بیڑہ اٹھایا تو صوفی صاحب نے پھر مالی تعاون فرمایا اور پھر کتاب کے شائع ہونے پر اس کے ڈیڑھ سو نسخے احباب و متوسلین میں مفت تقسیم کیے اس کتاب پر تبصرہ بھی لکھا جو میری نئی آنے والی کتاب "تعارف و تبصرہ، کارہائے قلم" کی زینت بنے گا۔ اب جب کہ میری یہ کتاب ''عقیدہ ختمِ نبوت اور حضرت مجدد الف ثانی'' آوٹ آف پرنٹ ہوگئی ہے گذشتہ ملاقات پر پھر میں نے دستِ تعاون دراز کرنے کی درخواست کی تھی تا کہ کتاب شائع ہو سکے۔

۲۰۰۲ء میں میری ایک "کتاب تجلیات سیرت النبیؐ" منصۂ شہود پر آئی تو صوفی صاحب نے اس کے بیس نسخے خرید کر اپنے احباب اور مریدین میں مفت تقسیم فرمائے۔ پھر ایک اور کتاب "مطالعہ تعلیمات اسلام" (سوالاً جواباً) چھپی تو اس کے بھی بیس نسخے خرید کر تقسیم فرمائے۔ اپنی وفات حسرت آیات سے پہلے صوفی صاحب علیہ الرحمہ

Marfat.com

نے پھر دس "تجلیات سیرت النبیؐ" اور پندرہ "مطالعہ تعلیماتِ اسلام" لی تھیں۔ غرض آپ نہ صرف اپنی تحریریں شائع کرواتے تھے بلکہ دوسروں کی تحریروں کی اشاعت و تبلیغ اور تقسیم و تشہیر میں بھی آگے بڑھ کر تعاون فرماتے تھے۔ اس کا ثبوت حضرت صوفی صاحب کے ادارہ "جامعہ جمیل العلوم" کے رسائل و جرائد اور ان میں چھپنے والی تحریروں کی فہرست ہے۔

صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کُتب کی اشاعت و تقسیم میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ "نُور اسلام" کا اولیائے نقشبند نمبر، نور اسلام کا حضرت امام اعظم نمبر آپ نے سینکڑوں کی تعداد اہل قلم، اہل مطالعہ اور اہل علم تک پہنچایا اور کسی سے ایک پائی تک نہ لی۔

کیسے ستھرے اور دیانت دار صوفی　　خدمت اور ندرت کا ہیں معیار صوفی
زاہد صوفی اور بھی دُنیا میں ہوں گے　　اپنے لیے ہیں تقویٰ کا شہکار صوفی

صوفی غلام سرور صاحب نے ہمیشہ میرے پیروں کی عزّت کی حالانکہ آپ خود ایک پیر باصفا تھے۔ سادات کا احترام آپ کا شعارِ خاص تھا۔ جب بھی ملاقات ہوتی تو دُعا کی درخواست کرتے حالانکہ میرا خیال ہے کہ سینکڑوں نہیں تو بیسوں اور پچاسوں افراد تو آپ کے دست دُعا کے اٹھنے کے منتظر رہتے ہوں گے۔ ایک دفعہ ملاقات ہوئی تو فرمانے لگے میرے بارے میں ایک تحریر لکھیں اور میرے لیے "اصلاحات" تجویز کریں۔ ان کا مطلب تھا کہ آپ کی نظر میں مجھ میں جو خامیاں اور گھاٹے ہیں وہ کس طرح دور ہوسکتی ہیں۔ وہ طریقے بتائیں۔ شاہ صاحب! میں اگر پیر ہوں تو دوسروں کے

Marfat.com

لیے ہوں آپ کے لیے تو اُمتی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے بڑی کسرِ نفسی اور اصلاحِ احوال و اوضاع کے شوق کی مثال کوئی نہ ہوگی۔ جو آپ کے کردار کی خاصہ تھی

اصلاح دوسروں کی کریں خود سے ہو غفلت ایسے ہی لوگوں کو فرمایا
اصلاح اپنی بڑھ کے کریں سب کے ساتھ ساتھ ایسے ہی لوگوں کو فرمایا

بد بخت، گستاخِ رسول، یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ، طلب دنیا کا کُتا ایمان سے محروم سلمان رشدی نے ایک شیطانی کتاب SATANIC VERSES "(شیطانی آیات) لکھی تو ساری مسلم دنیا میں ایک تحریک اٹھی کہ ایران کے امام خمینی نے سلمان رشدی کے قتل پر انعام رکھا پاکستان کے دارلحکومت اسلام آباد میں بھی غیرت مند مسلمانوں نے جلوس نکالا جس پر پولیس نے گولی چلا دی اور کئی مسلمان شہید ہو گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ سارا یورپ اور کل یہود و نصاریٰ سلمان رشدی کے محافظ ہو گئے حتیٰ کہ سلمان رشدی کو پچھلے سال "سر" (KNIGHT) کا خطاب بھی دیا۔

۱۹۸۹ء میں صوفی غلام سرور صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام غیر مسلم سفارتخانوں کو بالعموم اور برطانوی سفارت خانے کو بالخصوص احتجاجی خطوط/احتجاجی قرار دادیں ارسال کیں تا کہ ان تک مسلم دنیا کی آواز پہنچائی جا سکے ٹائپ شدہ خطوط کا ایک سیٹ مجھے بھی بھجوایا کہ اسے خود پوسٹ کریں اور دوسرے دوستوں کو بھی ترغیب دیں کہ وہ اپنا نام پتہ لکھ کر یہ احتجاج اپنی طرف سے بھجوائیں۔ اُن دنوں میں نیول ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں ملازمت کرتا تھا۔ میں نے اور کئی دوسرے دوستوں نے یہ احتجاج نامے

Marfat.com

برطانوی سفارتخانے کو رجسٹری کیئے۔

صوفی صاحب کے اس عمل سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ عظمت رسولؐ اور ردِ گستاخی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کا جذبہ رکھتے تھے حالانکہ آپ بھی سرکاری ملازم تھے مگر آپ نے اس معاملہ میں کسی خوف وخطر اور لَومِ لائم کی پرواہ نہ کی۔

عاشق دیندے سر نذرانہ عشق نہ ڈھئن دیندے !!
ساڈے ورگے وِیہندے رہندے، عشق توں پچھے رہندے

صوفی غلام سرور صاحب علیہ الرحمہ نے مجھے اپنے دوستوں اور اہل علم وفن سے ملوانے میں کبھی بُخل نہ کیا۔ ایک دفعہ میں H-71 افغانی روڈ سمن آباد میں حاضر ہوا تو پتہ چلا صوفی صاحب مشہور عالم دین، محقق اہل سنت اور مجددی مظہری پیر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود صاحب سے ملنے کے لیے جانے والے ہیں۔ مجھے بھی ساتھ لے چلے پہلے ماڈل ٹاؤن ایک رہائش پر گئے پتہ چلا پیر صاحب وارث روڈ عقب گنگا رام ہسپتال اپنے کسی مرید کے گھر فروکش ہیں۔ وہاں سے رکشہ کرایا اور دوسری جگہ پہنچے پیر صاحب نے کمال شفقت کا مظاہرہ کیا اور چاٹی کی لسی پلائی کچھ دیر بعد باہمی دل چسپی کے معاملات پر گفتگو ہوتی رہی۔ صوفی صاحب نے ڈاکٹر صاحب سے میرا تعارف کروایا اور میں نے اپنا تعارف اسلام آباد کے حوالے سے، سید ریاست علی قادری مرحوم کے حوالے سے اور ادارہ تحقیق امام احمد رضا کے حوالے سے کروایا تو ڈاکٹر صاحب نے نہایت محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مجھ سے دوبارہ سلام لیا معانقہ کیا اور صوفی صاحب سے فرمایا:

Marfat.com

''اپنے اردگرد شاہ صاحب جیسے محنتی اور مسلکی قلمکاروں کو جمع کریں اور ان سے خصوصی کام لیں''

اسی طرح ایک دفعہ صوفی صاحب مجھے جناب جمیل اطہر سرہندی صاحب سے ملوانے ان کے دفتر اخبار روزنامہ ''جرأت'' لے گئے مگر ملاقات نہ ہوسکی پھر بعد میں کسی دوسری جگہ ملاقات ہوئی۔ وہاں بھی صوفی صاحب کا حوالہ ہی وجہ قربت بنا۔ پھر صوفی صاحب نے مجھے سرہندی صاحب کی ایک کتاب ''شیخ سرہند'' نذر کی اور اس کو بغور پڑھنے اور اس پر اصلاح لکھنے کا حکم دیا۔ میرا اس کتاب پر مکمل تبصرہ میری آئندہ تالیف ''تعارف وتبصرہ, کارہائے قلم'' میں شامل ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ ایک عرصہ تک مسجد میں خطابت بھی کرتے رہے مگر فی سبیل اللہ، آپ فرمایا کرتے تھے "مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ اللہ کے گھر کے لیے چندے مانگے جائیں گلّے رکھے جائیں یا جمعہ کے اجتماعات میں پلّہ پھیرا جائے۔ میں نے اپنی مسجد میں یہ کام سختی سے منع کیا ہوا ہے ہم اللہ پر توکل کرتے ہیں اللہ کریم کہیں نہ کہیں سے انتظام فرما دیتا ہے

صوفی صاحب سے ایک دن گفتگو ہوئی تو بڑے جوش وجلال کے ساتھ فرمانے لگے "ہم اہل سنت مسلک حق پر ہیں مگر خود ناحق ہو گئے ہیں، ہمیں علم ہی نہیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے ہم رٹے رٹائے طوطے ہیں۔ پھر آپ نے مثالیں بیان کیں۔

(الف) جوش وخروش سے ساری رات جلسہ کرتے ہیں مگر عشا اور فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔

(ب)۔ خوب جھوم جھوم کر نعرے لگاتے ہیں مگر جن کے نعرے لگاتے ہیں ان کو اپنا رہبر

Marfat.com

و رہنما نہیں بناتے۔

(ج)۔''نعرہ رسالت'' کے بعد'' نعرہ حیدری'' لگاتے ہیں۔''نعرہ صدیقی''، ''نعرہ فاروقی''، ''نعرہ عثمانی'' کو بھول جاتے ہیں۔

(د)۔ساری ساری رات نعت خوانی، درود خوانی اور خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں مگر حاضرین، ناظرین اور سامعین کے حقوق تلف کرتے ہیں۔وہ اس طرح کہ

ا۔ان لوگوں نے آرام بھی کرنا ہوتا ہے ہم ان کے مذہبی جذبات کو ایکسپلائٹ (EXPOLITE) کرتے ہیں۔

۲۔ان لوگوں کو ترغیب دلاتے ہیں کہ نعت خوانوں، خطیبوں اور پیروں پر روپے پھینکیں۔

۳۔ان کو علمِ دین (قرآن وسنت) سے دور رکھتے ہیں اور خطاب وخطابت کے فن میں الجھائے رکھتے ہیں۔کہیں شعر، کہیں حکایتیں، کہیں تبرّے اور کہیں آواز کا زیر و بم، یہ سب کیا ہے؟ صوفی صاحب نے بتایا ہمارے پروگراموں (ہر انگریزی مہینے کا پہلا سوموار) میں ایسا نہیں ہوتا۔ہم مقرر کو پہلے سے ٹاپک (Topic) دیتے ہیں مقرر اس پر تیاری کر کے آتا ہے تقریر کے نوٹس لکھ کے لاتا ہے اور پھر سادہ و فی البدیہہ تقریر کرتا ہے، سننے والے اہم نوٹس لیتے ہیں۔بالکل علمی، دینی، معلوماتی واعظانہ خرخشوں سے پاک خطاب ہوتا ہے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ نے واقعتاً اہل علم کو اپنے پاس جمع کر لیا تھا۔ ایک دفعہ ملتان روڈ پر اعوان ٹاؤن میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی خدمت میں، میں صوفی صاحب کے ساتھ حاضر ہوا اور ڈاکٹر صاحب سے متعدد موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ڈاکٹر صاحب صوفی صاحب کے ادارہ میں ماہانہ محفل میلاد میں

Marfat.com

صدارتی خطبہ اورہفت روزہ درس قرآن حکیم دیا کرتے تھے ڈاکٹر بابر بیگ مطالی، سید عبدالرحمٰن بخاری، قاری مشتاق احمد، پروفیسر عبدالعزیز نیازی اور دوسرے کئی اہل علم آپ کی دعوت علمی پر خطاب کیلئے تشریف لاتے تھے۔صوفی صاحب نے جامعہ جمیل العلوم کے ''طلباء کی کاوشوں'' پر مشتمل ایک مجلّہ بھی شائع کیا تھا جس کے کئی شمارے منظر عام پر آگئے تھے صوفی صاحب کی اپنی تحریریں، تقریریں،ملفوظات،فرمودات اور محسوسات اس سب لٹریچر پر اضافہ تھیں جو آپ نے دوسرے احباب ومحبین کی تحریریں اپنے پلیٹ فارم سے شائع کیں۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کا ایک بڑا کارنامہ لاہور میں مجدد الف ثانی سوسائٹی لاہور اور شیر ربّانی اسلامک سنٹر سمن آباد لاہور کے تحت ہر سال امام الہند، شیخ الہند حضرت مجدد الف ثانی سمینار کا انعقاد ہے۔یہ سمینار ۲۰۰۵۔۲۰۰۴ء سے قبل تقریباً ہر سال ہو رہا تھا۔جس میں سے ایک سمینار میں شرکت کی مجھے بھی سعادت نصیب ہوئی۔ بڑا مہذب، بڑا پرسکون، بڑا اجتماع،تقریباً تمام باریش حضرات، بڑے بڑے جبہ ودستار اور عمامہ وصدریوں والے بزرگان دین اور علمائے دین متین۔نہ نعرہ بازی نہ ہلڑ بازی نہ ریاکاری نہ انگشت نمائی، ہرطرح سے اہل عقل وبینش شخصیات کا اجتماع۔ میں یقین جانئے بہت متاثر ہوا۔اس اجتماع میں جہان امام ربانی (حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کے احوال ومتعلقات پر مشتمل انسائیکلو پیڈیا) کی چھ جلدوں کی تقریب رونمائی ہوئی۔ چھ جلدوں کا ایک سیٹ فدوی کوبھی عنایت ہوا۔سن ۲۰۰۷ء میں داتا دربار سماع ہال میں یہی سمینار پھر ہوا۔ خاک نشین حضرات بڑے وقار اور بڑی خاموشی سے اس روحانی اور علمی ماحول کوتہذیب وتہذیب کا رنگ دے رہے تھے جہاں یا

Marfat.com

سٹیج سیکرٹری کی آواز تھی اور یا پھر خطاب کرنے والوں کا بیان، باقی لوگ آ بھی رہے تھے اور جا بھی رہے تھے مگر نہ تو نہ تکار، نہ سوال نہ جواب، نہ شور نہ زور، یہاں بھی صوفی غلام سرور صاحب سٹیج کی زینت تھے ایوان اقبال والے متذکرہ بالا سیمنار میں صوفی صاحب زیب رونق تھے سٹیج پر، کیا مجال جو کسی کو صوفی صاحب سے کچھ پوچھنے کی ضرورت پڑی ہو یا صوفی صاحب کو کسی کو ہدایت دینے یا اشارہ کرنے کی ضرورت پڑی ہو سن ۲۰۰۹ء کے اجتماع سیمنار میں پھر مجھے صوفی صاحب کی طرف سے ایڈوانس دعوت تھی۔صوفی صاحب سے ملاقات کر کے میں نے اس سلسلہ میں عرض معروض کرنا تھی کہ ان کی جہانِ فانی سے جہان لافانی کی طرف روانگی کی خبر نے دل دہلا دیا۔ اور صوفی صاحب کی طرف سے گویا یہ پیغام مل گیا۔

آج ہم کل تمہاری باری ہے
موت سے کس کو رستگاری ہے

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علیہ الرحمہ کی مجھ سے ملاقات، تعلقات اور عنایات سے قبل زندگی کیا تھی میں نے انہیں صوفی ہی پایا۔ گویا آپ مجھ سے ملے تو صوفی تھے اور راہی ملک عدم ہوئے تو بھی صوفی تھے۔ اللہ ان کا حشر زمرۂ اصفیا میں کرے

وہ صوفی با صفا تھے وہ صوفی با وفا
صوفی نے جب بھی مجھ پہ کی، ہر بار عطا کی

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددیؒ کھلے کھلے کپڑے تریزوں والی قمیض جس کے

Marfat.com

بازوؤں کے کف بھی نہ ہوتے تھے پہنتے تھے نیچے شلوار، سر پر کپڑے کی نقشبندیوں مجددیوں والی ٹوپی، خوب لمبی سفید براق داڑھی، بھاری جسم، اونچا لمبا قد، سفید رنگت، ایسی پراسرار شخصیت جو اپنے مخاطب پر لازماً مثبت اثر چھوڑتی تھی۔ سمینارز میں میں نے صوفی صاحب کو عمامہ باندھے ہوئے بھی دیکھا۔ تہہ بند گھر کے اندر باندھتے ہوں تو باندھتے ہوں مجھے کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ میں نے صوفی صاحب کو تہہ بند میں ملبوس دیکھا ہو۔ بڑی بڑی آنکھیں اور نرم و میٹھی آواز، جیسے کوئی دوست کسی دوست سے مخاطب ہو۔ صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی مرحوم نے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی دل و جان سے آبیاری کی اور اسلام اور اہل سنت کی مسلک حق کی دن رات خدمت کی:

دِن رات جو لگے تھے اسلام کی خدمت میں!
ایسے صوفی کا ثانی میں ڈھونڈوں کہاں سے اب

واقعی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کو صوفی غلام سرور جیسے مرید باصفا اور صوفی باوفا اور خادمِ دین حق اور ناصر مسلکؔ اہلسنت سچ پر فخر کرنا چاہیے۔ جہاں تک میرا علم ہے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ لاہور میں صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کے علاوہ دو اور غلام سرور ہیں ایک ماضی میں گزرے ہیں تاریخی شخصیت میں مؤرخ ہیں ان کا نام تھا مفتی غلام سرور قادری۔ اور ایک حال میں ابھی بقیدِ حیات ہیں ان کا نام ہے علامہ مفتی غلام سرور قادری جن کا ماڈل ٹاؤن لاہور میں مدرسہ (جامعہ) ہے اور جنہوں نے قرآن مجید کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ ان غلام سروروں میں صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی کی خدمات

Marfat.com

اگرچہ مشتہر کم ہوئی ہیں مگر اپنے اثرات اور فوائد کے لحاظ سے شائد دونوں غلام سرور بزرگوں سے بھی زیادہ ہوں ۔ مشتہر نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ صوفی صاحب ویسے ہی اشتہار و پروجیکشن کو پسند نہ کرتے تھے ۔ آپ کا شعار یہ عربی مقولہ تھا

بئس الفقیر علی باب الامیر
نعم الامیر علی باب الفقیر

فقیر کے لئے یہ بُری بات ہے کہ وہ امیر کے در پہ جائے
اور امیر کے لئے یہ اچھا ہے کہ وہ فقیر کے در پہ جائے

یقیناً امراء صوفی غلام سرور نقشبندی صاحب کے درِ دولت پہ حاضری دینے آتے ہوں گے ۔ مگر صوفی صاحب کو میں نے اولیاء و فقرا کے درباروں میں تو جاتے دیکھا ہے امراء کی طرف رُخ کر کے کھڑے یا بیٹھے بھی نہیں دیکھا ۔ وہ صوفی آج ہم میں نہیں ہیں ان کا وقت آ گیا وہ رخصت ہوئے ہمارا وقت جلدی جلدی ہماری طرف آ رہا ہے

جانے والا تم کو دیتا ہے پیغام مِری طرح تم جلد ہو جاؤ گے بے نام
جی چاہتا ہے کہ بقول شاعر مقدور ہو تو پوچھوں تو نے کہ اے لئیم
وہ گنج ہائے تو نے گراں مایہ کیا کئے

صوفی صاحب کے بارے میں اشک بہاتی آنکھوں اور کلام بخشے ہونٹوں سے یہی کہوں گا ۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے ایسے تو ایک ہی ہمارے صوفی صاحب تھے !

Marfat.com

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

اقبال احمد اختر القادری

☆☆

حضرت مسعود علیہ الرحمہ کے محبّ خاص، ناشر مجددیات، صدر حضرت مجدد الف ثانی سوسائٹی، لاہور حضرت مولانا صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی علالت کے بعد ۹ اپریل ۲۰۰۹ء کو لاہور میں وصال فرما گئے۔

صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی ۱۹۴۴ء کو لاہور میں پیدا ہوئے۔۱ ابتدائی تعلیم کے بعد پنجاب یونیورسٹی سے بی اے کیا ۲ اور زرعی ترقیاتی کارپوریشن (مغربی پاکستان) میں ملازمت اختیار کی پھر مختلف محکموں میں ملازمت کے بعد ۱۹۹۶ء میں لوکل گورنمنٹ ڈیویلپمنٹ ڈپارٹمنٹ سے عہدہ سپرنٹنڈنٹ سے ریٹائرڈ ہوئے اور خود کو خدمت دین اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے وقف کر دیا حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری مدظلہ العالی سے شرف بیعت اور خلافت و

چند اصلاحات:

۱۔ آپ ضلع سیالکوٹ کی تحصیل پسرور کے گاؤں ''چھور'' میں پیدا ہوئے۔

۲۔ آپ نے گورنمنٹ کالج بوریوالہ سے گریجوایشن کیا

Marfat.com

اجازت حاصل ہوئی۔ اپنے مرشد کی زیر قیادت ہونے والے دینی و علمی اور تحقیقی کاموں میں بھرپور حصہ لیتے۔ مجدد الف ثانی سوسائٹی کے صدر اور جامعہ جمیل العلوم نقشبندیہ مجددیہ شیر ربانی لاہور کے بانی و مہتمم تھے۔ لاہور میں شیر ربانی سوسائٹی اور شیر ربانی پبلیکیشنز کے نام سے بھی ادارے قائم کیے جہاں سے اب تک بیسیوں کتب و رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ جامع مسجد قادریہ شیر ربانی لاہور میں خطابت کے علاوہ تحریری میدان میں بھی سلسلہ مجددیہ کی اشاعت میں سرگرم رہے۔ آپ کے مضامین و مقالات اخبارات و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ تصانیف میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن وسنت کی روشنی میں، نظام مصطفیٰ اور ہماری زندگی، شیر ربانی کا پیغام عصر حاضر کے نام، حضرت مجدد الف ثانی کی دینی و ملی خدمات، ارمغان امام ربانی، عقائد اہل سنت اور دور حاضر میں عشق رسول کے تقاضے نمایاں ہیں۔ لاہور میں ہر سال عرس امام ربانی پر ''مجدد الف ثانی کانفرنس'' کا انعقاد بھی آپ کے مرہون منت ہے۔

حضرت مسعود ملت علیہ الرحمۃ کے زیر سرپرستی تیار ہونے والے عظیم انسائیکلوپیڈیا ''جہان امام ربانی'' کی اشاعت پر آپ نے تین سال تک برابر لاہور میں کانفرنسوں کا انعقاد کر کے حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے اتنے بڑے کام کی تکمیل پر حضرت مسعود ملت اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کیا۔

Marfat.com

۹ اپریل ۲۰۰۹ء کو لاہور میں ان کے وصال ہو جانے سے جو خلا پیدا ہوا وہ شاید کبھی پورا نہ ہو سکے۔ انہیں کارِ امام ربّانی سے حد درجہ عشق تھا جس کے سبب وہ ہر اس شخص سے محبت کرتے جو اس ضمن میں کسی نہ کسی طرح مصروف ہو، حضرت مسعود ملت رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت اور ''جہان امام ربّانی مجدد الف ثانی'' کی تدوین و اشاعت میں شرکت پر فقیر سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے کوئی تحریر دیکھتے تو تعریفی مکتوب تحریر فرماتے، فون کرتے اور حوصلہ افزائی فرماتے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور مقام محبوبین عطاء فرمائے (آمین)

نوٹ: حضرت صوفی صاحب علیہ الرحمۃ کے متعلق یہ مضمون مجلّہ المظہر کراچی میں مجلّہ ہذا کے مدیر جناب ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری صاحب کا ہے۔

Marfat.com

تعلیمات مجددیہ کا ایک خاموش مبلغ

حضرت صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

حضرت صوفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت مرتبہ سنا اور پڑھا اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ آپ کا نام جب سننے اور پڑھنے کو ملا امام ربّانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے حوالے سے ہی سنا، اس کے علاوہ کوئی حوالہ سماعت وبصات نواز نہ ہوا، آستانہ عالیہ شیر ربّانی سے فیض یاب ہونے والے ہمارے ممدوح رحمہ اللہ تعالیٰ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیض یافتہ اور اجازت وخلافت سے نوازے ہوئے تھے لیکن جب کبھی کسی سمینار کا دعوت نامہ دیکھا کہ آپ کا اسم گرامی القاب کے بوجھ اور خودنمائی کے جذبے سے عاری نظر آیا یوں لگتا ہے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ اور انکی تعلیمات میں وارفتگی کے ساتھ محو اور فنا ہو گئے تھے کہ انہیں اپنی شخصیت کو اجاگر کرنے کی ہوش نہ رہی تھی یا پھر تعلیمات مجددیہ کے زیر اثر ان پر عجز وانکسار کی ایسی گہری چھاپ لگ گئی تھی کہ وہ سراپا۔۔۔ اور تواضع کا پیکر بن گئے تھے، میں نے حضرت صوفی صاحب کا اسم گرامی تعلیمات مجددیہ کے حوالے سے شائع کیے گئے لٹریچر، شیر ربّانی اسلامک سنٹر اور سمینار کے حوالے سے بارہا سنا اور پڑھا لیکن زندگی میں پہلی مرتبہ ان کی زیارت کا شرف مورخہ ۲۲ فروری ۲۰۰۹ء کو ہمدرد ہال میں منعقد ہونے والے علمی سمینار میں شمولیت کے ذریعے حاصل ہوا، پروگرام جاری تھا کہ نقاہت اور بیماری سے دوچار پر سکون اور روشن چہرے والی ایک شخصیت کو وھیل چیئر پر ہال میں لایا گیا، اس پر کشش

Marfat.com

چہرے والی ہستی کے آنے سے ہال میں نہ تو کوئی ہل چل مچی نہ انہیں کسی بہت نمایاں جگہ پر بٹھانے کی کوشش کی گئی بلکہ وہ اپنی وہیل چیئر پر مناسب جگہ پر بیٹھ گئے۔ مجھے کچھ اندازہ ہوگیا کہ وہ کون ہیں، اور میں اپنا مقالہ پیش کر کے اسٹیج سے نیچے اترا تو میں نے وطن عزیز کے مایہ ناز سکالر ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب سے اپنے اندازے کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بتایا کہ یہی حضرت صوفی غلام سرور صاحب ہیں تب مجھے بے پناہ روحانی مسرت حاصل ہوئی کہ محبت اور احترام کرنے والے مریدین کا ایک اچھا خاصا حلقہ رکھنے والی شخصیت اس عجز وانکسار کی پیکر ہے، تب میں نے آگے بڑھ کر حضرت سے مصافحہ کیا، اس دوران ہمارے فاضل دوست ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس صاحب نے حضرت کو میرے حوالے سے بتایا کہ یہ حضرت شرف قادری صاحب کے بیٹے ہیں تو حضرت صوفی صاحب قبلہ بہت محبت اور شفقت سے ملے، تب میں جو ان کے چہرے کی نورانیت اور طمانیت سے مسحور ہوا بیٹھا تھا ان کے کریمانہ اخلاق سے مزید مسحور ہوتا چلا گیا، میں اگرچہ دوبارہ ان کی زیارت سے محروم ہی رہا لیکن میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اس نے مجھے ایک مخلص، دردمند اور سراپا عجز وانکسار شخصیت کی زیارت سے شادکام فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت صوفی صاحب کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے قائم کردہ ادارے کو تا ابد محبت، روشنی اور اخلاص کا نور بکھیرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے نیز ان کے فرزند ارجمند صاحبزادہ غلام مصطفیٰ اور صاحبزادہ جنید سرور صاحب اور جملہ معتقدین ومتوسلین کو ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی نگرانی اور قیادت میں حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کی

Marfat.com

فروزاں کی ہوئی شمع کی روشنی میں شہر شہر، قریہ قریہ بلکہ گلی گلی میں اس محبت اور ذوق وشوق سے پہنچائیں کہ ملک میں پھیلی ہوئی نفرتوں، تعصبات، خود پرستی کی لگائی ہوئی آگ گلزار بن جائے اور بارود کی بدبو سے انسانیت کا گھٹتا ہوا دم سکون کا سانس بن جائے۔

Marfat.com

Marfat.com

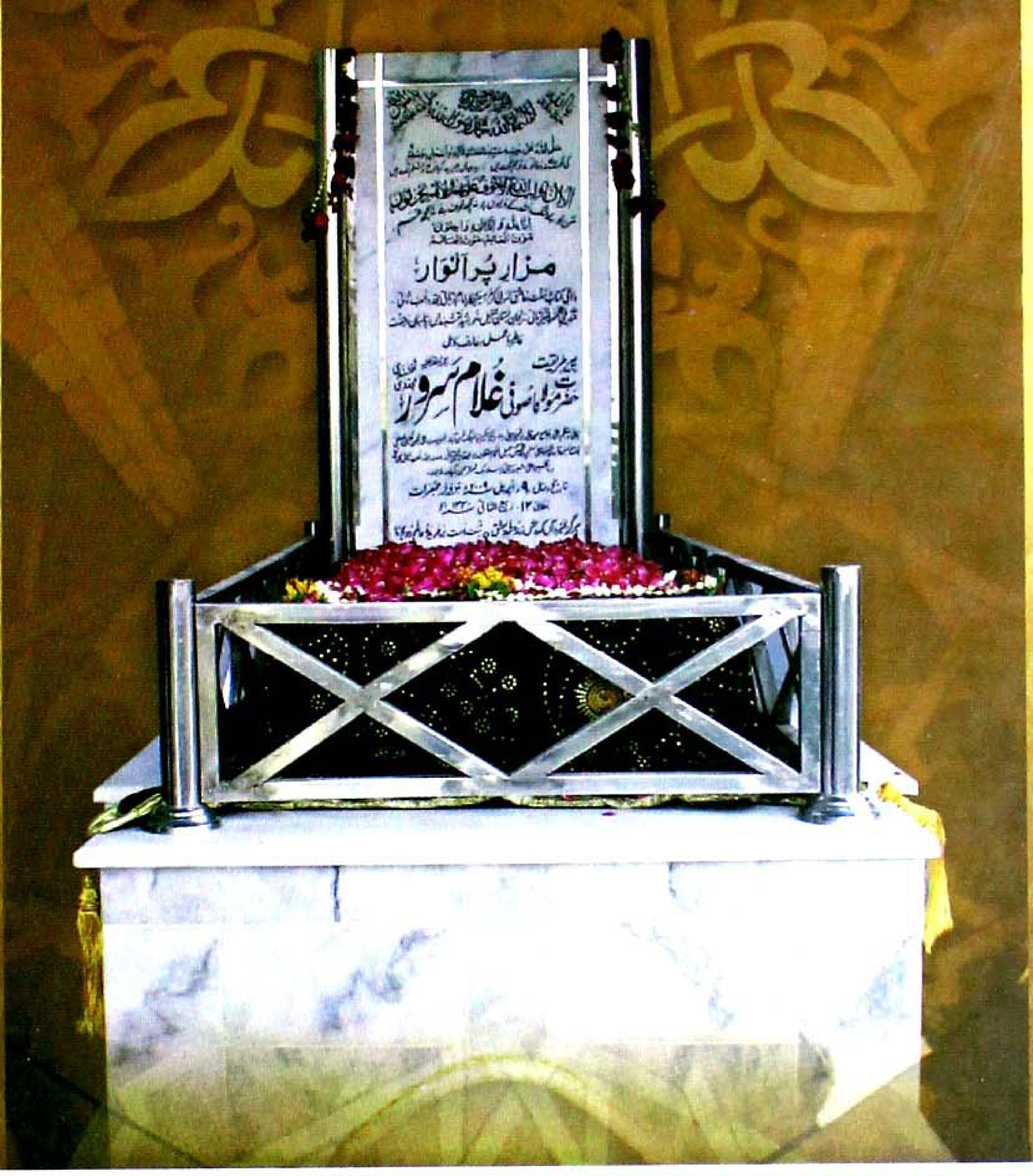

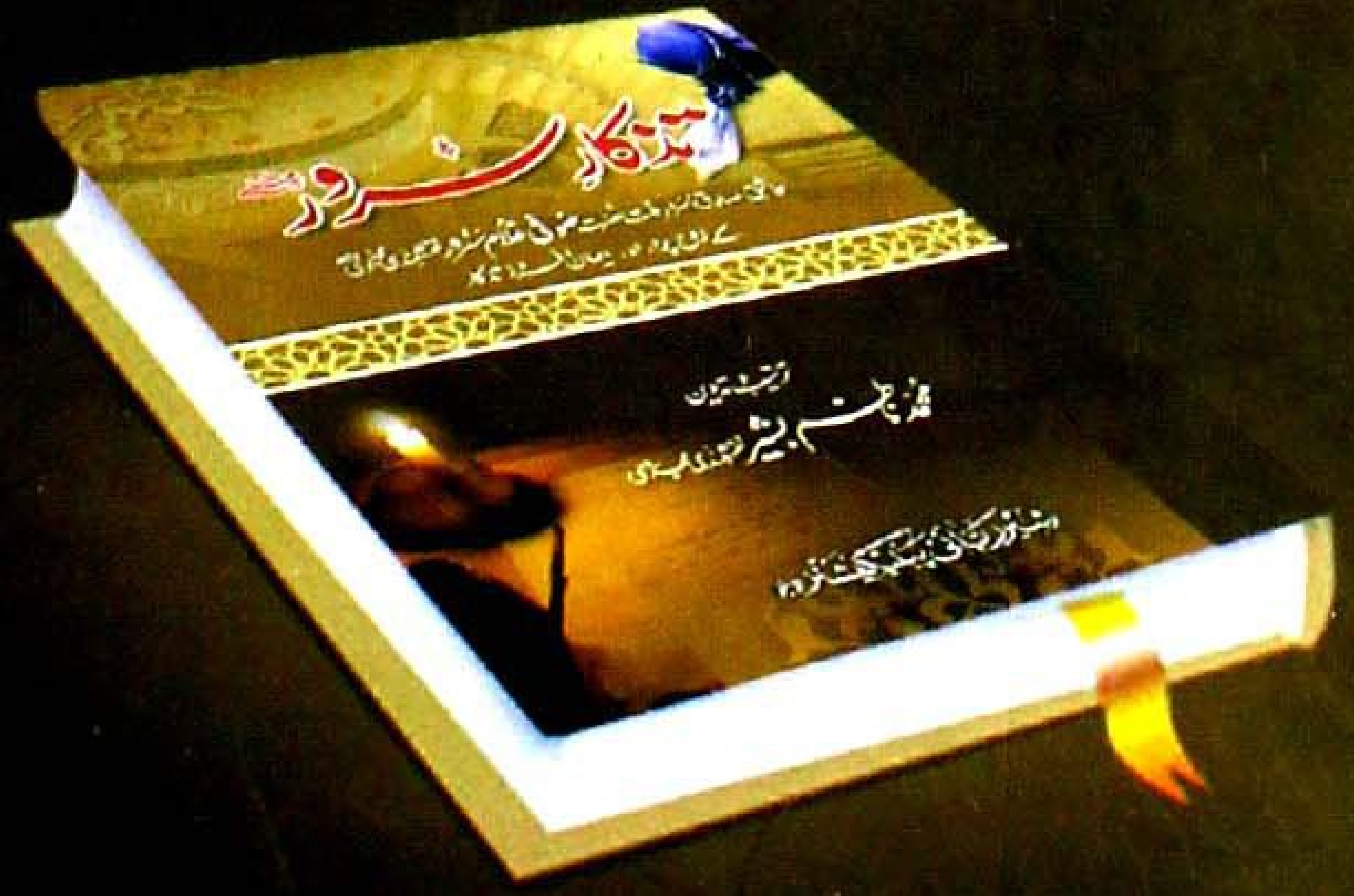

شیر ربانی پبلیکیشنز لاہور

جامع مسجد قادریہ شیر ربانی، ۲۱- ایکڑ سکیم نیا مزنگ، سمن آباد لاہور

Marfat.com